

کتاب دہرم شاستر کے اجزا مین سے کوئی جزو اسقدر اہم نہین ہے جس قدر کہ وراثت کا جزو ہے۔ یہ وہ حصہ دہرم شاستر کا ہے جسکے ذریعہ سے تصفیہ و تجویز حقوق اہل معاملات ملک جنوبی ہندوستان کا کیا جاتا ہے۔ اور جو نہایت مفید قرار پایا ہے۔

قبل ۱۸۶۲ع کے برٹش عملداری کے عدالتون کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مسئلہ شاستری مشکل اور دقت طلب سمجھا جاتا تھا تو مسئلہ مذکور بغرض اظہار راے کے ایک یا چند پنڈتون کے تفویض کیا جاتا تھا اگرچہ اونکی اراء کی تقلید بلا سر مو اختلاف کے کی جاتی تھی لیکن ایسے اراء کبھی غلطیون اور نقایص سے خالی نہین ہوتے تھے چنانچہ اسکی ایک بڑی مثال ہائی کورٹ مدراس کے اوس فیصلہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتی ہے جو مشہور مقدمہ کلکٹر مجورہ بنام ایم رام لنگ ستوپتی مین صادر کیا گیا ہے۔ بعد تخفیف کرنے خدمات پنڈتون کے اس امر کی ضرورت داعی ہوئی کہ اسغرض سے کہ عدل گستری مین خلل واقع نہو کل مختلف مفید کتب دہرم شاستر کے صحیح اور مکمل ترجمے بہم پہونچاے جائین جن پر مختلف حصص ہندوستان مین عملدرآمد ہے۔ عام طور پر ملک دکن مین متاکشرا اعلی اسند مانا جاتا ہے جسکا انگریزی ترجمہ ایچ۔ ٹی۔ کولبروک صاحب نے شایع کیا ہے جسکو پبلک نے بہت مفید تسلیم کیا۔ دکن مین متاکشرا کے بعد مستند کتب مین سمرتی چندرکا کا دوسرا درجہ ہے جسکو دیون بہٹ نے باجتماع سمرتیون کے تالیف کیا ہے۔ اسکا

انگریزی ترجمہ ۱۸۹۶ء مین مسٹر کرشنا سامی آیر پرنسپل صدر امین مدراس نے انگریزی زبان مین شایع کیا ہے اس دہرم شاستر سمرتی چندرکا کی نسبت مدراس ہائی کورٹ کے مشہور مرحوم جج مسٹر ٹی ایل اسٹرینج صاحب بہادر نے حسب ذیل لکھا ہے۔

"احاطہ مدراس کے لئے سمرتی چندرکا ایک خاص سند ہے"۔

غرضکہ اسی طرح مسٹر کولبروک مشہور مترجم متاکشرا اور مسٹر مین اور میگناٹن وغیرہ مشہور مولفان مجموعہ دہرم شاستر نے اس امر کو تسلیم فرمایا ہے کہ جنوبی ہندوستان کی خاص مستند کتاب دہرم شاستر سمرتی چندرکا ہے۔

پس اس طرح مختلف اور متعدد اصلی کتب دہرم شاستر کے ترجمے اصلی اور صحیح منشار قانون دہرم شاستر کے اخذ کرنے کی غرض سے شایع کرنے کے ذریعہ سے برٹش عملداری مین وہ دقتین رفع کی گئین جو پنڈتون کے غیر صحیح استفتا کے قبول کرنے مین پیش آتی تہین۔

الغرض یہ سب کچہہ اصلاح اوس عملداری مین ہوئی جہان زبان انگریزی کو اسقدر ترقی ہوگئی ہے کہ جسکی نسبت یہ گمان ہوسکتا ہے کہ باقبال برٹش گورنمنٹ علاوہ زبان عدالت ہونے کے اہل ہند کی عنقریب زبان مادری ہونیکا شرف حاصل کرے گی۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ اوس ریاست کو حاصل نہین ہوسکتا جسکو سلطان اور حکمران وقت اہل اسلام سے ہونے کا فخر حاصل ہو اور جس مین بالعموم زبان اردو مروج ہو۔ جیساکہ برٹش عملداری مین اصلی کتب دہرم شاستر کے ترجمے کے مدد سے ہر ہر مسئلہ کی جانچ کی جاتی ہے ویسی ہی جانچ کی ضرورت ہمارے ملک کی عدالتون مین ایسے مقدمات مین پیش آتی ہے جن مین معاملات و تنازعات متعلقہ وراثت وغیرہ متعلقہ اہل ہنود تصفیہ طلب ہون کیونکہ جسطرح تنازعات

متذکرہ بالا اہل ہنود ساکنان برٹش گورنمنٹ کا تصفیہ وہان کی عدالتین کرتی ہین اوسی طرح ملک سرکار عالی کے عدالتین بھی عمل پیرا ہین

اگرچہ اِس وقت تک بعض ایسی کتب دہرم شاستر زبان انگریزی سے اُردو ترجمے ہوے ہین جو اصلی کتب دہرم شاستر کے ترجمہ کی بنا پر بطو جامع شایع کئے گئے ہین باایہمہ ان کتب سے کوئی مدد اوس صورت مین نہین ملتی ہے جبکہ کسی مسئلہ کے طے کرنیکے لئے اصلی قول کے معائنہ کی ضرورت ہو چنانچہ باوصف موجودگی مجموعات مذکورکے اکثر فیصلے حکام عالی مقام کے اصلی اقوال دہرم شاستر پر مبنی ہوتے ہین ۔

پس اِس ضرورت کو محسوس کر کے احقر نے مناسب سمجھا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے عدالتانہ کارروائی اور رعایا کے فائدہ کے لئے کتاب ہذا کا ترجمہ کیا جائے کیونکہ ریاست نظام کا بیشتر حصہ جو کرناٹک اور تلنگانہ سے موسوم ہے جنوبی ہندوستان مین داخل ہے جہان کا خاص مذہبی قانون ہنود کا سمرتی چندرکا ہے۔ بھگوان کا شکر ہے کہ بندہ کو اس مقصد مین کامیابی ہوئی اور آج یہ رسالہ پبلک مین شائع ہو گیا سچی کامیابی تو جبھی متصور ہوگی کہ یہ ترجمہ پبلک کو مفید ہو اور اہل ملک قدر فرمائین ۔

مین اس تحریر کو قبل اسکے ختم نہین کر سکتا کہ مسٹر بی ستیشنگراو اسسٹنٹ اسکول رائے چور کا شکریہ بصلہ اون کے قابل تعریف مدد کے جو اونہون نے ترجمہ کرنے مین دی ادا کرون نیز عالم و فاضل دوست جناب منشی رائے پرتاب نرائن صاحب بی اے - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند کا ازحد شکرگذار ہون جن کے عالمانہ توجہ و تصحیح سے اس ترجمہ کی صحت

تکمیل کو پہونچ گئی۔ فقط

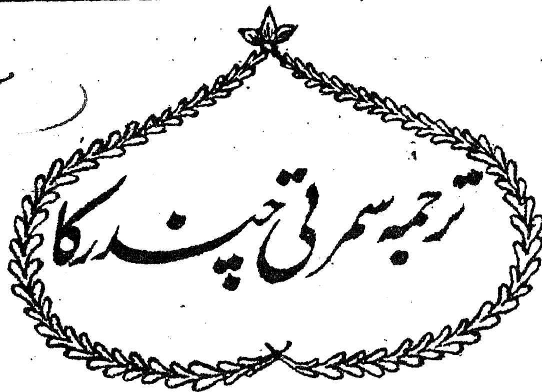
راقم

گرراو۔ دکیل۔ رائےچور

۲۳۔فروردی ۱۳۰۸ فصلی

مطابق ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء

فہرست ابواب





باب اول

دائے بھاگ

ف ۱ منوجی فرماتے ہین کہ ابتک قاعدہ متعلق طریقہ عمل زن وشوہر کے (جو نہایت پاک محبت سے بھرا ہوا ہے) اور رواج پیدا کرنے اولاد کے (بوقت ضرورت) بیان کیا گیا اب قانون وراثت سے علم حاصل کرو۔

ف ۲ اسکے معنی یہ ہین کہ قانون وراثت جو مین بیان کرونگا اوسکو معلوم کرو (۱)۔

ف ۳ اگر سوال یہ کیا جائے کہ ارث کیا چیز ہے۔ اسکی نسبت نگھنٹگار فرماتے ہین کہ علما اسکی تعریف یون کرتے ہین "ارث سے مراد ایسی جایداد پدری ہے جو قابل تقسیم ہو"۔

ف ۴ اسکے یہ معنی ہین کہ ذیعلم لوگ اوس دولت کو لفظ میراث سے تعبیر کرتے ہین جو باپ وغیرہ سے وراثتاً پہونچے۔ اور جو قابل تقسیم ہو۔

ف ۵ اسلیئے وہارشیور میراث کی تشریح یون کرتے ہین کہ میراث سے مراد وہ جایداد ہے جو باپ خواہ ماں سے وراثتاً پہونچے +

(۱) سنسکرت لفظ دائے کے لغوی معنی موہوب ہین۔ یہ لفظ استعارتاً بمعنی ارث استعمال کیا گیا ہے۔

ف ۶ دہاریشور کے قول مین لفظ (چہ) کے استعمال کیے جانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جایداد جو علاوہ ماں باپ کے دوسرے اشخاص سے وراثتاً پہونچے وہ بھی ارث مین داخل ہے +

ف لفظ ایوا (حرف) جو کتاب مذکور مین مستعمل ہوا ہے اوس سے یہ مطلب نکالا گیا ہے کہ جایداد جسکی نسبت پیشتر حق حاصل ہوا ہو لیکن یہ صحیح نہین ہے۔ کیونکہ جایداد والدین سے بیٹے اور پوتوں کو ایسے استحقاق کے لزوم سے پہونچتی ہے۔ جسکا وجود پیشتر سے ہوتا ہے +

ف ۸ پس نتیجہ یہ ہے کہ گنیشکار کے نزدیک لفظ ارث کی تعریف مین وہ دولت (جایداد) داخل ہے جو بوجہ تعلق رشتہ داری ساتہہ مالک کے ایک یا کئی اشخاص کی جایداد ہو جاتی ہے۔ اور جو علاوہ برین قابل تقسیم ہوتی ہے۔

ف ۹ قانون وراثت یعنی داے دہرم سے (جو منوجی کے شاستر کے پہلے فقرہ مین مستعمل ہوا ہے) مراد قاعدہ تقسیم ہے کیونکہ اس کتاب کے مختلف حصص مین "فرایض زن و مرد و تقسیم بیان کیے گئے ہین"

ف ۱۰ پس سنگرہ کار (۱) فرماتے ہین کہ "لفظ داے (ارث) کے معنی مین وہ دونون جایدادین جو باپ اور ماں سے وراثتاً پہونچین داخل ہین۔ اب ایسی جایداد کی تقسیم کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے +

ف ۱۱ اوپر کے فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ لفظ داے (ارث) سے (جو لفظ مرکب داے دہرم کا ایک جزو ہے۔) وہ جایداد مراد لی گئی تہی جو باپ وغیرہ سے وراثتاً پہونچے۔ اب ایسی جایداد کی تقسیم کا قاعدہ منوجی یون بیان کرتے ہین +

ف ۱۲ اگر یہ سوال کیا جاے کہ طریقہ مذکور کسطرح بیان کیا جائیگا۔ تو منوجی فرماتے ہین کہ برادران مشترک کو لازم ہے۔ کہ بعد وفات باپ و ماں کے جایداد پدری کو بطور مساوی تقسیم کرین

(۱) سنگرہ کار نے قوانین منوجی کا خلاصہ بنایا تہا۔

اسلئے کہ بحیات والدین اونکو کوئی اختیار ایسی جایداد پر نہین ہوتا +

ف ۱۳ فقرہ مندرجہ صدر کا مطلب سنگرہ کار یون بیان کرتے ہین -

"کسوقت - کسطرح - کس کے ذریعہ سے - کس قسم کی ارث تقسیم ہونے چاہیے بلحاظ احکام شاستر بیان کیا جاتا ہے"۔

ف ۱۴ کس قسم کی ارث } متروکہ پدری مادری وغیرہ -

کسوقت } یہ عیان ہے -

کسطرح } بحصص مساوی یا غیر مساوی -

کس کے ذریعہ سے } آیا بذریعہ پدر - یا برادر - یا ہمشیرہ وغیرہ کے یہ تمام امور منوجی کی کتاب مین (بعد وفات پدرالخ فقرہ ۱۲) بلا اختلاف کتب مصنفہ درد ہا منو وغیرہ مندرج ہین +

ف ۱۵ عبارت "بعد وفات باپ" سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جایداد متروکہ پدری کو کسوقت تقسیم کرنا چاہیے - اور "الفاظ اور ماں" سے جو کتاب منوجی کے فقرہ (۱۲) مین بعد عبارت مذکورہ بالا کے مرقوم ہین یہ تبلایا گیا ہے کہ کب جایداد مادری کو تقسیم کرنا چاہیے - پس جایداد پدری کی تقسیم کیجا سکتی ہے - گو ماں زندہ ہو اسی طرح جایداد مادری کی تقسیم کیجا سکتی ہے گو باپ زندہ ہو - یہ غیر ضروری ہے کہ اون مین سے کسی ایک کی جایداد کی تقسیم عمل مین آنے کے قبل دونون فوت ہوے ہون +

ف ۱۶ اسی طرح سنگرہ کار کا یہ قول ہے کہ "قبل وفات ماں کے جایداد پدری کی تقسیم ہو سکتی ہے کیونکہ ماں کی بعد وفات شوہر کے کوئی آزادانہ ملکیت نہین رہتی ہے - علی ہذالقیاس جایداد مادری کی بھی تقسیم عمل مین آسکتی ہے - گو باپ زندہ ہو کیونکہ اگر اولاد موجود ہو تو شوہر اپنی زوجہ کی جایداد کا مالک نہین ہے" +

ف ۱۷ فقرہ مذکورہ بالا کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ باپ کی بیوہ کو بلا اپنے شوہر کے یعنی بعد وفات شوہر کے بھی اوسکی جایداد کی نسبت کوئی آزادانہ حق حاصل نہین ہے - اور چونکہ اسیطرح

شوہر کو بموجودگی پسران اپنی زوجہ کی جایداد متروکہ پر ملکیت حاصل نہین ہے پس دونون مین سے کسی ایک کے ترکہ کی تقسیم بہ حیات دیگر جایز ہے - اس سے کنایتاً یہ مستنبط ہوتا ہے کہ تقسیم جایداد پدر بہ حیات پدر اور جایداد مادر بہ حیات مادر ممنوع ہے +

ف ۱۸ یہ امر فقرہ - ۱۲ منوسمرتی کے اخیر مین صریحاً بذریعہ فقرہ ذیل کے ظاہر کیا گیا ہے "بہ حیات والدین اونکو اوسپر کوئی اختیار نہین ہے"

ف ۱۹ اس عبارت سے کہ اونکو کوئی اختیار نہین ہے" یہ مراد ہے - کہ اونکو کوئی آزادانہ اختیار نہین ہے - +

اسی طرح شنکہ یہ فرماتے ہین "لڑکے بہ حیات پدر تقسیم نہین کر سکتے ہین گو جایداد پدر کی نسبت اونکو وقت پیدایش سے حق حاصل ہے اونکو اسطرح تقسیم کرنے کا کوئی اختیار نہین ہے - کیونکہ وے نسبت دولت اور رسومات مذہبی کے خود مختار نہین ہین"

ف ۲۰ گو پسران کو وقت پیدایش سے جایداد پدری مین حق حاصل ہوتا ہے - تاہم وے اوسکو بحیات پدر تقسیم کرنے کے مجاز نہین ہین کیونکہ اوسکے زمانہ حیات مین اونکو کوئی آزادانہ اختیار نسبت دولت اور فرایض مذہبی کے حاصل نہین ہے - پس وے جایداد کو تقسیم نہین کر سکتے ہین +

ف ۲۱ عدم موجودگی اختیار آزادانہ نسبت دولت کے معنی نہونے اختیار آزادانہ نسبت لینے اور منتقل کرنے دولت کے ہین - چنانچہ ہاریت فرماتے ہین کہ "باپ کی حیات مین بیٹے دولت کے اخذ اور خرچ اور اکشیپ (تادیباً وصول) کرنے مین آزاد نہین ہین - دولت کے اخذ کرنے کے معنی دولت سے متمتع ہونے اور خرچ کرنے کے معنی صرف کرنے کے اکشیپ کے معنی تادیباً غلامون اور مکان کے نوکرون پر پاداش اونکی خطا کے جرمانہ کرنے کے ہین - الفاظ" خود مختار نہین ہین" کے معنی حسب دلخواہ دولت سے بلا مرضی باپ کے متمتع ہونیکی قابلیت نرکھنے کے ہین +

ف ۲۲ اسی طرح فرایض مذہبی کی نسبت خود مختار نہونے کے معنی نرکھنے قابلیت علیحدہ ادا کرنے رسوم مذہبی اور علیحدہ تیار کرانے تالاب وغیرہ واسطے اغراض خیراتی کے ہین اسلئے یہ سمجھنا چاہیے

کہ بیٹیا رسوم اگنی ہوترا اور دیگر رسوم مذہبی کو باپ کی اجازت سے ادا کرے اور نہ بلا اجازت مذکور کے +

ف ۲۳ دیول کا قول ہے ۔ "جب باپ مرجاے تو بیٹونکو چاہیے کہ اوسکے ترکہ کو تقسیم کرلین اسلیئے کہ جب تک کہ باپ زندہ اور عیوب سے پاک ہو لڑکونکو حق ملکیت حاصل نہین ہوتا" + اوپر کے فقرہ مین ملکیت کے نہونے کے معنی محض آزادانہ ملکیت نہونے کے سمجھے جاوینگے کیونکہ یہ امر دنیا مین بخوبی ثابت ہے کہ لڑکونکو جایداد پدری مین وقت پیدائش سے ملکیت حاصل ہوتی ہے گو باپ عیب سے پاک ہو ۔ +

ف ۲۴ اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حق ملکیت کوئی دنیوی امر نہین ہے بلکہ محض شاستر در قوانین مقدس سے حاصل ہوتا ہے پس دیول کے مقولہ مذکورہ بالا کے معنی بوجہ اس قول کے باطل ہوگئے کہ "یہ امر دنیا مین بخوبی ثابت ہے کہ لڑکونکو جایداد پدری مین وقت پیدائش سے حق ملکیت حاصل ہوتا ہے" ۔ یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف براے نام کہا جاتا ہے کہ حق ملکیت احکام شاستر سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ وجہ اس امر کی کہ کیون یہ خیال کیا جاوے کہ حق مذکور احکام شاستر سے پیدا ہوتا ہے سنگرہ کار نے فقرہ ذیل مین بیان کی ہے ۔ + کوئی شخص کسی جایداد کا مالک محض اسوجہ سے کہ وہ اوسپر قابض ہے نہین ہوسکتا ہے ۔ کیونکہ کیا ایسا نہین ہوتا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کی جایداد پر قبضہ بذریعہ سرقہ یا دیگر برے وسیلون کے حاصل کیا ہو ۔ اسلیئے حق ملکیت احکام شاستر ہی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ محض قبضہ سے " + فقرہ ہذا کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شے محض اسوجہ سے کسی شخص کی ملکیت نہین سمجھی جاسکتی ہے کہ وہ اوسکے قبضہ مین ہے اسلیئے کہ اگر ایسا ہو تو وہ شخص بہی جسنے قبضہ کسی دوسرے شخص کی جایداد کا بذریعہ سرقہ وغیرہ حاصل کیا ہو اوسکا مالک کہا جاویگا لہذا حق ملکیت محض احکام شاستر ہی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی دوسرے ثبوت دنیاوی سے ۔ ثانیاً اگر کوئی شخص کامل طور پر محض اسوجہ سے کہ وہ قابض جایداد ہے مالک جایداد مذکور کا سمجھا جاوے تو دنیا مین کوئی شخص یہ کہہ نہ سکیگا ۔ کہ ایک شخص

کی جایداد دوسرے نے ناجایز طور پر لے لی کیونکہ ایسی صورت مین ملکیت ہر ایسے شخص کی فرض
کرنی پڑیگی جو قابض ہو۔ قطع نظر اسکے اگر ملکیت بجز شاستر کے کسی اور دلیل سے استخراج کیجاے
تو قیود جو گوتم کے اس فقرہ مین (کہ "برہمن کے لئے دان ایک طریقہ مزید ہے اور چہتری کے
لئے فتح اور ویش و شودر کے لئے منفعت") نسبت ہر قوم کے طرایق حاصل کرنے ملکیت کے
قایم کئے گئے ہین بیکار ہونگی کیونکہ محض دیگر ثبوت دنیاوی معیار حق ملکیت تصور کیا جاویگا۔ ہر دو
اعتراض مندرجہ بالا پر فقرہ ذیل مین مصنف مذکور نے بھی غور کیا ہے۔
"اگر ایسا نہو تو یہ نہ کہا جا سکیگا۔ کہ کسی شے کو کسی شخص نے ناجایز طور پر لے لیا شاستر مین جو طریقہ
حصول حق ملکیت کا "دان۔ فتح۔ تجارت۔ ملازمت وغیرہ" بہ تعلق ہر ایک قوم کے علاوہ حسب
ترتیب بیان کیا گیا ہے بیکار ہو جائیگا۔ فقرہ مذکورہ بالا مین "جو کسی نے ناجایز طور پر لے لیا" بیان کیا
گیا ہے۔ وہ اعتراض اول کو ظاہر کرتا ہے اور بقیہ حصہ اوسکا اعتراض ثانی کو۔ +
ملکیت بھی مثل حق ملکیت کے محض دہرم شاستر سے قابل استناد سمجھنا چاہیے چونکہ ملکیت اور
حق ملکیت دونون مساوی صفت رکھتے ہین اور جو وجوہات اون مین سے ایک کے لئے
اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہین کہ وہ دہرم شاستر سے استناد کرنے کے
قابل ہے دوسرے سے بھی مساوی طور پر متعلق ہین۔ +لیکن سنگرہ کار بھی بوقت تذکرہ
ملکیت یہ فرماتے ہین۔ کہ ملکیت اور حق ملکیت دونون محض شاستر سے پیدا ہوتے ہین کوئی
شے محض اسوجہ سے کسی شخص کی ملکیت نہین کہی جا سکتی ہے کہ وہ اوسکو حسب مرضی خود
منتقل کر سکتا ہے کیونکہ ہر شے کا انتقال تابع قیود قانونی کے ہے"۔ اس فقرہ کے یہ معنی ہین کہ
کوئی شخص یہ بحث نہین کر سکتا ہے۔ کہ مین یہ نہین کہتا ہون کہ کوئی شے اسوجہ سے کسی شخص کی
ملکیت ہے کہ وہ اوسکے قبضہ مین دیکھی گئی ہے لیکن مین یہ کہتا ہون کہ وہ شے جسکو کوئی شخص
حسب مرضی خود منتقل کر سکتا ہے۔ اوسکی ملکیت ہے۔ یہ دلیل کاذب نہین سمجھی جا سکتی ہے
کیونکہ وہ شے جو غصب وغیرہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو۔ حسب مرضی قابل انتقال نہین

ہوتی ہے۔ اور اسلیئے وہ غاصب وغیرہ کی ملکیت نہین سمجھی جاسکتی ہے" انتقال ہر قسم کی جایداد کا نیز ایسی جایداد کا جسکی نسبت کسیکو کوئی قانونی حق حاصل ہو قانوناً بعض اغراض مصرحہ کے لئے مثلاً پروہت یا گرو یا نوکرون وغیرہ کی پرورش کے لئے محدود کیا گیا ہے پس کوئی شے ایسی نہین ہے جسپر کوئی شخص اختیار انتقال حسب مرضی خود استعمال کرسکتا ہو۔ ذیعلیم دہاریشور نے بھی اسی اصول کو پسند فرمایا ہے۔ چونکہ حسب متذکرہ بالا یہ ثابت ہے کہ حق ملکیت اور ملکیت ہردو محض شاستر سے پیدا ہوتے ہین اور چونکہ شاستر کی روسے لڑکون کو حق ملکیت حیات پدر مین۔ جبکہ وہ عیوب سے بری ہو حاصل نہین ہوتا ہے" (فقرہ ۲۳) اور یہ امر طے شدہ ہے۔ کہ لڑکونکو حق ملکیت پیدائش سے حاصل نہین ہوتا ہے پس یہ ضروری ہے کہ شنکہ کے اوس مقولہ کی تعبیر مختلف کیجاوے جسمین منجملہ اور امور کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "گو لڑکونکو وقت پیدایش سے جایداد پدری مین حق حاصل ہوتا ہے"۔

ف ۲۵ (جواب مصنف) ہم اوس شے کو کسی شخص کی ملکیت نہین کہتے ہین جسکو وہ حسب مرضی منتقل کرسکتا ہے بلکہ ہم اوس شے کو اوسکی ملکیت کہتے ہین جو اوسکی مرضی کے مطابق قابل انتقال ہو۔

ف ۲۶ پھر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ شاستر مین انتقالات کی نسبت قیود مندرج ہین اور اغراض انتقالات۔ گرو۔ پروہت۔ اور نوکرون وغیرہ کی پرورش پر محدود کئے گئے ہین پس یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شے دنیا مین ایسی نہین ہے جسکی نسبت اختیار انتقال حسب مرضی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بہ عدم موجودگی کسی امر مثل انتقال حسب مرضی کے بیشک کوئی شے ایسی نہین ہوسکتی ہے کہ جسکو ہم حسب مرضی قابل انتقال کہہ سکین۔

ف ۲۷ یہ غلط ہے گو کوئی امر مثل انتقال حسب مرضی نہوتا ہم کوئی شے حسب مرضی قابل انتقال کہی جاسکتی ہے چنانچہ بہاو ناتہہ اپنی کتاب موسومہ نیاسے دیویک مین یہ بیان کرتے ہین کہ "وہ شے جسکو کسی شخص نے پیدا کیا ہو حسب مرضی اوسکے قابل انتقال ہوئی ہے" لفظ چہ جو بہاو ناتھہ

کے فقرہ مذکورہ مین استعمال کیا گیا ہے۔ اوس سے مقصود اس امر کے ظاہر کرنیکا ہے۔ کہ اوسکی راے مین قابلیت انتقال حسب مرضی کی تعریف بالکل اوسی طرح ہو سکتی ہے جسطرح تعریف حق ملکیت یا مالکیت کی ہو سکتی ہے۔

اس خیال کے رفع کرنے کے لئے کہ اگر یہ صورت ہو تو وہ شے بھی جو سرقہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو حسب مرضی سارق کے قابل انتقال ہوگی مصنف مذکور بیان کرتے ہین "طرایق حصول دولت بذریعہ پیدایش وغیرہ مقبولہ عام ہین" اسکے معنی یہ ہین کہ صرف ایسے طرایق حصول یعنے بذریعہ توریث۔ خرید۔ اور تقسیم۔ تصرف۔ (جایداد لادعوی) اور لابہ (دفینہ کا حصول) وغیرہ مقبولہ عام ہین اور صرف ایسے ہی حصول سے ملکیت پیدا ہوتی ہے (۱) نہ کہ ایسے حصول سے جو کہ چوری وغیرہ کے ذریعہ سے کیا گیا ہو۔ لفظ "چہ" سے جو بہاونا تہہ کے قول مذکورہ بالا مین استعمال کیا گیا ہے یہ مقصود ہے کہ دلایل کاذبہ کی تردید ممکن ہے۔ پس اگر یہ کہا جاے کہ کہ اس امر کے دکھلانے کا کیا قاعدہ ہے۔ کہ فلان طرایق حصول مقبولہ عام ہین۔ اور فلان مقبول عام نہین ہین تو مصنف مذکور فرماتے ہین۔ کہ "سمرتی یا مجموعہ قانون مثل قواعد صرف ونحو وغیرہ (بیاکرن) اس امر کے دکھلانے کے لئے وضع کئے گئے ہین کہ دنیا مین قدیم الایام سے کیا قواعد نافذ ہین" مطلب اسکا یہ ہے کہ محض ایسے طرایق حصول جو ابتدا سے مقبول عام ہوے ہین ملکیت بخشنے کے قابل ہین اور اونسے واقفیت حاصل کرنا بغرض دریافت کرنے اس امر کے ضروری ہے کہ کسطرح دینوی اور مذہبی امور مین ملکیت حاصل کیجا سکتی ہے پس بغرض دکھلانے اس امر کے کہ وہ طرایق حصول کیا ہین جو اسطرح مقبول عام ہین دہرم سمرتی (کتب مقدس) مصنفہ گوتم اور دیگر اشخاص مین اوسی طرح پر تحریر ہے کہ "حق ملکیت بذریعہ وراثت" - خرید- تقسیم- تصرف (جایداد لادعوی کا) لابہ (حصول دفینہ کے حاصل ہوتا ہے-) دان (برہمن کے لئے مخصوص ہے) فتح (واسطے چہتری کے) اور منفعت (دیش اور شودر کے لئے) جسطرح قواعد صرف ونحو (بیاکرن) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی زبان کا صحیح تلفظ جو قدیم زمانہ سے مقبولہ ہے کیا ہے

(۱) بہ خلاف اصول مناکشرا کے جسنے یہ فرمایا ہے کہ وہ شے بھی ملکیت ہے جو بذریعہ خلاف ورزی قیود کے حاصل کی گئی ہو (مناکشرا باب دفعہ فقرہ ۱۰-

ارث ۔ حصول ملکیت بذریعہ وراثت یعنے وہ حق جو بیٹے وغیرہ کو پیدایش سے جایداد پدری وغیرہ مین حاصل ہوتا ہے ۔ گوتم ۔ جایداد پدری مین لڑکے کو حق حاصل ہونیکا باعث فقرہ ذیل مین بیان کرتے ہین " علماے واجب التعظیم سنے فرمایا ہے کہ صرف پیدایش سے جایداد پر حق ملکیت حاصل ہوتا ہے "

" صرف ازروے پیدایش " یعنی رحم مادر مین جنین کے قایم ہونے سے ہی ۔

" تقسیم " ازروے تقسیم کے پسران وغیرہ کو حق ملکیت خاص یا بلا شرکت غیرے کے نسبت جایداد پدر کے حاصل ہوتا ہے ۔

" تصرف " ۔ تصرف مین لانا پانی اور گھاس اور لکڑی وغیرہ کا جنکی نسبت اوس سے قبل کسی شخص کو حق ملکیت حاصل نہو مراد ہے ۔

" لابہہ " پانا کسی دفینہ وغیرہ کا مراد ہے ۔

اگر یہ وجوہات موجود ہون تو بیٹے وغیرہ اور خریدار اور حصہ دار اور تصرف کرنیوالے اور لابہہ حاصل کرنیوالے علی الترتیب جایداد متروکہ پدر وغیرہ اور مبیعہ اور منقسمہ اور متصرفہ اور لابہہ کے مالک ہوتے ہین ۔

" دان لینا ایک مخصوص طریقہ حصول کا صرف برہمنوں کے لئے معین ہے ۔ اسی طرح چھتری کے لئے فتح کے ذریعہ سے حاصل کرنا مخصوص ہے ۔

نرو شتم (۱) جو کچھ کہ بطور اجرت کاشتکاری وغیرہ کے حاصل کیا جاوے ویش اور شودر کے لئے مخصوص ہے ۔

" نروشتم " (۱) جو کچھ بشکل اجرت دو جنمی قومون کی چاکری وغیرہ کے حاصل کیا جاوے +

یہی معنی قانون گوتم کے جسکی روسے مختلف طرایق حصول ملکیت کے مقرر کئے گئے ہین سمجھنے چاہئیں پس جو کچھ کہ سنگرہ کار نے اپنے اس قول مین لکھا ہے (فقرہ ۲۴) " کہ کوئی شخص مالک جایداد کا محض اسوجہ سے نہین ہو سکتا ہے کہ وہ اوسکے قبضہ مین ہے وغیرہ " اور جو کچھ کہ ذی علم دہاریشور نے بیان کیا ہے ۔ بیکار سمجھنا چاہیے ۔ جو اختلاف درمیان اس مقولہ دیول کے کہ

(۱) امرکوش مین اس لفظ کے معنی اجرت تحریر کئے گئے ہین (فصل ۳ باب ۹ اشلوک ۲۱ ۔)

لڑکونکو حق ملکیت اوسوقت جبکہ باپ زندہ اور عیب سے پاک ہو نہیں ہوتا ہے" (فقرہ ۲۳) اور اوس فقرہ کتاب شنکہ کے (فقرہ ۱۰) ہے جس مین یہ مرقوم ہے۔ کہ لڑکونکو جایداد پدری مین وقت پیدایش سے حق حاصل ہوتا ہے صرف اسطرحپر رفع ہو سکتا ہے کہ مقولہ اول الذکر کی تعبیر سختی سے ساتھ بلحاظ الفاظ نہ کیجاوے (فقرہ ۲۳ ملاحظہ طلب معترض سکے اعتراضات کے طے کرنے کے لئے اسقدر کافی ہے۔

ف ۲۸ کتاب دیول کے فقرہ ۲۳ مین جو الفاظ "عیب سے پاک ہو" مستعمل ہوئے ہین اونسے یہ امر مفہوم ہے۔ کہ جب باپ عیب مین مبتلا ہو بیٹے خود مختار ہوتے ہین۔ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ گو باپ زندہ ہو لیکن اگر وہ ناقابل ہے تو پسر اکبر کو خود مختاری متعلق انفدا اخراجات دولت کے حاصل ہوتی ہے اور دیگر پسران کو اوسی کے تابع رہنا چاہیئے۔ اسلئے شنکہ امد لکہتا ہے یہ فرمایا ہے کہ اگر باپ ناقابل ہو تو پسر اکبر یا بہ رضامندی اوسکے کوئی (انتر) چھوٹا بہائی جو کاروبار سے واقف ہو اور خاندانی کا انتظام کرے" "برضامندی اوسکے"۔ یعنی برضامندی پسر اکبر جسکو اوسوقت آزادانہ حق حاصل ہوتا ہے۔

ف ۲۹ چھوٹا (انتر) بہائی بالعموم پسر اکبر کا ایک بہائی ہوتا ہے (عام اس سے کہ وہ پسر اکبر کے عین مابعد کا ہو یا نہ ہو) کیونکہ یہان کام کی انجام دہی کی قابلیت اور نہ بزرگی ضروری ہے۔ فقرہ مذکورہ بالا مین باپ کی ناقابلیت سے ضعیفی وغیرہ مراد ہے۔

ف ۳۰ لہذا یاریت فرماتے ہین "لیکن اگر وہ (پدر) ضعیف یا مدت درازتک غیر حاضر (مفقود الخبر) یا مبتلاے مرض ہو تو پسر اکبر حسب مرضی خود کاروبار کا انتظام کریگا۔

ف ۳۱ اگر وہ ضعیف ہو وغیرہ۔ اسکو اسطرح پڑہنا چاہیئے کہ "اگر باپ بحالت زندگی ضعیف ہو"۔ باپ کا بحالت زندگی ہونا مقولہ مذکورہ بالا (فقرہ ۲۸) مین اور نیز اس فقرہ مین مفہوم ہے۔ فقرہ مذکورہ بالا مین پسر اکبر کے متعلق الفاظ حسب مرضی خود کے استعمال کرنے سے یہ تبلایا گیا ہے کہ اوسوقت پسران پر باپ کی اطاعت لازم نہین رہی۔ چونکہ فرض اطاعت سکے زایل ہونے سے پسران

کو ضرور تاً استحقاق تقسیم کرنے جایداد پدر کا حاصل ہوتا ہے لہذا و سوقت صرف بیٹون کی مرضی سے ہی تقسیم ہوسکتی ہے۔ پس شنکھ فرماتے ہین کہ اگر باپ ضعیف یا فاتر العقل یا دایم المریض ہو تو جایداد بلا مرضی پدر کے تقسیم کیجا سکتی ہے۔

ق ۳۲ بلا مرضی پدر کے۔ درحالیکہ باپ کی یہ مرضی نہو کہ جایداد تقسیم ہونی چاہیے اگر وہ ضعیف ہو یعنی اگر وہ نہایت مسن ہو فاتر العقل یعنی اوسکی عقل مین فتور آگیا ہو۔

ق ۳۳ پس قول ہذا کا مطلب یہ ہے کہ اگر باپ کی خود مختاری بوجہ ضعیفی وغیرہ کے ساقط ہوجاے تو لڑکے باپ سے خلاف مرضی بھی اوسکی جایداد کی تقسیم حسب مرضی خود کر سکتے ہین۔

ق ۳۴ شنکھ کے مقولہ مذکورۂ بالا مین عبارت دایم المریض ہؤا وس شخص پر بھی حاوی ہے جو عادتاً مغلوب الغضب ہو۔ پس نارو کا قول ہے کہ اوس پدر کو جو کسی بیماری مین مبتلا یا مغلوب الغضب یا مغلوب الشہوت ہو یا خلاف دہرم کے عمل کرتا ہو جایداد کے تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے۔" جس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ پسران کو اختیار تقسیم حاصل ہوتا ہے۔ "خلاف دہرم کے عمل کرتا ہو" یعنی ایسے طریقہ پر چلتا ہو جو از روے دہرم شاستر کے جایز نہین ہے۔

ق ۳۵ مصنف مذکور یہ بھی فرماتے ہین کہ بعض صورتون مین لڑکے جایداد پدری کو تقسیم کر سکتے ہین۔ گو باپ کسی عیب مین مبتلا نہو "لڑکونکو چاہیے۔ کہ میراث کی تقسیم بحصص مساوی بعد وفات باپ کے کرین۔ یا جبکہ مان کا (۱) حیض بند ہوجاے (یعنی مان مین اولاد کے جننے کی قابلیت باقی نہ رہے۔) اور ہمشیرگان کا ازدواج ہوجاے اور باپ کی قوت جماع زایل ہوجاے اور اوسکی خواہشات دنیاداری مسدود ہوجائین۔"

ق ۳۶ ظاہر ہے کہ فقرہ مذکورہ بالا کا پہلا حصہ یعنی "لڑکونکو چاہیے کہ میراث کی تقسیم بعد وفات باپ کے بطور مساوی کرین" اوس تقسیم سے متعلق ہے جو بعد وفات باپ کے عمل مین آئے تاہم حصہ ثانی کے معنی کی تکمیل کی غرض سے اس مقام پر درج کیا گیا ہے۔ حصہ ثانی کے

(۱) مان مین سوتیلی مان بھی داخل ہے۔

یہ معنی ہین۔ کہ جب یہ تحقق ہوجاے کہ اب باپ مین اولاد پیدا کرنے کی طاقت مزید باقی نہین ہے۔ اور یہ کہ تمام لڑکیان بیاہی گیئن اور یہ کہ باپ کو دولت کی خواہش نہین ہے تو جایداد صرف پسران کے درمیان تقسیم ہوسکتی ہے۔ +

ف ۳۷ بودہاین کے قول کی روسے ایسی حالت مین باپ کو اس امر کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ جایداد کے تقسیم کئے جانے کی اجازت عطا کرے "تقسیم ارث باجازت باپ کے ہونی چاہیئے"

ف ۳۸ اگر یہ سوال کیا جاے کہ اگر یہ صورت ہے تو کس صورت مین باپ خود تقسیم کرسکتا ہے تو نارد جی فرماتے ہین "یا محض باپ جو ضعیفی کے عالم مین ہو خود اپنی ہی مرضی سے اپنے بیٹون مین جایداد تقسیم کرسکتا ہے" "خود ضعیفی کے عالم مین ہوتے" کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ فقرہ ایسے پدر سے متعلق ہے جو اپنی خودمختاری سے محروم ہوا ہو۔ + لفظ "محض" مستعملہ فقرہ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے فی نفسہٖ کافی ہے کہ باپ ہی کو جایداد کی تقسیم کرنی چاہیئے لفظ خود (سویم) کے مستعمل ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایسی صورت مین یہ غیر اہم ہے کہ لڑکے بھی رضامند ہون حرف تردید یا (وا) سے جو فقرہ مین استعمال کیا گیا ہے اور مترادف المعنی ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باپ (بجاے اسکے کہ اپنے بیٹون مین جایداد کو تقسیم کرے) اونکے ساتھ رہ سکتا ہے اور نہ یہ کہ بجز باپ کے کوئی دوسرا شخص تقسیم کرسکتا ہے لفظ یا (وا) جو مترادف المعنی ہے یکجائی بود و باش کی تائید مین ہے۔

ف ۳۹ بیاس جی بھی یہی فرماتے ہین "برادران او زندہ باپ کے لئے مشترک رہنا محکوم ہے"

ف ۴۰ بعد وفات باپ کے بھی بھائیونکی بود و باش مشترک بغرض مشترکا اکتساب مال کے مستحسن ہے۔

چنانچہ شنکھ اور لکتا بھی فرماتے ہین "خوشی کے ساتھ باہم ملکر رہنا چاہیے متفق رہنے سے کفایت ہوتی ہے" اسلئے کہ ایسی صورت مین ہر کار پر علٰحدہ بود و باش کے اخراجات لاحق نہین ہوتے ہین۔

ف ۴۱ لیکن جبکہ شرکا منقسم ہوتے ہین مذہبی فرایض مین افزونی ہوتی ہے جیسا کہ فقرہ کتاب گوتم مین ذکر کیا گیا ہے "درصورت تقسیم کے مذہبی فرایض مین افزونی ہوتی ہے"۔

ف ۴۲ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ کیونکر افزونی ہوتی ہے تو نارد جی فرماتے ہین کہ غیر منقسم بہائیون کے فرایض مذہبی واحد ہوتے ہین جب فی الواقع تقسیم عمل مین آجاتی ہے تو اون مین سے ہر ایک پر علیحدہ فرایض مذہبی عاید ہوتے ہین"+

"مذہبی فرایض" یعنی پرستش پتر و دیوتا و برہمنان۔

ف ۴۳ برہسپت جی بہی فرماتے ہین کہ جہان ورثا مشترک رہتے ہین اور خور و نوش یکجا ہوتی ہے پتر اور دیوتا - اور برہمن کی پرستش صرف ایک مکان مین ہوتی ہے۔ اور بعد منقسم ہونے برادران کے گہر گہر علیحدہ ہوتی ہے۔ +

ف ۴۴ اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرایض مذہبی متعلق اگن ہوتر وغیرہ بحالت برادران منقسم کے افزون ہوتے ہین نہ کہ غیر منقسم ہونے کی حالت مین کیونکہ برادران غیر منقسم محتاج ملکیت ہوتے ہین اسلیئے یہ امر اون کے لئے عملاً غیر ممکن ہوتا ہے کہ ہر ایک اون مین سے اگن رکہکر اوسکے فواید سے مستفید ہو اسلیئے فواید اگن ہوتر وغیرہ بہی بطور وجہ اس امر کے بیان کئے جاوینگے کہ کیون تقسیم مابین برادران کے مستحسن ہے۔ سنگرہ کار بہی یہی فرماتے ہین کہ "جایداد پدری مین بیٹونکی ملکیت بذریعہ تقسیم کے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب ملکیت پیدا ہوتی ہے تب ہر ایک کا (اگن ہوتر وغیرہ رکہنے کا) حق وجود پذیر ہوتا ہے۔ اور اسلیئے تقسیم کرنا قانوناً جایز ہے"+

فقرہ بالا کے الفاظ اگن ہوتر وغیرہ رکہنیکا حق کو الفاظ وجود پذیر ہوتا ہے کے آگے پڑہنا چاہیئے۔

ف ۴۵ جواب۔ یہ کہنا نامناسب ہے کہ ملکیت بیٹونکی جایداد پدری مین بذریعہ تقسیم کے پیدا ہوتی ہے - یہ پیشتر ہی بتلایا گیا ہے کہ بیٹون کی ملکیت محض از روئے پیدایش کے ہوتی ہے لہذا برادران غیر منقسم کو بہی حق ملکیت حاصل ہے اور اسلیئے اون مین سے ہر ایک کو بہی اگن ہوتر وغیرہ رکہے جانے کے فواید حاصل ہوتے ہین پس اس بنا پر تقسیم کو شراکت پر ترجیح

دینے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

ف ۴۶ اسلئے یہ سمجھنا چاہیے کہ رسوم مذہبی (جنکو گوتم اور دوسرون نے فرمایا ہے کہ بصورت تقسیم افزون ہوتی ہین اور جنپر بیشتر فقرہ ۴۴ مین غور کیا گیا ہے) سے مراد فرائض پرستش پتر۔ اور دیوتا اور برہمنان اور نہ رسوم اگن ہوتر وغیرہ مندرجہ فقرہ ۴۱ ہے۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

۱- ارث سے وہ دولت مراد ہے "جو بوجہ تعلق رشتہ داری ساتھ مالک کے ایک یا کئی اشخاص کی جایداد ہوجاتی ہے۔ اور جو علاوہ برین قابل تقسیم ہوتی ہے" +

۲- جایداد پدری بعد وفات پدر اور جایداد مادری بعد وفات مادر منقسم ہوتی ہے-

۳- پسران کو پیدایش سے جایداد پدری مین حق حاصل ہوتا ہے لیکن اوسکی حیات مین جایداد پدری کی نسبت وے خود مختار نہین ہوتے ہین- +

۴- لیکن جب باپ (۱) ضعیف (۲) عرصہ دراز کے لئے غیر حاضر (مفقود الخبر)-۳- دایم المریض (۴) انتہا درجہ کا سن رسیدہ (۵) فاتر العقل (۶) عادتاً مغلوب الغضب (۷) مغلوب الشہوت (۸) عادی افعال خلاف دہرم کا ہوتا ہے تو لڑکے خود مختار ہوجاتے ہین اور تب وے تقسیم جایداد خاندانی کی حسب مرضی خود بلا لحاظ باپ کی خواہش کے جواز اً کرسکتے ہین-

(۵) گو باپ عیوب مذکورہ مین سے کسی عیب مین مبتلا نہو تاہم بیٹے تقسیم کرسکتے ہین بشرطیکہ (۱) مان جننے کے قابل نہ رہی ہو اور (۲) تمام بہنین بیاہی گئی ہون -(۳) اور باپ مین خواہشات دنیاوی نہ رہی ہون لیکن ان جملہ صورتون مین تقسیم کرنے کے لئے باپ کی رضامندی ضروری امر ہے-

۶- جبکہ باپ کی خود مختاری ساقط نہ ہوئی ہو اوسکو اپنے بیٹون کے ساتھ بلا لحاظ اونکی مرضی کے تقسیم کرنے کا اختیار ہے- +

۷- ورثاء کے مشترکاً رہنے سے خاندانی دولت کی ترقی اور تقسیم سے خاندان کے مذہبی

فرایض کی افزونی ہوتی ہے۔ ÷

باب دوم

تقسیم

(حصہ اول)

(تقسیم بحیات پدر)

ف ۱ سنکہ اور لکہتا کا قول ہے کہ تقسیم جو بحیات پدر جایز ہے بموجب دہرم شاستر کے یا علانیہ طور پر یا بطور خانگی عمل مین لائی جاویگی۔

ف ۲ تقسیم جو باپ کی حیات مین قانوناً جایز ہے یا تو علانیہ طور پر یعنے بموجودگی اقربا وغیرہ کے۔ یا بطور خانگی۔ یعنے خفیتاً بموجب قانون یعنی بلاخلاف ورزی قانون کے عمل مین آئی جاہئے

ف ۳ کاتیاین ایسی تقسیم کا طریقہ بیان فرماتے ہین کہ وہ تقسیم قانوناً جایز ہے۔ جسکے ذریعہ والدین اور برادران کو جملہ جایداد بطور مساوی سے ملے۔

ف ۴ اس قول کے یہ معنی ہین کہ جب تقسیم مین والدین اور دیگر اشخاص کو جملہ جایداد خاندان مشترک کے حصص مساوی طور پر ملین اور نہ اور طور پر تو تقسیم مذکور قانوناً مسلمہ ہے اور مطابق قانون کے قرار دی گئی ہے۔

ف ۵ بودہاین اس امر کے دکہلانے کے لئے کہ ایک اور مختلف قسم کا قاعدہ ہے جسکی رو سے ایسی تقسیم جایز قرار دی گئی ہے جس سے پسر اکبر کو زاید حصہ پہونچتا ہے حسب ذیل فرماتے ہین۔

ف ۶ سرتی مین بلا امتیاز کے محکوم ہے۔ کہ جملہ پسران کے سہام مساوی ہین منو نے اپنی ارث کو اپنے بیٹون مین تقسیم کیا۔

ف۷ برہمن نامی وید مین بوقت تذکرہ تقسیم بہ حیات پدر یہ تحریر ہے کہ "منو نے اپنے ارث کو اپنے بیٹون مین تقسیم کیا" اسمین مختلف بیٹون کے سہام مین کوئی امتیاز نہین تبلایا گیا ہے بمتابعت اس اصول کے کہ بصورت نہونے کسی حکم خلاف کے مساوات کا قاعدہ قرار یافتہ ہے اس شاستر سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ حصص باپ اور بیٹون کے مساوی خیال کئے گئے ہین۔

ف۸ نسبت پسر اکبر کے مصنف مذکور نے بعد تذکرہ اس امر کے کہ ایک دوسری سمرتی سے اوسکو زیادہ حصہ دئے جانے کی اجازت ملتی ہے یہ فرمایا ہے "پسر اکبر ایک عمدہ ترین شئے (دہن) پانے کا مستحق ہے" کیونکہ سمرتی مین یہ کہا گیا ہے کہ پسر اکبر کو دولت (دہن) سے خوش کرنا لازم ہے۔

ف۹ بودہاین الفاظ ایک عمدہ ترین شئے کو استعمال کرکے اس امر پر توجہ دلاتے ہین کہ لفظ دہن سمرتی مین بصیغہ واحد استعمال کیا گیا ہے۔

ف۱۰ "خوش کرنا لازم ہے" یعنی - لازمی طور پر خوش کرنا چاہئے۔

ف۱۱ اسی طرح آپستمبہ فرماتے ہین کہ بڑے بیٹے کو ایک شئے سے خوش کرنے کے بعد باپ کو جائز ہے کہ اپنی حیات مین اپنے بیٹون مین جایداد کی تقسیم علی التسویہ کرے۔

ف۱۲ باپ بہ حالت حیات پسر اکبر کو ایک عمدہ ترین شئے سے (جو جایداد مشترکہ سے منہا کیجاویگی) خوش کرنے کے بعد بقیہ جایداد کی تقسیم درمیان اپنے اور اپنے پسران کے (جن مین پسر اکبر داخل ہوگا) بحصص مساوی کرسکتا ہے۔ +

ف۱۳ یہ منہائی صرف بلحاظ کلانیت کے ہوگی۔ اور صرف ایک ایسی شئے منہا کیجائیگی۔ جو سب مین عمدہ ہو۔ بقیہ جایداد مساوی حصص مین منقسم ہونی چاہئے۔ اسکو تقسیم قانونی کا ایک دوسرا طریقہ سمجھنا چاہئے۔

ف۱۴ منجملہ اون دو طریقون تقسیم کے جو حسب متذکرہ صدر (کاتیاین فقرہ ۳ دیودہاین فقرہ (۵)

بیان کئے گئے ہین باپ جسطریقہ کو چاہے اختیار کرسکتا ہے۔ کیونکہ تقسیم منجانب پدر مین صرف اوسی کو اختیار حاصل ہے اور کسی ایک یا دوسرے طریقہ کا اختیار کرنا محض اوسکی مرضی یا صوابدید پر منحصر ہے۔

ف ۱۵ یاگوالک ان جملہ اصول پر مختصر الحاظ کرکے فرماتے ہین "اگر باپ کو تقسیم کرنا منظور ہو تو وہ یا پسر اکبر کو عمدہ ترین حصہ یا سب پسران کو حصص مساوی دیکر اپنی خوشی سے علیحدہ کرسکتا ہے"

ف ۱۶ اشلوک مذکور کے مصرعہ ثانی مین تقسیم کے دو طریقے جو اوپر بیان کئے گئے ہین بہ ترتیب معکوس بتائے گئے ہین -

پہلے مصرعہ کے یہ معنی سمجھنا چاہیئے کہ اختیار کرنا کسی ایک یا دوسرے طریقہ کا منجملہ دونون طریقون کے محض باپ کی مرضی پر ہی منحصر ہے اور نہ یہ کہ بیٹونکو بھی کچھ اختیار حاصل ہے۔ اسلئے باپ جس کسی طریقہ کو اپنی خوشی سے اختیار کرنا پسند کرے بیٹون پر بھی لازم ہے کہ اوسکو قبول کرین گو اوسکو وے پسند نہ کرتے ہون +

ف ۱۷ اسی طرح مصنف مذکور کہتے ہین کہ ایسی تقسیم قانونی منجانب باپ کے جسکی رو سے پسران کم بیش حصہ دیکر علیحدہ کئے گئے ہون جایز قرار دیگئی ہے۔

ف ۱۸ پسر اکبر کے سوا دوسرے لڑکے کم حصص دیکر علیحدہ کئے جاتے ہین کیونکہ اونکے حق مین بڑا حصہ نہین رکھا گیا ہے۔ چونکہ پسر اکبر بہتر حصہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے پس اوسکو بوقت تقسیم جایداد کا بڑا حصہ ملتا ہے پس بصورت پسر اکبر اور دوسرے لڑکون کے باپ کو اختیار ہے کہ تقسیم منہائی کو اختیار کرے اور بیٹونکو چاہیے کہ باوجود اسکے تقسیم مذکور کو قبول کرین۔ کیونکہ اس قسم کی تقسیم مطابق قانون اور جایز قرار دی گئی ہے۔

ف ۱۹ نارد بھی اسی اصول کو پسند کرتے ہین "اپنے بیٹون کے لئے جنکو بوقت تقسیم پدر نے مساوی یا بیش یا کم حصص دولت کے عطا کئے ہون وہ تقسیم جو فی الواقع عمل مین آئی تقسیم جایز ہے کیونکہ باپ سبکا مالک ہے"

ف ۲۰ جب باپ تمام بیٹون کو مساوی حصص عطا کرے تو پسر اکبر کو اپنی ناخوشی یہ کہکر ظاہر نہ کرنی چاہیے کہ مجھکو عمدہ ترین شے زاید باپ نے نہین دی"۔ اسی طرح جب باپ غیر مساوی تقسیم کرے تو چھوٹے برادران کو اپنی ناخوشی یہ کہکر ظاہر کرنا نہین چاہیئے کہ باپ نے ہمکو کم حصہ دیا درحالیکہ پسر اکبر کو زیادہ حصہ دیا گیا"۔ کیونکہ ہر صورت مین محض باپ کی خوشی ہی کے موافق تقسیم جایز ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال کیا جاے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ تو جواب اسی قول سے (فقرہ ۱۹) پایا جاتا ہے جسکے فقرہ اخیر مین یہ بیان کیا گیا ہے "کہ باپ سب کا مالک ہے" اسکے یہ معنی ہین کہ باپ کو اختیار مطلق حاصل ہے کہ چاہے جسطرح پر تقسیم کرے۔

ف ۲۱ جو اشخاص تقسیم جایز پر راضی نہین ہوتے ہین سزا کے قابل ہین چنانچہ برہسپتی فرماتے ہین "پسران کو جنکو پدر نے مساوی یا کم یا بیش حصہ دیا ہو چاہیئے کہ تقسیم مذکور پر قایم رہین ورنہ سزایاب ہونگے" ✣

ف ۲۲ الفاظ "پدر نے دیا ہو" مین یہ الفاظ اضافہ کرنا چاہیئے "اوس طریقہ سے جو قانون مین محکوم ہے" اسلیئے کہ تقسیم جو خلاف طریقہ محکومہ قانون کے کی گئی ہو ناجایز اور اسوجہ سے قایم رکھنے جانے کے قابل نہین ہے۔ اگر بالفرض باپ اپنی جایداد مین سے (جو اوسکی مکسوبہ ذاتی ہی کیون نہو) اپنی خوشی سے ایک لڑکے کو ایک ہزار نشکم (سکہ طلائی) دے۔ اور دوسرونکو صرف ایک کپردیکا (کوڑی) دے تو یہ تقسیم جایز نہین قرار پا سکتی۔ کیونکہ جایداد محض ایسے طریقہ کی تقسیم سے حاصل ہوتی ہے جو مقبولہ عام ہو۔ لیکن اس مقام پر یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ غیر مساوی تقسیم بھی جو باپ نے تلون مزاجی سے کی ہو مقبولہ عام ہے کیونکہ سمرتی مین حسب ذیل کہا گیا ہے۔ "باپ اپنی خوشی سے لڑکون کو علٰحدہ کر سکتا ہے (فقرہ ۱۵) واضح ہو کہ سمرتی مذکور کا منشا ایسے بیہودہ طریقہ تقسیم سے نہین تھا۔

ف ۲۳ اپرارک اخیر مین فقرہ مذکور کی یہ تعبیر کرتے ہین کہ اس قسم کی بیہودہ تقسیم کا طریقہ بھی جایز ہے گو طریقہ مذکور فی نفسہ نامناسب ہے لیکن یہ تعبیر بوجہ صحیح تاویل مندرجہ بالا کے خلاف

ہونے کے نظر انداز کی جانی چاہیئے۔ +

ف ۲۴ اسلیئے یہ قرار پایا ہے کہ اگر باپ نے اپنی جایداد مکسوبہ ذاتی بھی غیر مساوی طور پر بموجب اپنے اوہام کے بلا لحاظ شاستری قیود کے تقسیم کی ہو تو تقسیم مذکور قایم نہین رکھی جاسکتی۔ جبکہ بیٹے ایسی تقسیم سے ناراض ہون۔

ف ۲۵ اپرارک بھی یہ فرماتے ہین کہ الفاظ "یا پسر اکبر کو عمدہ ترین حصہ دیکر علحدہ کرسکتا ہے" مندرجہ فقرہ (۱۵) یاگوالک سمرتی مذکورہ صدر مین وہ تمام طریقے منہائی کے داخل ہین جو منوجی کے فقرہ مندرجہ ذیل اور دوسرے واضعان قانون کے اقوال مین محکوم ہین (فقرہ ۸ باب ۲ منوسمرتی) "وہ حصہ جو پسر اکبر کے لئے منہا کیا جاتا ہے۔ جایداد کا بیسوان حصہ ہے" یہ تعبیر بھی نامنظوری کے قابل ہے۔ اسلیئے کہ الفاظ مذکور مناسب طور پر اوس خاص منہائی کے طریقہ ہی سے متعلق ہین جو اوس تقسیم کے لئے محکوم ہے جو بحیات پدر اس فقرہ کی رو سے کیجاے "بڑا لڑکا ایک عمدہ ترین شئے (دہن) لے سکتا ہے وغیرہ" (فقرہ ۸) +

ف ۲۶ وردہ بر سپتی ایک مختلف طریقہ تقسیم کا بیان کرتے ہین جسکی رو سے باپ کو زیادہ حصہ لینے کی اجازت ہوتی ہے "اوس تقسیم مین جو پدر کی حیات مین کیجاے وہ خود دو سہام لے سکتا ہے" اس سے مراد یہ سمجھنا چاہیئے "کہ اوس تقسیم مین جو خود باپ اپنی حیات مین کرے"

ف ۲۷ اسی طرح نارو بھی فرماتے ہین "پدر تقسیم کنندہ اپنے لئے دو سہام رکھہ سکتا ہے"

ف ۲۸ "تقسیم کنندہ" کے لفظ سے یہ امر صاف ہوگیا ہے کہ باپ دو سہام صرف اوس صورت مین اپنے لئے رکھہ سکتا ہے جب وہ (باپ) خود تقسیم کرتا ہے نہ جبکہ بیٹے باپ کی حیات مین تقسیم کرین +

ف ۲۹ بصورت ایسی تقسیم کے بھی جو باپ نے کی ہو سنکہہ اور لکتا نسبت پدر کے اپنے لئے مد بے کھنے دو حصص کے ایک فرق بتلاتے ہین "اگر ایک لڑکا ہو تو (باپ) اپنے لئے دو سہام رکھہ سکتا ہے"

ف ۳۰ الفاظ اپنے لئے جو اس فقرہ مین مستعمل ہوئے ہین۔ ہر صورت مین باپ سے متعلق ہین۔ اس شرط کے بیان کرنے سے کہ اگر ایک بیٹا ہو اس فقرہ کو فقط اوس صورت سے متعلق سمجھنا چاہیے جہان باپ کے اولاد مزید پیدا کرنے کا زمانہ گذر چکا ہو یعنے جبکہ بوجہ کبرسنی کے ضعیف ہوگیا ہو۔

ف ۳۱ اسی وجہ سے ہارِیت نے ضعیف باپ کو حصہ مزید لینے کی اجازت اوس صورت مین بھی جبکہ متعدد بیٹے ہون عطا کی ہے اور ما بین اوسکے اور اوسکے بیٹون کے غیر مساوی تقسیم کا طریقہ اسطرح پر بیان کیا ہے " باپ جو اپنی حیات مین مکمل تقسیم کرے یا تو جنگل کو چلا جاوے یا ایسے آشرم مین داخل ہو جو ضعیف شخص کے لایق ہے یا اپنی جایداد کا حصہ قلیل اپنے لڑکون مین تقسیم کرکے دولت کے جزو کثیر کو اپنے پاس رکھکر اپنے مکان مین رہے۔ اگر وہ مفلس ہوجاے تو وہ دولت پسران سے واپس لے سکتا ہے۔ اور اوسکو کچھ حصہ افلاس زدہ بیٹون کو بھی دینا چاہیے۔

ف ۳۲ باپ جایداد کے جزو قلیل کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرکے یعنے اپنے حصہ کا نصف دیکر حصہ کثیر یعنے دوچند حصہ اپنے لئے رکھکر مکان مین رہ سکتا ہے۔ اگر وہ اسطرح رہنے کی حالت مین مفلس ہوجاے اور خوراک وغیرہ کے نہ رہنے سے تکلیف مین مبتلا ہو تو وہ بیٹون کی اوس جایداد سے جو اونھون نے باپ کی دی ہوئی دولت سے پیدا کی ہو اوسقدر لے سکتا ہے جو اوسکے عیال کی پرورش کے لئے کافی ہو۔ اگر بخلاف اسکے بیٹے مفلس اور خوراک وغیرہ سے محتاج ہوجائین تو باپ کو چاہیے کہ اوسوقت حسب سابق اونکو ایک حصہ دے۔

ف ۳۳ جنگل کو جانا یعنے بان پرستھ ہونا۔ آشرم ضعیف شخص کے لایق۔ یعنے چوتھا آشرم۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فقرہ مذکور مسن باپ سے متعلق ہے ❊

ف ۳۴ پس چونکہ باپ بعمر ضعیفی لڑکون کا محتاج ہوتا ہے اوس سرتی کا مطلب جسکا یہ مضمون ہے کہ " یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا مصیبت کی حالت مین بیٹون کے پاس جانا " بصورت اوسکے

مطابق عقل کے ہے - اسی طرح چونکہ پسر کو صرف جز وقلیل اپنے باپ کی جایداد کا ملتا ہے - اوس سمرتی کا مطلب جسکا یہ مضمون ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لڑکے کا مصیبت کے وقت اپنے باپ کے پاس بہاگنا بصورت اوسکے مطابق عقل کے ہے - مصنف ہاریت سمرتی ہاے مذکور پر لحاظ کرکے (دوڑتے جانا باپ کا بیٹے کی طرف" اور "بہاگنا بیٹے کا باپ کی طرف") اونکے اصول اپنے فقرہ (فقرہ ۳۱) مین بذریعہ الفاظ "اگر وہ مفلس ہوجاوے" الخ کے ظاہر کرتا ہے - اور اس امر کے دکھلانے کے لئے کہ وہ قواعد جو مصنف مذکور نے قانون کے فقرات ذیل (فقرہ ۳۱) مین تحریر کئے ہین (دولت پسران سے واپس لے سکتا ہے) اور (اوسکو کچہ حصہ افلاس زدہ بیٹون کو بھی دینا چاہئے) سمرتی پر مبنی ہین اونہون نے حسب تذکرہ ذیل دوہم معنی سمرتی بعبارت مختصر تحریر فرمائی ہین -

ف ۳۵ یہان ایک اور سمرتی کی تمثیل دی گئی ہے - جس مین یہ امر تحریر کیا گیا ہے کہ جب بوقت کسی جگ کے کسی گہڑے مین رس باقی نرہے تو اوسمین اور رس کسطرح بہم پہونچایا جانا چاہئے - وہ سمرتی یہ ہے "باپ بمنزلہ اوس گہڑے کے ہے جسکا نام اگرایَن ہے اور بیٹے بمنزلہ دوسرے گہڑوں کے ہین اگرایَن خالی ہوجاوے یا ختم ہوجاوے تو دوسرے گہڑون سے رس بہم پہونچایا جاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے گہڑے خالی یا ختم ہوجاوین تو اگرایَن سے رس بہم پہونچایا جاتا ہے" یہ اس طرح بیان کیا گیا ہے -

ف ۳۶ (جگ کے وقت گہڑے مین جبکہ رس ختم ہوجاوے رس بہم پہونچانے کا طریقہ) یعنی انتظام واسطے پر کرنے سوا گرہا کے (بوقت اوسکے خالی ہوجانے کے) ہے جسمین سوم (رس) رکھا جاتا ہے - اگرایَنا ایک قسم کے سوم رس کے گہڑے کا نام ہے -

(دوسرے گہڑے) علاوہ اگرایَن کے مثلاً ایندر اور یاوا (جو زبان اور سانس وغیرہ کا قایم مقام ہوتا ہے) وغیرہ (خالی ہویا یہ جاوے) یعنی تہی ہوجاوے

لفظ (ایتی) فقرہ مذکور کے اخیر مین دوسری سمرتی کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے

دیا اس طرح بیان کیا گیا ہے) ان الفاظ کے استعمال کرنے سے ہاریت کا مقصد یہ ہے کہ اونہون نے مذکورہ بالا سرتی کے مطلب کو دو فقرات ذیل کے ذریعہ سے بیان کیا ہے یعنی اگر وہ مفلس ہوجاے تو وہ اوسکو اوسنے واپس لے سکتا ہے" اور اوسکو افلاس زدہ لڑکون کو بہی ایک حصہ دینا چاہیئے" (فقرہ ۳۱)۔

ف۳۷ یہان بہی [یعنے اوس صورت مین بہی جسپر ہاریت نے اس فقرہ مین غور کیا ہے ۔ "باپ جو اپنی حیات مین کمل تقسیم کرے الخ" (فقرہ ۳۱)] اگر باپ کی خواہش یہی ہو تو تقسیم مساوی کیجا سکتی ہے کیونکہ کاتیاین نے جنہون نے طریقہ تقسیم بحیات پدر فقرہ ذیل مین بیان کیا ہے "وہ تقسیم جائز قرار دی ہے ۔ جسکے ذریعہ سے والدین اور برادران کو کل جایداد مساوی حصص مین دیجاتی ہے" (فقرہ ۳۸) یہ فرمایا ہے کہ طریقہ تقسیم مساوی مذکورہ بالا مروجہ عام ہے۔

ف۳۸ پس اگر بصورت مابہ البحث باپ اپنی خوشی سے مساوی تقسیم کرے تو اس بارہ مین یاگولک کا یہ قول ہے اگر وہ حصص مساوی دے تو اوسکی اون زوجگان کو جنکو اون کے شوہر یا خسر سے علیحدہ جایداد نہ ملی ہو حصص مساوی ملنا چاہیئین ۔ +

ف۳۹ اس فقرہ کے یہ معنی ہین کہ جب باپ (گو وہ ضعیف ہو) یہ چاہے کہ جملہ اشخاص کو (بشمول اپنے) مساوی حصص عطا کرے تو اوسکو یہ چاہیئے کہ اپنی ہر زوجہ کے لئے ایک ایک حصہ مساوی اپنے حصہ کے دے اسلئے یہ شبہہ بہی کہ آیا یاگولک کا فقرہ مذکورۂ صدر ہاریت کے اوس فقرہ کے خلاف تو نہین ہے جسمین یہ قرار دیا گیا ہے "تقسیم مابین زوجہ اور خاوند کے عمل مین نہین آتی ہے" رفع ہوتا ہے۔ اس طرح سب درست ہوجاتا ہے +

ف۴۰ اگر کوئی پسر بوجہ رکہنے قابلیت اکتساب دولت کے جایداد پدری سے اپنا حصہ نہین لینا چاہتا ہے تو باپ کو چاہیئے کہ جسقدر وہ لینا قبول کرے اوسقدر اوسکو دیکر علیحدہ کردے چنانچہ یاگولک نے یہ فرمایا ہے جو شخص خود اپنی پرورش کی قابلیت رکہتا ہے۔ اور جایداد پدری کو لینا نہین چاہتا ہے اوسکو کوئی خفیف شے دیگر علیحدہ کرنا چاہیئے ۔ +

۴۱ علاوہ برین جب پسران بہ حیات پدر (بلا ذریعہ باپ کے) بطور خود تقسیم کرین تو صرف تقسیم مساوی طور پر بموجب اوس طریقہ کے کی جانی چاہئے جسکی ہدایت کا تیاین نے مقولہ ذیل مین کی ہے "وہ تقسیم جایز ہے الخ" (فقرہ ۳) اسکے وجوہ یہ ہین ÷

۱۔ کہ شاستر مین کوئی قاعدہ نسبت مختلف طریقہ تقسیم کے مندرج نہین ہے جبکہ پسران پدر کی حیات مین تقسیم کرین۔

۲۔ جیسا کہ باب سابق مین بوقت ذکر تقسیم بذریعہ پسران بہ حیات پدر دکھلایا گیا ہے۔ ناروہ نے مساوی تقسیم کا حکم اوس قول مین دیا ہے جسمین بعد تحریر کرنے اس عبارت کے کہ "پسران کو چاہئے کہ مساوی طور پر تقسیم کرین" یہ تحریر ہے کہ جب "مان اولاد جننے کے قابل نہ رہی ہو وغیرہ" (باب ۱ فقرہ ۳۵)۔

۴۲ اس طرح تقسیم بہ حیات پدر کا بیان کیا گیا ہے۔

حاصل مطلب منجانب مترجم۔

(۱) پدر کو جو بحیات اپنے تقسیم کرتا ہو یہ چاہئے کہ یا تو جایداد درمیان اپنے اور اپنے پسران کے بحصص مساوی تقسیم کرے یا ایک بہترین شے پسر اکبر کو عطا کرے اور باقی جایداد بحصص مساوی تقسیم کرے۔

(۲) ان دو طرایق مین سے ایک یا دوسرے کو اختیار کرنا کلیتاً پدر کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس بارہ مین پسران کو کوئی اختیار نہین ہے۔

(۳)۔ جبکہ بربناے اون وجوہ کے جنکا ذکر فقرات ۔ ۳ لغایت ۷ ۳ باب سابق مین کیا گیا ہے پسران پدر کی حیات مین تقسیم کرین تو یہ ضرور ہے کہ جملہ اشخاص کو حصص مساوی عطا کئے جائین۔

(۴)۔ جب کوئی مسن پدر اپنی حیات مین تقسیم کرے تو وہ اپنے لئے دو حصص رکھ سکتا ہے۔

(۵)۔ لیکن پدر کو یہ اختیار اوس صورت مین حاصل نہین ہے کہ پسران اوسکی حیات مین تقسیم کرین۔

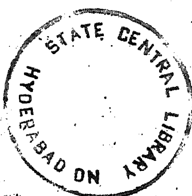
(۶) یہ حکم دئے جانے سے کہ جب پدر مسن ہو تو اوسکو استحقاق اپنے لئے دو حصص رکھنے کا حاصل ہے یہ ظاہر ہوگا کہ جب پدر بحالت جوان اور قوی ہونے کے تقسیم کرے تو جیسا کہ فقرہ ۴۳ باب سابق مین بیان کیا گیا ہے اوسکو اس قسم کا کوئی استحقاق حاصل نہین ہے۔

(۷)۔ مسن پدر کو جسنے اپنے لئے دو حصص رکھے ہون اور باقی جایداد درمیان اپنے پسران کے تقسیم کی ہو در صورت مفلس ہوجانے کے یہ اختیار ہے کہ اوس جایداد کو جو اوسنے اسطرح تقسیم کی تہی لے لے یا جب پسران مفلس ہوجاوین اونکو اون حصص مین سے کچھہ دیدے جو اوسنے اپنے لئے رکھے تھے۔

(۸) جب کہ پدر (گو وہ مسن ہو) جملہ اشخاص کو (بشمول اپنے) حصص مساوی دینا پسند کرے تو اوسکو چاہئے کہ اپنی ہر زوجہ کے لئے ایک حصہ مساوی اپنے حصہ کے لے لے۔ اس قاعدہ کی بناپر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ باپ زوجات کے لئے اوس صورت مین حصہ نہین لے سکتا ہے جبکہ اوس تقسیم مین جو اوسنے ساتھہ اپنے پسران کے کی تہی اوسنے اپنے لئے دو حصص رکھے ہون۔

(۹) جبکہ پسران پدر کی حیات مین تقسیم کرین تو اونکو چاہئے کہ اپنی مادر اور پدر ہر دو کو حصص مساوی عطا کرین (فقرات ۴ لغایت ۱۴)۔

(۱۰) جب کوئی پسر بوجہ رکہنے قابلیت اکتساب دولت کے جایداد پدری مین سے حصہ لینا نہ چاہتا ہو تو پدر کو چاہئے کہ اوسکو اوسقدر حصہ (پسری) دیکر علیحدہ کرے جسقدر لینا پسر مذکور پسند کرے۔



باب دوم

حصہ دوم

تقسیم بعد وفات پدر

ف ۱ ہاریت بہ تعلق باپ کے فرماتے ہین کہ اگر وہ مرجاوے تو تقسیم ارث کی۔ علی السویہ یکجائی چاہیئے۔

ف ۲ جب باپ مرجاوے تو خاندانی جایداد کی تقسیم جسکو برادران کرسکتے ہین مساوی طورپر ہی کرنی چاہیئے۔

ف ۳ بیتہہنسی کا بہی یہی قول ہے کہ جب پدری جایداد تقسیم کیجاوے سب برادران کے سہام مساوی ہونے چاہئین۔

ف ۴ جایداد پدری سے مراد وہ دولت ہے جو وراثتاً پہونچی ہو۔ قول مذکور مین لفظ برادران کے صیغہ جمع مین مستعمل ہونے سے یہ اعتراض نہین کیا جاسکتا ہے کہ جب دو برادر (بصیغہ تثنیہ) ہون تو تقسیم نہین ہوسکے گی کیونکہ مقولہ مذکور مین برادران کا لفظ صرف واسطے ظاہر کرنے ورثائے جایداد مشترک کے استعمال کیا گیا ہے۔

ف ۵ اسلئے جب خاندانی جایداد کا وارث صرف ایک ہی ہو دیول نے تقسیم کی ممانعت کی ہے "ارث اوس صورت مین قابل تقسیم نہین ہے۔ جبکہ صرف ایک ہی قسم کا ایک ہی وارث ہو" +

ف اس قول مین الفاظ ایک ہی قسم کا اس امر کے دکھلانے کے لئے استعمال کئے گئے ہین۔ کہ بعض ممالک مین تقسیم اوس صورت ملین نہین ہوتی ہے کہ برادران مساوی اور غیر مساوی دونون قسم کے موجود ہون۔

ف اسی طرح منوجی فرماتے ہین۔ کہ "برہمن یا چھتری یا ویش کا بیٹا جو کسی شودر یا رزیل قوم کی عورت کے بطن سے ہو ارث مین حصہ نہین پا سکتا"

ف اس قول مین یہ اصول بتلایا گیا ہے کہ اگرچہ شودر یا دوسری اقسام کے متعدد برادران ہون مگر بے بیاہی شودر عورت کا لڑکا مستحق وراثت کا نہین ہے اس صورت مین محض دوسری قوم کے بیٹے (یعنے جو شودر قوم سے نہون) جملہ جایداد پاتے ہین +

ف اسی طرح جبکہ ایک ہی قسم کے مختلف برادران ہی موجود ہون صرف ایک بیٹا اوس صورت مین کل جایداد پاویگا جبکہ دوسرے بیٹے جایداد مذکور کے حصص پانے کے ناقابل ہون۔ چنانچہ سنگرہ کار فرماتے ہین کہ "جملہ جایداد پسر اکبر لیگا جبکہ برادران خورد ناقابل ہون۔ اور منجھلا یا سب سے چھوٹا پسر جایداد اوس صورت مین لیگا کہ پسر اکبر ناقابل ہو"

ف ۱ یہ اعتراض اس مقام پر پیدا ہوتا ہے کہ ارث اوس صورت مین بھی قابل تقسیم نہین ہے کہ ایک ہی قسم کے مختلف برادران جنمین کوئی ناقابلیت نہو موجود ہون کیونکہ منوجی نے یہ فرمایا ہے کہ "پسر اکبر کو ہی کل ترکہ ملیگا اور بقیہ لوگ اوسی طرح اوسکے تابع رہینگے جیسے باپ کے تابع رہتے" یہ نہین کہا جا سکتا ہے (اعتراض کرنیوالا کہتا ہے) کہ قول مذکور مین صرف برادرون کے مشترک بود و باش کی ہدایت کی گئی ہے۔ اسلئے کہ اس بارہ مین منوجی کا ایک علحدہ قول موجود ہے۔ "یا اسطرح وے ملکر رہین"

ف ۱۱ جواب۔ یہ سچ ہے۔ لیکن یہ قول کہ "یا اسطرح وے ملکر رہین" برادران ذوی عقل (یعنی بالغ) کے مشترک بود و باش کی نسبت پسندیدگی ظاہر کرنے کے لئے درج کیا گیا ہے۔ مگر یہ قول کہ "پسر اکبر کو ہی کل ترکہ ملیگا الخ" اس منشا کو ظاہر کرتا ہے کہ جب چھوٹے لڑکے نابالغ ہون تو

مشترک بود و باش حسب طریقہ مندکرہ صدر اوسوقت تک لازمی ہے کہ وہ سن بلوغ کو نہ پہونچین -
پس یہ قول مطلقاً تقسیم ترکہ مابین برادران ہم قسم کا مانع نہین ہے - پس کوئی تناقض نہین ہے

ف ۱۲ نارد کا یہ قول "کہ پسر اکبر کو چاہئے کہ بلا کسی جبر کے اپنی مرضی سے دیگر پسران کی پرورش مثل پدر کے کرے یا اگر کوئی چھوٹا بھائی اس قابل ہو تو وہ پرورش کرے بقا خاندان کی قابلیت پر منحصر ہے" ایسی صورت سے متعلق ہے جہان کل دیگر برادران ناقابل ہون -

ف ۱۳ گوتم کا یہ قول کہ "یا پسر اکبر کو ہی کل ترکہ ملیگا اور وہ اونکی پرورش مثل باپ کے کریگا" قول منوجی (مندرجہ فقرہ (۱۰) کے ہم معنی نہین کہا جاسکتا ہے - کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرف تردید "یا" سے جو قول مذکور مین استعمال کیا گیا ہے علی السبیل البدل یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ایسے تمام چھوٹے بھائی ارث لینگے جو سن رشد کو پہونچ گئے ہون قول فی الواقع نہ صرف منوجی کے قول کے ہم معنی نہین ہے - بلکہ صریحاً سمرتی کے مخالف ہے اسلئے اوسکو نظر انداز کرنا چاہئے - +

ف ۱۴ اسی طرح آپستمبا فرماتے ہین کہ بعض لوگ یہ قرار دیتے ہین کہ پسر اکبر وارث ہے - لیکن یہ خلاف قانون ہے کیونکہ سمرتی مین یہ تحریر ہے کہ "منوجی نے اپنے ارث کو اپنے بیٹون مین (بلا امتیاز) تقسیم کیا"

ف ۱۵ قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ بعض پنڈت فرماتے ہین کہ برادران مین سے صرف برادر اکبر مستحق پانے جایداد پدری کا ہے - لیکن یہ اصول صریحاً سمرتی کے مخالف ہے - کیونکہ بلا امتیاز قابلیت کے وید کے اس حصہ مین جو تیتریا براہمن کے نام سے موسوم ہے یہ مرقوم ہے کہ "منوجی نے اپنے ارث کو اپنے بیٹون مین تقسیم کیا" +

ف ۱۶ بعدہ مصنف مذکور (آپستمبا) اپنی خاص راے ظاہر کرتے ہین کہ "تمام (بیٹے) جو نیک چلن ہون مستحق سہام کے ہین" - مذکورہ بالا فقرہ مین لفظ "بیٹے" بعد لفظ "تمام" کے مفہوم ہے -

ف ۱۷ برہسپتی جی بھی یہ فرماتے ہین کہ "بیٹے جایداد پدری وراثتاً پاتے ہین اور سب کے

سہام مساوی ہوتے ہین" یہان سہام سے جایداد اور قرض ہردو کے سہام مراد ہین ۔

ف ۱۸ اسی طرح یاگوالک فرماتے ہین "بیٹونکو چاہیئے کہ جایداد اور قرض کو بعد (وفات) پدر کے بطور مساوی تقسیم کرین" "قرضہ مندرجہ فقرہ ہذا سے مراد صرف وہ قرضہ ہے جو باپ نے لیا ہو کیونکہ اون قرضجات کی نسبت جو باپ نے نہ لئے ہون یہ حکم ہے کہ وہ عین بروقت تقسیم کے ادا کئے جاوینگے ۔

ف ۱۹ اسی طرح کاتیاین کا یہ قول ہے کہ قرضہ جو بھائی یا چچا یا مان نے واسطے پرورش خاندان کے لیا ہو پورے طور سے بروقت تقسیم کے ورثا مشترک کو ادا کرنا چاہیئے ۔

ف ۲۰ ناردجی فرماتے ہین کہ وہ قرضہ بھی جو باپ نے لیا ہو بروقت تقسیم ادا کیا جانا چاہیئے ۔ اونکا یہ قول ہے کہ پدری جایداد مین بعد ادا ے قرضہ جات پدر کے جو باقی رہے ۔ برادران مین تقسیم کیا جانا چاہیئے ۔ ورنہ باپ مقروض رہیگا ۔

ف ۲۱ گوتم جی فرماتے ہین کہ "جایداد پدری سے نوسرادہ یا متوفی کی شرکت کریا ورثا رکو ملکر کرنی لازم ہے" ۔ +

ف ۲۲ سنگرہ کار کی بھی یہ راے ہے کہ باپ کے مرنے پر ایکودہشٹا کی رسوم ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جانی چاہیئے ۔

ف ۲۳ تمام اقوال متذکرہ بالا سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر دولت پدری بعد انجام دہی نوسرادہ اور ادا ے قرضہ پدری وغیرہ کے باقی رہے تو حسب طریقہ مبینہ نارد (فقرہ ۲۰) عمل کیا جانا چاہیئے ورنہ ہدایت متذکرہ قول یاگوالک (فقرہ ۱۸) کی تعمیل ہونی چاہیئے ۔

ف ۲۴ نیز ایسے قرضہ جات مین جو باپ نے نہ لئے ہون بعض اس قسم کے ہوتے ہین جنکو جایداد پدری سے بوقت تقسیم کے ادا نہین کرنا چاہیئے ۔ پس اونکو تقسیم کرنا لازم ہے اسی طرح کاتیاین کا یہ قول ہے کہ ہبہ واسطے اغراض مذہبی اور پریتی دت (ہبہ بوجہ محبت) نے اور قرضہ جسکے ادا کرنے کی ہدایت باپ ہی نے کی ہو اگر معلوم ہوجائین تو تقسیم کئے جاوینگے ۔ اونکو جایداد پدری سے ادا نہین کرنا چاہیئے

ف ۲۵ فقرہ ہذا کے یہ معنی ہین کہ تین اقسام مندرجہ ذیل کے قرضجات بوقت ظاہر یعنی معلوم ہونے کے صرف تقسیم کیئے جائینگے -

۱- وہ جو واسطے امورات مذہبی کے دینا مقصود تہا -

۲- جسکے دینے کا وعدہ باپ نے بوجہ محبت کے کیا تہا -

۳- وہ قرضہ جسکی بنسبت خود باپ نے یہ ہدایت کی ہو کہ بیٹے ادا کرین -

ف ۲۶ اگر کوئی پسر بوجہ رکہنے قابلیت اکتساب زر بذریعہ ایسے پیشہ کے جس سے دولت حاصل ہوتی ہو جایداد متروکہ پدری مین اپنا حصہ نہ لینا چاہتا ہو تو کوئی چیز اوسکو ضرور اس غرض سے دیدینی چاہیئے کہ اوسکے حصہ کے متعلق آیندہ اوسکے ورثا جہگڑا نہ کرین اسی طرح منوجی فرماتے ہین کہ "اگر برادران مین سے کسیکے پاس بذریعہ اپنے خاص پیشہ کے اپنی پرورش کے قابل مال موجود ہو اور جایداد کے لینے کی خواہش نہ رکہتا ہو تو دوسرے برادر اوسکو پرورش کے لئے کچھ شئے خفیف دیکر خارج کر سکتے ہین - +

ف ۲۷ نارو جی ایک خاص برادر کے متعلق فرماتے ہین کہ دوسرے تمام برادر اوسکو علاوہ اوسکے حصہ کے غلہ وغیرہ دین اس اصول پر لحاظ کرکے کہ "آخر بہ لحاظ محنت کے ملنا چاہیئے" اوس شخص کے برادران کو جو کنبہ کے کاروبار مین کوشش سے مصروف ہو کر کام کو انجام دے چاہیئے کہ اوسکو غلہ اور لباس اور جانوران باربردار مہیا کردین -

ف ۲۸ اسطرح مساوی تقسیم بعد وفات پدر کی توضیح کی گئی -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

(۱) بعد وفات پدر کے برادران کو مساوی طور پر ہی تقسیم کرنی چاہیئے -

(۲) مطابق دستور مروجہ بعض ممالک کے جب مختلف برادران قسم شودر اور دیگر اقسام کے ہون تو دیگر اقسام کے برادران کو کل جایداد بہ ترجیح پسر قسم شودر کے ملتی ہے -

(۳) برادر اکبر یا کسی برادر دیگر کو جسکو قابلیت مناسب ہو لازم ہے کہ اون دیگر برادران کی

پرورش کرے جو بوجہ نابالغ ہونے کے یا کسی دوسری وجہ سے ناقابل ہون -
(۴) اگر جملہ برادران سن ارشد کو بھی پہونچ گئے ہون اور قابلیت مناسب رکھتے ہون وے بعوض باہم تقسیم کرنے جایداد خاندانی کے مشترک رہ سکتے ہین -
(۵) قرضہ جات اور اخراجات مرت کریا جایداد پدر سے ادا کئے جاوینگے -
(۶) جبکہ جایداد پدر اسقدر ہو کہ بعد ادا کرنے اخراجات مرت کریا اور قرضجات پدر کے کچھ سرمایہ بچ رہے تو قبل کرنے تقسیم کے قرضجات فوراً ادا کئے جانے چاہیئین حسب بخلاف اسکے جایداد تھوڑی ہو تو سرمایہ قرضجات پدر ہر دو تقسیم کئے جائینگے -
(۷) قرضجات خاندانی جو پدر نے نہ لئے ہون بوقت تقسیم بطور مکمل ادا کئے جانے چاہیئین -
(۸) ہبہ واسطے اغراض مذہبی کے اور ہبہ جو بوجہ حب کے کیا گیا ہو اور وہ قرضہ جسکے ادا کئے جانے کی پدر نے ہدایت کی ہو تقسیم کیا جائیگا اور سرمایہ پدر سے ادا نہ کیا جاویگا -
(۹) تقسیم بعد وفات پدر قبل ادا کئے جانے رسوم مرت کریا موسومہ ایکو دشٹا کے نہ کیجاویگی -
(۱۰) کوئی شئے خفیف اوس پسر کو دی جانی چاہیے جو بوجہ رکھنے سامان اپنی پرورش کے حصہ نہین چاہتا ہو -
(۱۱) جو برادر عملاً انتظام کاروبار خاندان کا کرتا ہو اوسکو غلہ وغیرہ دیا جانا چاہیے -

باب سوم

غیر مساوی تقسیم کے بیان مین

فرماتے ہین کہ تمام بیٹے جایداد پدری کی تقسیم مین مساوی طور پر شریک ہونگے لیکن اون مین سے وہ بیٹا زیادہ حصہ پانے کا مستحق ہے جو ذی تعلیم اور نیک ہو (۱) -

(۱) جسطرح اوسکو ترکہ کا زیادہ حصہ ملیگا اوسی طرح قرضہ جات کا بھی زیادہ حصہ ملیگا (دیکھو باب ۴ فقرہ ۵ کتاب ہذا)

ف ۲ اگر بیٹے (باستثنائے خارج القوم) جو جایداد پدری سے ورا ثتاً مستحق ہین بے علمی یا ذی علمی وغیرہ مین مساوی ہین۔ تو وے مساوی حصہ دار ہونگے۔ اگر برخلاف اسکے وے تعلیم وغیرہ مین غیر مساوی ہون تو ایسے بیٹے جو تعلیم وغیرہ سے مستفید ہوئے ہون از روے طریقہ منہائی کے یا بطریقہ غیر مساوی تقسیم کے زیادہ حصہ کے مستحق ہین۔

ف ۳ لیکن کاتیاین فرماتے ہین کہ کسی بیٹے کو حق پانے زیادہ حصہ وراثت کا بمقابلہ دوسرون کے بوجہ نیکی مین زیادہ ہونے کے اور نہ بوجہ زیادہ تعلیم یافتہ ہونے کے حاصل ہوتا ہے "اشخاص ذیعلم کو چاہیئے کہ اسیقدر زیادہ حصہ دین جسقدر زیادہ احتمال اس امر کا ہو کہ وہ مال جو بذریعہ تقسیم کے حاصل ہوگا رسوم مذہبی کے ادا کرنے مین لگایا جاویگا"

ف ۴ لیکن یہ قول اون صورتون سے متعلق سمجھنا چاہیئے جہان دولت بہت ہو۔

ف ۵ لہذا منوجی فرماتے ہین۔ کہ "درصورت اُن بہائیون کے جو اپنے مختلف فرائض کی انجام دہی مین مساوی قابلیت رکہتے ہون دسلس اشیا مین سے (۱) کوئی عمدہ ترین شئے منہا نہونی چاہیئے لیکن کوئی چہوٹی چیز بطور نشان اعزاز کے پسر اکبر کو دیجانی چاہیئے"

ف ۶ منہائی اوس شئے کو کہتے ہین جو جایداد قابل تقسیم سے پسر اکبر وغیرہ کو دئے جانے کے لئے منہا کی جاتی ہے۔ قول مذکورہ بالا مین الفاظ "دسلس اشیا مین" جایداد کی مقدار محدود کے دکہلانے کے لئے استعمال کئے گئے ہین جو محض پرورش کے لئے کافی ہو۔

الفاظ "اپنے مختلف فرائض" سے مراد اُن فرائض سے ہے۔ جو ہر شخص مختلف کو بلحاظ اپنی قوم کے ادا کرنے چاہئین۔

ف ۷ اسلئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ بصورت ایسے بہائیون کے جو سب اپنے مختلف فرائض کی انجام دہی مین مساوی طور پر ساعی ہون (دولت کثیر ہونے کی صورت مین بھی) منہائی نہوگی اور نہ بطور نشان اعزاز کے کوئی خفیف چیز دیجاویگی۔ کیونکہ (جملہ اشخاص) فرائض کی انجام دہی

(۱) "دسلس اشیا مین سے کوئی عمدہ ترین شئے" سے مراد سب سے عمدہ شئے سے منجملہ دسلس اشیا کے ہے۔

بطور مساوی کرتے ہین - لیکن جب جایداد کم ہو اور سب بہائی تعلیم وغیرہ مین غیر مساوی ہون اگرچہ جایداد سے اسوجہ سے منہائی نہین کیجاسکتی کروہ صرف بقدر پرورش کے ہے - تاہم صرف کوئی چہوٹی چیز برادر اکبر کو بطور نشان اعزاز کے دینی چاہیے - پس نتیجہ یہ ہے کہ صرف درصورت ایسے بہائیون کے جو جایداد کثیر رکہتے ہون اور تعلیم وغیرہ مین مختلف الحیثیت ہون تقسیم مین منہائی کی اجازت دیگئی ہے + +

ف ۸ منوجی بہی طریقہ منہائی کی تشریح یون فرماتے ہین - کہ منہائی جو پسر اکبر کے لئے کیجاتی ہے وہ ارث کا بیسوان حصہ اور ایک عمدہ ترین شے منجملہ دولت کے ہوتا ہے - منجہلے (۱) کے لئے اوسکا نصف اور اصغر کے لئے اوسکا ربع ہوتا ہے "

ف ۹ برادر اکبر اوس بہائی کو کہتے ہین جو عمر اور لیاقت علمی وغیرہ مین سب سے بڑہکر ہو - وہ مستحق پانے بیسوین حصہ کا یعنے جایداد قابل تقسیم کے بیس حصون مین سے ایک حصہ کا اور نیز ایک ایسی شے کا جو سب مین عمدہ ہو اور اوسکا نصف یعنے چالیس حصون مین سے ایک حصہ جایداد مذکور کا معہ ایک متوسط شے کے اوس بیٹے کے لئے رکہنا چاہیے جو عمر اور لیاقت مین متوسط درجہ کا ہو اور اوسکا ربع یعنے جایداد مذکور کے اسی حصون مین سے ایک حصہ معہ ایک ادنی شے کے پسر اصغر کو (یعنے جو علم اور عمر وغیرہ مین سب سے کم ہو) دیا جانا چاہیے -

ف ۱۰ منوجی بہی طریقہ تقسیم بقیہ جایداد کی نسبت یہ فرماتے ہین " اگر اسطرح منہائی کیجاے تو بقیہ جایداد مساوی سہام مین تقسیم کیجانی چاہیے "

ف ۱۱ اسکے یہ معنی ہین کہ جایداد جو بعد منہائی کے باقی رہے مساوی طور پر تقسیم کیجانی چاہیے

ف ۱۲ یا اگر صورت مذکورۂ بالا مین (یعنے اوس صورت مین کہ حسب تذکرہ صدر منہائی کا طریقہ ظاہر کیا گیا ہے +) غیر مساوی تقسیم ہونی چاہیے تو منوجی فرماتے ہین کہ ایسی صورت مین منہائی

---

(۱) منجہلے بیٹے سے مراد اوس پسر سے ہے جو پسر اکبر کے عین بعد ہو - باقی جملہ پسران چہوٹے بیٹون مین داخل ہین -

نہین ہوسکتی ہے۔" لیکن اگر منہائی نہو تو سہام کی تقسیم اسطرح کرنی چاہیے۔ پسر اکبر کو ایک حصہ مزید اور منجھلے کو ڈیوڑھا حصہ اور ہر ایک بقیہ چھوٹے بھائی کو ایک ایک سہام ملنا چاہیے یہ قاعدہ طے شدہ ہے۔"

ف ۱۳ الفاظ "پسر اکبر کو ایک حصہ مزید ملنا چاہیے" سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق لینے دو سہام کا ہے۔ کیونکہ گوتم نے یہ فرمایا ہے "یا پسر اکبر دو سہام لیگا" پسر اکبر سے وہ لڑکا مراد ہے جو تعلیم وغیرہ مین بھی افضل ہو۔

ف ۱۴ پس برہسپتی جی فرماتے ہین کہ پسر اکبر یعنی جو عمر اور علم اور خوشخوئی مین سب سے بڑا ہو میراث مین دو حصون کا مستحق ہے۔

ف ۱۵ اس سے ظاہر ہوگا کہ کسی پسر کو محض باعتبار بزرگی پیدایش کے استحقاق پانے زیادہ حصہ کا بطریق منہائی یا غیر مساوی تقسیم کے حاصل نہین ہوتا ہے۔ علم وغیرہ مین فضیلت حاصل ہونا بھی امر ضروری ہے۔

ف ۱۶ لیکن یہ غیر مساوی تقسیم کلجگ مین مروج نہین ہے۔ سنگرہ کار کا قول ہے۔ "کہ جسطرح نیوگ اور قربانی کے لئے گاے کا ذبح کرنا اس زمانہ مین غیر مروج ہے ویسے ہی اب تقسیم منہائی متروک ہے۔"

ف ۱۷ الفاظ "اس زمانہ مین" اور "اب" کلجگ کی طرف اشارہ کرنے کی غرض سے استعمال کئے گئے ہین۔

ف ۱۸ چنانچہ پُران مین ذکر ہے کہ منکوحہ عورت کا عقد ثانی اور جیٹھانسی اور گاوکشی اور بھائی کے ذریعہ سے اولاد کا پیدا کرانا اور کمنڈل نامی سبوچہ مٹی کا رکھنا یہ پانچون کلجگ مین منع کئے گئے ہین +

ف ۱۹ حق جیٹھانسی یعنی استحقاق پانے برتر حصہ کا بوجہ بزرگی عمر اور فضیلت علم کے۔ گاوکشی یعنی ہوم مین گاے کا ذبح کرنا۔ کمنڈل نامی مٹی کے سبوچہ کا رکھنا۔ یعنی کسی گرہست یا دنیادار کا

کمنڈل نامی مٹی کے گھڑے کا رکھنا۔

ف ۲۰ دہاریشور بہی اسپارہ مین حسب ذیل فرماتے ہین "اس مقولہ کی کوئی تشریح نہین کی گئی ہے کہ جو نہائی پسر اکبر کے لئے کیجاتی ہے۔ وہ بیسوان حصہ میراث کا ہے کیونکہ دنیا مین اس سے بہت نفرت ظاہر کیگئی ہے" اس مقام پر الفاظ "کلجگ مین" اضافہ کئے جانے چاہئین کیونکہ دواپر (۱) اور دوسرے جگون مین اس قاعدہ پر عمل کیا جا سکتا تہا پس اوس سے سخت نفرت نہین کی جاتی تہی۔

ف ۲۱ وسوروپ کا یہ قول ہے کہ جسطرح یہ ہدایت کہ "متقی برہمن کو بیل یا بڑی بکری دو" بوجہ خلاف رواج بزرگان ہونے کے ناقابل اتباع ہے اوسی طرح تقسیم منہائی ناقابل اتباع ہے" مگر یہ صحیح نہین ہے کیونکہ جب کسی مسئلہ خاص مین باہم سمرتی (قانون) اور بزرگون کے دستور کے اختلاف ہو تو بزرگون کا دستور سند مین کم سمجھا جاتا ہے یہ امر وسیشٹ کے قول سے مستنبط ہوتا ہے "جس امر کی اجازت ویدا ور دہرم شاستر مین موجود ہو وہ جایز کہلاتا ہے۔ اگر ویدا ور شاستر مین کوئی حکم نہو تو بزرگون کا دستور ہی قانون ہوتا ہے"۔

ف ۲۲ یہ صحیح ہے کہ بیل وغیرہ کا نذر دینا ایسا امر ہے جسکی تائید بزرگون کے دستور سے نہین ہوتی ہے۔ لیکن محض بزرگون کا دستور نہونے سے یہ کہنا بیجا ہوگا۔ کہ وہ خلاف دستور ہے۔ جیسا کہ سرلکار نے کہا ہے صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ "بیل اور بڑے بکرے کے دینے کا حکم واجب الاتباع نہین ہے۔ کیونکہ یہ بزرگون کا دستور نہین ہے" لیکن وشوروپ نے ایسا نہین کہا ہے۔

ف ۲۳ وگنیشر کا یہ قول بہی کہ "یہ صحیح ہے کہ یہ مسئلہ تقسیم غیر مساوی کتب متبرک مین پایا جاتا ہے لیکن چونکہ دنیا مین وہ مکروہ سمجہا جاتا ہے لہذا واجب الاتباع نہین ہے" درست نہین ہے۔ کیونکہ یہ بھی راستی پر مبنی نہین ہے فی الواقع لوگ تقسیم منہائی اور تقسیم غیر مساوی سے نفرت نہین کرتے ہین بخلاف اسکے وے

(۱) بموجب دہرم شاستر کے چار جگ یعنی زمانے ہین (ست جگ اور ترتیا اور دواپر اور کالی) زمانہ موجودہ کلجگ ہے۔

پسر اکبر اور دوسرے بھائیون کو اوس صورت مین برتر حصہ دینا چاہتے ہین کہ وے ذیعلم خوشخو اور سعادت مند ہون ۔ +

ف ۴۲ واضعان دہرم شاستر یعنی شمبہو اور ہریکا اور ۔ دیو سوامی وغیرہ نے اس جگہ مین ہی مضمون منہائی وغیرہ پر کئی کتب اس خیال سے شایع کین ہین کہ وے بعض صورتون مین ازروے دستور بزرگان کے جایز ہین لیکن علما نے بذریعہ کتب مذہبی پران وغیرہ کے یہ سطے کر دیا ہے کہ کلجگ مین بزرگون کا یہ دستور نہین ہے ۔ پس ہمنے خیال کیا کہ اس مضمون پر صراحت کے ساتھہ بحث کرنے سے کتاب کی ضخامت بلاضرورت بڑہ جاویگی پس اس امر کی نسبت صرف ایک اشارہ پر اکتفا کیا گیا ۔ فقط

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

(۱) تقسیم غیر مساوی دو قسم کی ہوتی ہے یعنی تقسیم منہائی اور غیر مساوی تقسیم حصص ۔

(۲) تقسیم منہائی اوس تقسیم کو کہتے ہین جسمین پسر اکبر کے لئے یعنی جو بہ لحاظ عمر اکور علم اور عادات مستقیم کے افضل ہو بیسوان حصہ معہ ایک بہترین شے کے جایداد قابل تقسیم سے منہا کیا جاتا ہے اور منجھلے پسر کے لئے اوسکا نصف اور سب سے چھوٹے پسر کے لئے اوسکا چہارم منہا کیا جاتا ہے اور بقیہ جایداد بہ حصص مساوی درمیان جملہ برادران کے تقسیم کیجاتی ہے

(۳) تقسیم غیر مساوی وہ تقسیم ہے جسمین پسر اکبر کو جو علم اور نیکی مین افضل ہو دو حصص دئے جاتے ہین اور منجھلے پسر کو ڈیڑہ حصہ دیا جاتا ہے اور برادران خورد مین سے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جاتا ہے ۔

(۴) تقسیم غیر مساوی اوس صورت مین کی جاتی ہے کہ تقسیم منہائی نہ کیجاوے ۔

(۵) جبکہ جایداد کثیر ہو اور برادران علم اور نیک چلنی مین مساوی ہون تو تقسیم منہائی یا تقسیم غیر مساوی نہین ہوسکتی ۔

(۶) لیکن جب برادران علم وغیرہ مین غیر مساوی ہون اور جایداد کثیر ہو تو تقسیم غیر مساوی

یا تقسیم منہائی کیجاویگی لیکن جب جایداد قلیل ہو تو پسر اکبر کو جو علم اور نیکی مین افضل ہو کوئی شئے خفیف بطور نشان اعزاز کے دیجاویگی -
(۷) تقسیم غیر مساوی یعنی تقسیم منہائی اور تقسیم مخصص غیر مساوی کلجگ یعنی اس زمانہ مین مروج نہین ہے -

باب چہارم

متعلق دئے جانے سہام بغرض پرورش بیوگان و ازدواج دختران ناکتخدا - اور ادا کئے جانے خرچہ رسوم سنسکار کے سرمایہ مشترک سے *

ف ۔ وسشٹ جی فرماتے ہین کہ بھائیون مین تقسیم ارث بعد انتظار تولد اون عورات کے جو لاولد (مگر حاملہ) ہون کیجانی چاہیئے "
ف ۲ ۔ لفظ عورات مندرجہ قول مذکورہ بالا باپ کی بیوگان سے متعلق ہے لفظ لاولد سے مراد وہ عورت ہے جسکے رحم مین بچہ ہو ۔ انتظار تولد کے معنی یہ ہین کہ تا وقتیکہ بچہ پیدا نہ ہو ایسی صورت مین تقسیم مابین برادران کے جو شامل رہتے ہون بچہ کے پیدا ہونے اور اوسکی جنس کے معلوم ہونے تک نہین ہوتی ہے شخص متوفی کے کریاکرم ہوتے ہی تقسیم کرنے کا عام قاعدہ اس صورت سے متعلق نہین ہے -
ف ۳ ۔ اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ مضمون فقرہ متذکرہ صدر (فقرہ ۱) کی تعبیر معقول یہ ہے کہ تقسیم ارث کی برادران اور لاولد بیوگان پدر کے درمیان بعد ادائے کریاکرم پدر متوفی کے کی جانی چاہیئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تعبیر کیون نظرانداز کیجاویگی -

* اسباب مین تذکرہ اوس تقسیم کا ہے جو بعد وفات پدر کے کیجاتی ہے

ف۴۔ جواب - یہ تعبیر اسلئے نظر انداز کیجاویگی کہ الفاظ "بعد انتظار تولد اون عورات کے جو لاولد
ہون" سے ظاہر مراد خلاف اس تعبیر کے پائی جاتی ہے - اور چونکہ عورات ارث پانے
کے ناقابل ہوتین ہین لہذا تقسیم ارث کی ما بین اونکے نہین ہوسکتی ہے چنانچہ بودہاین
فرماتے ہین کہ عورت مستحق ارث نہین ہوتی ہے - کیونکہ سرتی مین یہ محکوم ہے - کہ "عورات
اور ایسے اشخاص جو حواس خمسہ مین سے کسی ایک حس یا عضو سے محروم ہون ارث پانے
کے ناقابل تصور کئے جاتے ہین" لفظ ہی مذکورہ فقرہ مندرجہ بالا سے مراد اس سلئے یا کیونکہ
ہے -
ف۵۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ سرتی مین یہ محکوم ہے کہ اشخاص جو کسی حس یا عضو سے محروم
ہون یعنی جنکا کوئی حس یا عضو بیماری وغیرہ سے ضایع ہوا ہو اور اسی طرح عورات ارث
پانے کے ناقابل سمجھے گئے ہین - اسلئے عورات مستحق ارث کی یعنی اوس جایداد کی جو مالک
سے وراثتا پہونچی ہے اور قابل تقسیم ہے نہین ہین -
ف۶۔ یہ کہنے سے کہ "وہ اشخاص جو حواس خمسہ مین سے کسی حس یا عضو سے عاری ہون اور
عورات ارث پانے کے ناقابل سمجھے گئے ہین" یہ سمجھنا چاہیے - کہ تیتریم نامی وید کا خلاصہ بیان
کیا گیا ہے جسمین یہ تحریر ہے کہ عورات اور وہ اشخاص جو کسی حس یا عضو سے محروم ہون قابل
پانے میراث کے نہین ہین -
ف۷۔ لیکن یہان پر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے - کہ اگر عورات ارث پانے کے ناقابل ہین - تو یاگوولک
نے یہ کیون فرمایا ہے "منجملہ ورثا کے جو بعد وفات پدر کے تقسیم کرین مان کو بھی حصہ مساوی ملنا چاہیے"
اور ویاس جی نے یہ کیونکر فرمایا کہ "لاولد بیوگان پدر بھی حصہ داران مساوی قرار دی گئی ہین -
اور اسی طرح تمام دادیان بھی قرار دی گئی ہین اور وے مساوی ماوران کے قرار دی گئین
ہین" اور وشنو کا بھی یہ قول ہے کہ "مائین بلحاظ حصص پسران کے سہام پاتی ہین اور اسیطرح
دختران ناکتخدا بھی مستحق پانے حصص کی ہین" اگر عورات مستحق پانے میراث کی نہون

تو یہ فقرات جنمین ماں وغیرہ کے حصص قرار دئے گئے ہین غلط ہونگے -

ف ۸ جواب یہ ہے کہ فقرات مذکور بالکل صحیح ہین - ممکن ہے کہ وہ فقرات جنکی رو سے اون اشخاص کو جوارث پانے کے ناقابل ہین سہام میراث عطا کئے جانے کی ہدایت کی گئی ہے غلط ہون لیکن وہ فقرات جنکی رو سے اونکو (انس) حصص دینے کی ہدایت کی گئی ہے غلط نہین ہین - (انس) حصہ کے معنی ایک جزو کے اور نہ (سہام) میراث (دا ے) کے ہین - (کتب قانونی مین) یہ تحریر ہے - کہ ایک جزو (انس) اوس جایداد سے بہی دیا جاسکتا ہے جو مختلف اشخاص کی ملکیت مشترک ہو -

ف ۹ گو ماں بوجہ نہ رکہنے استحقاق کے میراث کی تقسیم کرانے کی مستحق نہین ہے تاہم چونکہ اوسکو جایداد قابل التقسیم مین حق بوجہ پدر متوفی کی بیوہ ہونے کے حاصل ہے یہ سمجھنا چاہئے - کہ یا گو لک وغیرہ نے بطور معاوضہ اس استحقاق کے اوسکو یہ اجازت دی ہے کہ جایداد کافی بقدر اپنی ضرورت کے بطور حصہ کے لے -

ف ۱۰ متاکشرا کی روسے میراث (دا ے) کے معنی مین "وہ دولت داخل ہے جو صرف بوجہ قرابت ساتہہ مالک کے دوسرے کی ملکیت ہو جاتی ہے" - اگر یہ تعریف صحیح ہو تو بیوہ کا حصہ ہمیشہ قابل انقسام رہیگا - کیونکہ بموجب راے متاکشرا کے لفظ ارث اوسکے سہام سے بہی متعلق ہے لیکن میراث جو بلحاظ اصلی وصف کے قابل تقسیم ہوتی ہے - دنیا مین شوہر یا عورت کی جایداد نہین ہے - لیکن بلحاظ تعریف میراث مندرجہ متاکشرا کے یہ لفظ شوہر کی دولت کے اوس حصہ سے بہی متعلق ہے جو بقبضہ بیوہ ہو پہنچے کیونکہ وہ اوسکو شوہر کی قرابت ہی کی وجہ سے حاصل کرتی ہے - لیکن یہ سرتی کے مخالف ہے جسمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ عورات مستحق ارث نہین ہوتی ہین - +

ف ۱۱ اسلئے ہماری راے یہہ ہے کہ لفظ ارث سے مراد صرف اوس دولت سے ہے - جو قابل تقسیم ہوتی ہے - اور جو محض مالک کے ساتہہ قرابت رکہنے کے باعث سے

دوسرے کی ملکیت ہوجاتی ہے۔ جایداد جو بیوہ پاتی ہے داخل ارث نہین ہے کیونکہ وہ قابل تقسیم نہین ہے۔ چنانچہ استری دہن جو شوہر سے ملا ہو ہمیشہ غیر قابل تقسیم ہوتا ہے کیونکہ تقسیم جایداد کی مابین زن وشوہر کے کبھی ہوتے ہوئے دنیا مین نہین دیکھی گئی ہے اور ہاریت نے کہا ہے۔ کہ "مابین زوجہ اور شوہر کے تقسیم نہین ہوتی ہے"۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہئے کہ مان بربناے استحقاق سابق الوجود کے میراث کے سہام کی مستحق نہین ہوتی ہے۔ بلکہ صرف اوسقدر دولت لینے کی مستحق ہے جو اوسکی ضروریات کے لئے کافی ہو۔

ف ۱۲ پس صرف وہ مان جو دولت نرکھتی ہو اور نہ عموماً ہر مان از روے سمرتی (قانون) کے مستحق پانے ایک حصہ کی بیان کی گئی ہے سمرتی مین مندرج ہے کہ "مان جسکے پاس استری دہن نہو تقسیم منجانب پسران مین حصہ مساوی پاویگی"۔

ف ۱۳ اسکا یہ مطلب ہے کہ اثناے تقسیم منجانب پسران مین جو بعد وفات پدر کے ہو مان کو مساوی حصہ صرف اوس صورت مین دیا جاویگا جبکہ اوسکے پاس استری دہن (یعنی اوسکی خاص جداگانہ جایداد) نہو۔

ف ۱۴ لفظ مادر مین حسب قول وشنو کے سوتیلی مان بھی شامل ہے "مائین بلحاظ حصص پسران کے سہام پاتی ہین"۔

ف ۱۵ بلحاظ اس فقرہ شرطیہ کے "اگر اوسکے پاس استری دہن نہو" جو فقرہ ۱۲ مین مستعمل ہوا ہے۔ یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگر مان بذریعہ اپنی خاص جداگانہ جایداد کے اپنی پرورش اور دوسرے فرایض دینی کی (جو بصرف زر انجام پا سکتے ہین) بجا آوری کے لایق ہو جنکا انجام دینا اوسپر واجب ہے تو وہ اپنے شوہر کی جایداد سے کچھ نہین پاسکتی ہے اگر مان کی جداگانہ جایداد غرض مذکور کے لئے غیر کافی ہو تو اوس صورت مین وہ باوجود ایسی جایداد رکھنے کے حصہ پاوے گی لیکن حصہ مذکور مساوی حصہ پسر کے نہوگا۔ بلکہ اوس سے کم بقدر مان کی ضروریات کے ہوگا۔

ف ۱۶ اسی طرح جبکہ جایداد قابل تقسیم کثیر ہو۔ مان کو حصہ مساوی نہین دیا جائیگا گو اوسکے پاس کوئی جایداد جداگانہ نہو لیکن اوسقدر قلیل حصہ دیا جائیگا جو اوسکی ضرورت کے لئے کافی ہو جو قید عبارت "اگر وہ استری دہن نہ رکھتی ہو" کی روسے قایم کی گئی ہے اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مان کو حصہ اوسکی ضروریات کے لحاظ سے ملتا ہے۔ نہ مثل برادران کے بلحاظ استحقاق وراثت کے ملتا ہے۔

ف ۱۷ اس امر سے کہ مان معین حصہ نہین پاتی ہے بلکہ صرف اوسقدر جسکی اوسکو ضرورت ہے پاتی ہے لفظ "مساوی" جو فقرہ ۱۲ مین مستعمل ہوا ہے۔ بیکار نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ جب جایداد قابل تقسیم کم مقدار ہو تو بوجہ لفظ مذکور کے مان حصہ پسر سے زیادہ حصہ اس بنا پر طلب نہ کر سکیگی کہ اوسکو زیادہ حصہ کی ضرورت ہے۔

ف ۱۸ گو وشنو نے یہ قرار دیا ہے (فقرہ ۷) کہ دختران بھی بلحاظ حصص پسران مستحق سہام مین تاہم یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ حصہ بوجہ استحقاق وراثت کے مثل برادران کے نہین دیا جاتا ہے لیکن صرف بغرض ادائے اخراجات اونکے ازدواج کے دیا جاتا ہے اسکے وجوہ یہ ہین۔

(۱) چونکہ اونکو حق وراثت نسبت اوس جایداد کے حاصل نہین ہے جس مین اگرچہ اونکو پیدایش کی روسے استحقاق حاصل ہے مگر وہ (باوجود وفات پدر کے) اونکی ملکیت قطعی نہین ہوئی ہے کیونکہ وہ اونکے درمیان قابل تقسیم نہین ہے (بلکہ صرف مابین پسران کے قابل تقسیم ہے۔)

(۲) کیونکہ حرف صفت (نا کتخدا) وشنو کے فقرہ (۷) مین قبل لفظ "دختران" کے مستعمل ہوا ہے۔

ف ۱۹ چونکہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ دختر کو حصہ از روے استحقاق وراثت کے نہین ملتا ہے۔ بلکہ واسطے اغراض کتخدائی کے ملتا ہے اسلئے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ وشنو کا مذکورہ بالا قول اوس صورت سے متعلق ہے جہان جایداد قابل تقسیم کثیر نہو۔

ف ۲۰ چنانچہ دیول کا قول ہے کہ بغیر بیاہی لڑکیون کو بیاہ کے لئے ایک حصہ جایداد پدری سے

دینا چاہیئے"۔ بیاہ کے لئے حصہ سے مراد اوس سرمایہ سے ہے۔ جو اخراجات ازدواج کے لئے ضروری ہو۔

ف ۲۱ یاگولک بعد تمہید" ہدایت ازدواج کرنے کے کہتے ہین کہ "بہنون کو برادر کا ایک ربع بطور حصہ کتخدائی دینا چاہیئے"

ف ۲۲ جو کچھ ایک بیٹے کا حصہ ہوتا ہو۔ اوسکا ایک ربع ہر ایک بہن کو دیا جانا چاہیئے۔ اسطرح بہائیونکو چاہیئے کہ اپنی بہنون کا بیاہ کردین۔

ف ۲۳ ایک دوسری سمرتی مین بہی ذکر ہے کہ "ہمشیرگان ناکتخدا جایداد کا ایک ربع بہائیون سے لیتی ہین"

ف ۲۴ ہر ناکتخدا ہمشیرہ بروقت تقسیم جایداد پدر متوفی کے بہائیون سے اپنا حصہ پاتی ہے۔ جو اونکے سہام کے ایک ربع کے مساوی ہوتا ہے۔

ف ۲۵ فقرات مذکورہ بالا اوس صورت سے متعلق ہین جہان جایداد قلیل نہو۔

ف ۲۶ اسی طرح کاتیاین فرماتے ہین کہ دختران ناکتخدا کے لئے ایک ربع اور پسران کے لئے تین ربع جایز رکہا گیا ہے لیکن جب جایداد قلیل المقدار ہو حصص مساوی خیال کئے گئے ہین۔

ف ۲۷ یہان یہ سمجہنا چاہیئے کہ ایک حصہ ہر ایک دختر ناکتخدا کو اور تین حصص پسران مین سے ہر ایک کو دئے جانے چاہئین۔

ف ۲۸ مقولہ مذکورہ بالا (فقرہ ۲۶) کے چوتہے یعنی اخیر حصہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر جایداد قلیل المقدار ہو تو دشنو وغیرہ نے ہر ایک دختر کا حصہ پسر کے حصہ کے مساوی۔ خیال کیا ہے۔

ف ۲۹ یہ اصول مندرجہ فقرہ کہ "اگر جایداد قلیل المقدار ہو تو حصہ مساوی ہونا خیال کیا گیا ہے" بذریعہ دلیل ہم قسم اوسصورت سے بھی متعلق ہے جسکا ذکر اس مقولہ مین کیا گیا ہے (فقرہ ۷) "مائین بلحاظ حصص پسران کے سہام پاتی ہین"

ف ۳۰ اسلئے مفہوماً یہ سمجہنا چاہیئے کہ اگر جایداد قلیل نہو تو سہام صرف ایک ربع ہوتا ہے۔

ف ۳۱ یہ عبارت (موضوعہ متن فقرہ ۲۶) کہ پسران کے لیئے تین ربع اون صورتون سے متعلق ہے کہ جب بھائی اور بہن مساوی تعداد کے ہون اگر لڑکیان کم ہون تو پسران کو نہ صرف تین ربع بلکہ اوس سے زیادہ پانے کا حق ہے۔

ف ۳۲ منوجی فرماتے ہین کہ "ہرایک بھائی کو چاہیئے۔ کہ ہرایک ہمشیرہ ناکتخدا کو خاص اپنے حصہ مین سے سہام دے۔ ہرایک کو اپنے خاص حصہ مین سے ایک ربع دینا چاہیئے۔ اور جو انکار کریگا وہ بے عزت ہوگا۔

ف ۳۳ الفاظ "ہرایک بھائی کو خاص اپنے حصہ مین سے" مستعملہ فقرہ مذکورہ سے صاف طور پر یہ معنی نکلتے ہین کہ جو کچھ سہام بھائیون کے ہون ایک ربع اون سب کا برادران کو ہمشیرگان ناکتخدا کو دینا چاہیئے چونکہ یہ مقولہ اون صورتون سے متعلق ہے کہ دختران ناکتخدا کی تعداد زیادہ ہو پس مقولہ مذکور قدیم سمرتی کے خلاف نہین ہے۔

ف ۳۴ لیکن اس صورت مین یہ ضرور نہین ہے۔ کہ برادران مین سے ہرایک اپنے حصہ کا ایک ربع اپنی ہرہمشیرہ کو دے۔ ایسی صورت مین یہ کیونکر خیال کیا جاسکتا ہے کہ یہ مقولہ قدیم سمرتی کے مخالف ہے (جیسا کہ منو کے قول سے مستنبط ہوتا ہے) جملہ ہمشیرگان کو مشترکاً اور نہ ہرہمشیرہ کو منفرداً ایک چہارم حصہ دلانے سے یہ تناقض بالکل رفع ہوجاتا ہے۔

ف ۳۵ دختران ناکتخدا کو چاہیئے کہ جو کچھ دیا جاتا ہے اوسکو آپس مین بحصص مساوی تقسیم کرلین۔

ف ۳۶ وشنو کا یہ قول کہ "دختران ناکتخدا کی رسوم کتخدائی باندازہ اوسکی دولت کے انجام پانی چاہیئین" یا تو ایسی صورت سے متعلق ہے جہان تقسیم جایداد کی بوجہ اکلوتے لڑکے ہونے کے نہین ہوتی ہے یا ایسی صورت سے جہان سب بھائی مشترک رہتے ہون متعلق ہے۔

ف ۳۷ فقرہ مذکورہ بالا مین الفاظ دختران کے استعمال سے باپ کے ناکتخدا بیٹیون کا بھی

شامل کرنا مقصود ہے چنانچہ بیاس جی نے فرمایا ہے کہ جن لڑکون کی رسوم ابتدائی (سنسکار) اور دیگر رسوم انجام نہ پائی ہون اوقات مقررہ پر اونکی رسوم صرف پدری جایداد سے ہی ایسے بہائی انجام دین جنکا سنسکار ہوچکا ہے ناکتخدا ہمشیرگان کی رسوم بھی شاستراً اونکے بڑے بہائیون کو انجام دینا چاہیئے"۔

ف ۳۸ برہسپتی جی بہی فرماتے ہین کہ "جن چہوٹے بہائیون کی رسوم ابتدائی اور دیگر رسوم ادا نہ ہوئی ہون بڑے بہائیون کو چاہیئے کہ باپ کی مجتمع دولت سے وہ رسوم انجام دین"۔

ف ۳۹ اس قول مین لفظ "برادران" سے وہ بہائی مراد ہین جنکا باپ مرگیا ہو۔ الفاظ "جنکے رسوم ابتدائی اور دیگر رسوم ادا نہوے ہون" مین فقرہ ذیل اضافہ کرو "بذریعہ پدر کے"۔

ف ۴۰ اسلئے نارد جی فرماتے ہین کہ "جن اشخاص کی رسوم ابتدائی (۱) باقاعدہ باپ کی جانب سے ادا نہ کی گئی ہون ایسی رسوم بہائیون کو پدری جایداد سے ادا کرنی چاہئین"۔

ف ۴۱ لیکن جبکہ پدری جایداد نہو مصنف مذکور یہ فرماتے ہین "اگر جایداد پدری نہو تو ایسے بہائیون کو جنکے رسوم انجام پاے ہون لازم ہے کہ اپنے خاص سہام کے حصہ رسدی سے بہائیون کی رسوم ضرور انجام دین"۔

ف ۴۲ رسوم جو اس قول مین مذکور ہوئی ہین جات کرم سے آغاز ہوتی ہین اور پنین پر ختم ہوتی ہین۔

ف ۴۳ یہانپر لفظ "رسوم" کے معنی حسب مذکورۂ صدر محدود ہین کیونکہ قول مذکور مین یہ لکہا ہے کہ لازم ہے کہ ضرور انجام دین اور رسوم مثل ازدواج وغیرہ ایسی رسوم نہین ہین

(۱) یعنی سنسکار۔ سنسکار سے مراد چند رسوم مذہبی سے ہے جو بوقت حاملہ ہونے ان کے شروع ہوتی ہین اور اوپنین یعنی زنار پوشی یا طالب علم کے گہر واپس آنے اور بالآخر ازدواج پر ختم ہوتی ہین تعداد ان رسمیات کی ۱۰ ہے یعنی (۱) گربہادہان (۲) جات کرم (۳) نام کرن (۴) نش کرمن (۵) ان پراشن (۶) چوڑاکرن (۷) اپنین (۸) ساوتری (۹) سمورتن (۱۰) ازدواج

کرجنکا ازدواج انجام دینا ضرور ہو کیونکہ شاستر ہمیشہ کے لئے برہمچاری رہنا جایز ہے۔

ف ۴۴ لیکن درصورت دختران کے لفظ رسوم مندرجہ مقولہ (فقرہ ۱۴) سے مراد ازدواج ہے کیونکہ اون کے لئے اوپنین نہین ہے۔ اگر پدری جایداد نہو تو اونکا ازدواج اونکے بھائیون کے ذاتی جایداد سے بذریعہ چندہ کے کیا جانا چاہئے۔ جسطرح مرد ونکا اوپنین اوسیطرح عورتونکا ازدواج کرنا فرض لابدی (۱) ہے۔

ف ۴۵ دختر ناکتخدا کو بوقت تقسیم دیگر جایداد بھی مثل زیور وغیرہ کے جسکو وہ پہنے ہو عطا کیجاتی ہے۔ چنانچہ ششنکہ کا یہ قول ہے کہ "جب ارث کی تقسیم کیجاوے تو دختر ناکتخدا کو بچپن سے کے زیورات اور جہیز مین دی ہوئی اشیاء اور استری دہن ملنا چاہئے"

ف ۴۶ جب بھائی جایداد پدری کی تقسیم کرتے ہون ناکتخدا دختران کو زیورات جو اونکے بدن پر ہون اور ایک ربع سہام وغیرہ بغرض ازدواج اور استری دہن بھی جو باپ وغیرہ سے ملا ہو عطا کیا جانا چاہئے۔

ف ۴۷ بودہاین بھی یہ کہتے ہین کہ لڑکیان مان کے زیورات موروثی وغیر موروثی پاتی ہین۔

ف ۴۸ "موروثی" یعنی جو مان کو اپنی مان کے خاندان سے پہونچا ہو "یا غیر موروثی" یعنی مان کے کے پہنے ہوے زیورات جو کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل کئے گئے ہون یہ چیزین بوقت تقسیم جایداد مادری دختران ناکتخدا کو ملینگی۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ اگر بروقت وفات باپ کے مان حاملہ ہو تو تقسیم مابین برادران تا وقت تولد ملتوی ہونی چاہئے۔

(۱) رسوم سنسکار بجز ازدواج مردون کے لئے مخصوص ہین۔

ف۲ مان یا سوتیلی مان کو میراث سے تقسیم کرا پانے کا کوئی استحقاق بربناے کسی حق سابق الوجود کے حاصل نہین ہے لیکن صرف اوسقدر دولت پانے کا استحقاق حاصل ہے جسکی اوسکو ضرورت ہو۔

ف۳ پس اگر مان کے پاس کافی استری دہن ہو تو وہ شوہر کے ترکہ سے کوئی حصہ نہین پائیگی اگر استری دہن ناکافی ہو تو وہ ایک حصہ (لیکن جو مساوی حصہ بیٹے کے نہوگا۔ بلکہ اوس سے کم ہوگا) بقدر اپنی ضرورت کے پاویگی۔

ف۴ اگر اوسکے پاس قطعًا کچھ استری دہن نہو تو وہ بیٹے کے ساتھ مساوی حصہ پاتی ہے بشرطیکہ جایداد قلیل المقدار ہو لیکن اگر جایداد متروکہ کثیر المقدار ہو تو اس صورت مین وہ اوسقدر کم حصہ پائیگی جو اوسکی ضرورتون کے لئے کافی ہو۔

ف۵ مان کو کسی حالت مین اپنے بیٹے کے حصہ سے زیادہ حصہ پانے کا حق نہوگا

ف۶ دختران ناکتخدا کو حصص از روے استحقاق وراثت کے مثل بیٹون کے نہین ملتے ہین بلکہ صرف بغرض ازدواج حصص عطا کئے جاتے ہین۔

ف۷ اگر جایداد کثیر ہو تو بقدر ایک ربع حصہ برادر کے ہر ایک دختر ناکتخدا کو دیا جائیگا۔ اور بقیہ تین ربع اوسی جایداد سے ہر ایک بھائی کو ملیگا۔ اگر جایداد قلیل المقدار ہو تو کنواری بہنون کو بھائیون کے برابر حصہ ملیگا۔

ف۸ قاعدہ جسکی رو سے ہر ایک بہن کو ایک ربع اور ہر ایک بھائی کو بقیہ تین ربع دینے کا حکم دیا گیا ہے صرف ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین تعداد برادران و ہمشیرگان کی مساوی ہو۔ اگر بہنین کم ہون تو پسران کا حصہ تین ربع سے کچھ زیادہ ہوگا اگر ہمشیرگان ناکتخدا کثیر التعداد ہون تو کل جایداد کا ایک ربع حصہ اون سب کو مشترکًا دیا جائیگا ہر ایک کو جداگانہ حصہ نہین ملیگا اور وے اوسکو آپسمین مساوی طور سے تقسیم کر لینگی۔

ف۹ اگر تقسیم جایداد بوجہ ہونے صرف ایک پسر کے عمل مین نہ آوے یا جملہ برادران مشترک

رہتے ہون تو ہمشیرگان ناکتخدا کا ازدواج جایداد موروثی سے حسب اندازہ جایداد مذکور کردینا چاہیے۔

ف ۱۰۔ اسی طرح برادران ناکتخدا کی رسوم سنسکار بھی سرمایہ مشترک ترکہ پدری سے اونکے برادران اکبر ادا کرینگے۔

ف ۱۱ اگر متروکہ پدری نہو تو بہائی کی رسوم سنسکار (جو جات کرم سے شروع ہوکے اوپنیین پر ختم ہوتی ہین) ایسے بہائیونکو اپنی کمائی سے چندہ کرکے ضرور ادا کرنا چاہیے جنکی رسوم سنسکار پہلے ادا ہوچکی ہون اسی طرح اگر ترکہ پدری نہو تو برادران کو اپنی ہمشیرگان کا بیاہ بھی اپنی ذاتی کمائی سے کرنا چاہیے۔

ف ۱۲ بروقت تقسیم کے دختر ناکتخدا کو علاوہ اوس حصہ کے جو اوسکے بیاہ کی اغراض کے لئے دیا گیا ایسے زیورات جنکو وہ پہنے ہو اور نیز استری دہن جو اوسکو اوسکے باپ وغیرہ نے دیا ہو ملیگا۔

ف ۱۳ بروقت تقسیم متروکہ مادری دختران ناکتخدا کو وہ زیورات ملینگے جو اونکی ماں پہنے ہو یا جو ماں کو اپنی ماں کے خاندان سے یا بطریق دیگر ملے ہون۔

باب پنجم

دربیان حرمان ارث

ف ۱ دیول کا قول ہے کہ بعد وفات پدر کے اشخاص نامرد اور جذامی۔ اور مجنون۔ اور احمق اور نابینا اور خارج القوم اور اولاد اشخاص خارج القوم اور لنگی یعنے (ودیمی برہمچاری یا وان پرستھہ یا اہل بدعت) ترکہ مین سہام پانے کے مستحق نہین ہین" اسکے معنی یہ ہین کہ اشخاص نامرد وغیرہ باپ کی وفات پر وراثت کے مستحق نہین ہوتے ہین۔

ف ۲ لنگی یعنی دائمی برہمچاری وان پرستہ وغیرہ نیز اہل بدعت یا سنیاسی مانند کشپ نکھا یا پشوپتا کے۔

الفاظ "بعد وفات پدر کے" قول کے فقرہ اول مین صرف وقت تقسیم کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین اسلئے یہ نہین سمجھنا چاہئے کہ اگر جائداد کی تقسیم بحیات پدر ہو تو اشخاص نامرد وغیرہ مستحق پانے ارث کے ہونگے۔

ف ۳ آپستمبہ فقرہ مندرجہ ذیل مین یہ فرماتے ہین۔ کہ اگر جائداد کی تقسیم بحیات پدر بھی ہووے ورثہ پانے کے ناقابل ہوتے ہین "زندہ باپ کو ارث کی تقسیم بیٹون مین مساوی طور پر کرنی چاہئے اور صرف اشخاص نامرد اور مجنون اور خارج القوم وغیرہ کو وراثت سے خارج کرنا چاہئے قول مذکورہ مین جو لفظ "چہ" وغیرہ مستعمل ہوے ہین اونسے اشخاص جذامی اور احمق اور نابینا وغیرہ کی صراحت ہوتی ہے۔ +

محرومی یعنی حق وراثت سے باز رکھنا۔

ف ۴ منوجی نے اشخاص محروم الارث کی صراحت اسطرح کی ہے۔ "اشخاص نامرد اور خارج القوم سہام میراث سے محروم کئے گئے ہین اور اسی طرح وہ اشخاص جو مادر زاد اندھے اور بہرے یا مجنون یا احمق یا گونگے ہون اور وہ اشخاص جو منجملہ حواس خمسہ کے ایک حس سے عاری ہون (نراندریا)۔

منجملہ حواس خمسہ کے ایک حس سے عاری ہون" یعنی جو مرض یا کسی اور وجہ سے قوت شامہ وغیرہ سے محروم ہون۔

ف ۵ نارد کا بھی یہ قول ہے کہ "جو اشخاص باپ کے دشمن یا خارج القوم یا نامرد یا قاعدہ کی رو سے خارج کئے گئے ہون (اپ پاترک) سہام ارث نہین پاتے ہین گو صحیح النسب ہون اور اگر وہ پسران زوجہ ایسے رشتہ مندی کی ہون جسکے ساتھہ نیوگ کا رشتہ ہو تو اور بھی حصہ پانے کے مستحق نہین ہین۔

ف قاعدہ کی رو سے خارج شدہ کے معنی قاعدہ کے بموجب قوم سے خارج کیئے جانے کے ہین کیونکہ شنکہ اور لکہت کا یہ قول ہے کہ اوس شخص کا استحقاق وراثت اور اوسکی قابلیت دینے پنڈا اور پانی کی معدوم ہو جاتی ہے جو بموجب قاعدہ کے قوم سے خارج کیا گیا ہو "اپ پاتری" اوس شخص کو کہتے ہین جسکو رشتہ مندون نے بوجہ جرایم کبیرہ کے خارج کیا ہو۔

ف وسشٹ کا بہی یہ قول ہے کہ "وہ لوگ وراثت سے محروم ہوتے ہین جو دوسرے آسرم (یعنی طریقہ بود وباش) مین داخل ہوتے ہین "۔ دوسرے آسرم سے وہ آسرم مراد ہے (جو گرہست) یا شاہل کے آسرم سے مختلف ہو۔ اسلیئے یہ نہین کہنا چاہیئے۔ کہ نا قابلیت پانے ارث کی اوس قسم کے برہمچاری کو بہی حاصل ہوتی ہے جو صرف عارضی طور پر برہمچاری (اپ کروان برہمچاری) ہو۔ الفاظ "دوسرے آسرم" سے مراد صرف اوس آسرم سے ہے جسمین داخل ہونے کے بعد پہر گرہست آسرم مین داخل ہونا ممنوع ہے۔

ف وشنو کا بھی یہ قول ہے کہ "اشخاص خارج القوم اور نامرد اور وے اشخاص جو مرض لاعلاج مین مبتلا ہون یا جو کسی حس یا عضو سے محروم ہون وراثت سے خارج کیئے جاتے ہین۔

ف ۹ اس مقولہ مین لفظ "لاعلاج" کے صرف لفظ مرض کے پہلے مستعمل ہونے سے یہ ظاہر ہوگا۔ کہ ایسے اشخاص عِنّین یا ناقص الاعضا وغیرہ بہی جنکا مرض شفا پذیر ہونا قابل پانے وراثت کے قرار دیئے گئے ہین۔ پس یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ اشخاص وراثت سے محروم ہوتے ہین جو بروقت تقسیم کے نامردی وغیرہ مین مبتلا معلوم ہون۔ اور یہ کہ صرف وہ اشخاص ہی جو فطرتاً (یعنی پیدایش سے) عِنّین وغیرہ ہون محروم نہین رہتے ہین۔

ف ۱۰ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ استحقاق وراثت ایسی عورت کے بیٹے کو جسکا بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو اور ایسی عورت کے بیٹے کو بہی جسکا ازدواج ساتہہ کسی رشتہ مند

(سگوتر) کے ہوا ہو - اور اوس شخص کو جو مذہب سے مرتد ہوگیا ہو حاصل نہین ہوتا ہے -
ف ۱۱ الفاظ "بیٹا ایسی عورت کا جسکا بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو" سے مراد ایسی عورت کا بیٹا ہے جسکا ازدواج خلاف قواعد قوم یا مقام پیدایش کے ہوا ہو اور الفاظ "بیٹا ایسی عورت کا جسکا ازدواج کسی رشتہ مند (سگوتر) سے ہوا ہو" سے مراد اوس عورت کا بیٹا ہے جسکا ازدواج اپنے ہی رشتہ دار (سگوتر) کے ساتھہ ہوا ہو - الفاظ "جو مذہب سے مرتد ہو" سے مراد وہ شخص ہے جسنے چوتھے آسرم کو جسمین ایک مرتبہ وہ داخل ہوا تھا ترک کیا ہو - الفاظ "استحقاق وراثت حاصل نہین ہوتا ہے" سے مراد یہ ہے کہ یہ اشخاص مستحق وراثت کے نہین ہین - +
ف ۱۲ منو کا بھی یہ قول ہے - "ایسی عورت کا بیٹا جو جایز طور پر اولاد پیدا کرنے کے لئے مجاز نہو - اور نیز ایسی عورت کا بیٹا جو اوس عورت کے شوہر کے بھائی نے پیدا کیا ہو (جسکے پسر موجود تھا) یہ دونون پسران مستحق وراثت نہین ہین وہ از نام جٹہ جا تکا اور کامجا موسوم کئے گئے ہین
ف ۱۳ جٹہ جات کا اوس بیٹے کو کہتے ہین جو ایسی عورت کے بطن سے جو اولاد پیدا کرنے کی مجاز نہو ایسے شخص سے پیدا ہوا ہو جسکے ساتھہ اوسکا بیاہ جایز طور پر نہین ہوا تھا - کامجا وہ بیٹا ہے جسکو کسی عورت نے باوصف اسکے کہ اوسکے ایک پسر شوہر کے نطفہ سے موجود تھا اپنے شوہر کے بھائی سے جنا ہو - یہ دونون ناقابل وراثت ہین -
ف ۱۴ نتیجہ یہ ہے کہ بدکار عورت کا پسر اور نیز وہ پسر جو قواعد نیوگ کے خلاف پیدا کیا گیا ہو عورت کے شوہر (کشیتری) کی جایداد کا مستحق نہین ہوتا ہے -
ف ۱۵ برہسپتی کا یہ قول ہے کہ "گو کوئی بیٹا ہمقوم عورت کے بطن سے ہو لیکن اگر وہ نیکی سے معرا ہو تو وہ متروکہ پدری کے پانے کا مستحق نہین ہوتا ہے" +
ف ۱۶ الفاظ "نیکی سے معرا" سے مراد ایسے اوصاف سے معرا ہونے سے ہے جنسے وہ ایسے کامون کے لایق ہو جنسے اوسکے باپ کو دنیا اور عاقبت مین فایدہ پہونچے -
ف ۱۷ مصنف مذکور پھر اسطرح فرماتے ہین کہ "بیٹا باپ کو خلایق اعلی وادنی کے فرایض سے

نجات بخشتا ہے۔ بس ایسا پسر کسی کام کا نہین ہے جو اسکے برعکس عمل کرتا ہو ایسی گاے سے کیا کام نکل سکتا ہے جو نہ تو دودھ دیتی ہو اور نہ بچے جنتی ہو۔ ایسا بیٹا کس کام کے لئے پیدا ہوا جو نہ تو ذی علم اور نہ نیک ہو اور جو علم اور شجاعت اور نیک نیتی سے معرا ہو اور جو عبادت اور سخاوت سے عاری ہو اور نہ نیک چلن ہو یعنی جو نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو ایسا پسر بول و براز کے مانند ہے۔

ف ۱۸ "خلایق اعلی کے قرضجات" سے مراد ایسے "فرایض سے ہے جو رشی اور دیوتا اور آبا کو واجب ہین اور "خلایق ادنی کے قرضہ جات سے" مراد ایسے قرضہ جات سے ہے جو کسی دولت مند شخص سے لئے گئے ہون۔ اگرچہ ایسا بیٹا جو علم وغیرہ سے عاری ہو صحیح النسب (اورس) ہو مگر وہ مثل بول و براز کے جو جسم ہی سے پیدا ہوتے ہین قابل نفرت ہے پس ایسا بیٹا مانند بول و براز کے بیان کیا گیا ہے۔

ف ۱۹ منوجی کا بھی یہ قول ہے کہ "جملہ برادران کو جو کسی برے کام کے عادی ہون استحقاق وراثت حاصل نہین ہے" الفاظ "کسی برے کام" سے مراد افعال ممنوعہ سے ہے۔ اور ارث سے مراد جایداد قابل تقسیم سے ہے۔ +

ف ۲۰ جملہ اشخاص جو فقرات بالا مین ناقابل پانے ورثہ کے بیان کئے گئے ہین تاہم مستحق پرورش کے ہین علی ہذا القیاس یاگولک کا قول یہ ہے کہ "اشخاص نامرد اور خارج القوم اور اولاد اشخاص خارج القوم اور لنگڑے اور مجنون اور احمق اور اشخاص نابینا اور ایسے اشخاص جو مرض لاعلاج مین مبتلا ہون اور دیگر اشخاص کی (جو اسی طرح ناقابل ہون) پرورش کرنی لازم ہے مگر وہ وراثت سے محروم رہینگے۔

ف ۲۱ "اولاد اشخاص خارج القوم" یعنی اشخاص خارج القوم کی اولاد۔ اور دیگر اشخاص سے مراد دیگر اشخاص ناقابل وراثت متذکرہ بالا سے ہے "پرورش کرنی لازم ہے" یعنی ان اشخاص کو پرورش کرنی لازم ہے جنکو ارث ملی ہو کیونکہ وشنو کا یہ قول ہے کہ "انکی پرورش وہ اشخاص

کرینگے جنکو ارث ملی ہو ۔

ف۲۲ اگر سوال یہ کیا جاوے کہ رو سے کسطرح پرورش کیے جائین تو منو جی فرماتے ہین لیکن عقلمند آدمی کے لئے یہ مناسب ہے کہ اونکو حتی المقدور نان و پارچہ بلا قید کے دے کیونکہ جو شخص نہ دیگا وہ خارج القوم سمجھا جائیگا " بلا قید یعنی تاحیات ۔

ف۲۳ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ نان و پارچہ بلا قید کے یعنی تاحیات اوسکے رشتہ مندون سے واجب خیال کیا گیا ہے ۔ لیکن اگر رشتہ مند نہون تو وہ جایداد پدری لے سکتا ہے جو جایداد رشتہ مندان پاتے ہین اوسکے دینے پر مجبور نہین کیے جاسکتے ہین کیونکہ وہ اوسکی پدری جایداد نہین ہے اوسکے رشتہ مندان سے مراد اوس شخص کے رشتہ مندون سے ہے جو ارث سے محروم کیا گیا ۔

ف۲۴ اسکا یہ مطلب ہے کہ منو وغیرہ کی یہ راے ہے کہ اوس شخص کے لئے جو ارث سے محروم کیا گیا ارو نیز دیگر اون اشخاص کو بہم پہونچانا چاہیے جنکو اوسکے پدر کی جایداد پہونچی مطلب جزو اخیر قول مذکور (رشتہ مندان وغیرہ) کا یہ ہے کہ جب رشتہ مندون کو شخص محروم الارث کے پدر کی جایداد نہ پہونچی ہو تو بادشاہ کو نہ چاہیے کہ اونکو شخص مذکور کی پرورش کے لئے روپیہ ادا کرنے پر مجبور کرے ۔

ف۲۵ پس قاعدہ طے شدہ یہ ہے کہ اون رشتہ مندون پر جنہون نے شخص محروم الارث کی جایداد نہ پائی ہو اوسکی پرورش کرنا لازم نہین ہے ۔

ف۲۶ اگرچہ جملہ اشخاص محروم الارث کے پرورش کا اسطرح انتظام عام کیا گیا ہے لیکن دیول اس قاعدہ کا ایک استثنار قرار دیتے ہین اُس قسم کے اشخاص کے لیے (باستثنار اشخاص خارج القوم) نان و پارچہ مہیا کیا جانا چاہیے ۔ شخص خارج القوم کی اولاد بھی خارج القوم ہوتی ہے لہذا ارث سے محروم رہےگی ۔

ف۲۷ چنانچہ بودھاین کا یہ قول ہے کہ ورثار کو چاہیے کہ اون اشخاص کو (باستثناے اشخاص

خارج القوم اور اونکی اولاد کے) ثان وپارچہ سے پرورش کرین جو کام کرنے کے ناقابل یا اندہے ہے یا نامرد یا مبتلاے مرض یا مصیبت زدہ یا ناقابل ادا کرنے فرایض کے ہون -

ف جو کام کرنے کے ناقابل ہون" یعنی گونگے وغیرہ جو ناقابل ادا کرنے فرایض کے ہون" یعنی جو فرایض مذہبی یا پیشہ کے انجام دینے کے ناقابل ہون - +

ف۲۹ وشسٹ جی کی عبارت سے ضمناً ظاہر ہوتا ہے کہ چار قسم کے اشخاص مستحق پرورش کے نہین ہین وُہ اشخاص جو دوسرے آسرم مین داخل ہوے ہون محروم الارث ہون گے علی ہذالقیاس اشخاص نامرد یا مجنون یا خارج القوم محروم الارث ہونگے مگر اشخاص نامرد اور مجنون پرورش پانے کے مستحق ہین" -

ف۳۰ اس مقولہ سے شخص خارج القوم اور اوسکا جو دوسرے آسرم مین داخل ہوا ہو استحقاق پرورش سے محروم رہنا بربناے اس اصول کے ظاہر ہوتا ہے" اگر منجملہ بہت چیزون کے خاصکر چند اشیار کی کوئی صفت بیان کیجاوے تو یہ امر ضرور مستنبط ہوگا کہ دیگر اشیار مین وہ صفت نہین پائی جاتی ہے" - چونکہ بلا مذہبی آسرم مین داخل ہونے کے مذہبی آسرم سے روکشی نہین ہوسکتی ہے اسلیے اس امر کے کہنے سے کہ جو شخص دوسرے آسرم مین داخل ہوا ہو مستحق پرورش نہین ہوتا ہے یہ نیتجہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ شخص بہی اسی طرح پرورش پانے کا مستحق نہین ہوتا ہے جو کسی آسرم سے روکش ہوا ہو - +

ف۳۱ اسلیے نیتجہ یہ ہے کہ باستثناے اشخاص مندرجہ ذیل کے جملہ اشخاص محروم الارث کی پرورش کرنی لازم ہے :-

(۱) - اشخاص خارج القوم - (۲) اونکی اولاد (۳) جو اشخاص دوسرے آسرم یعنی مذہبی آسرم مین داخل ہوگئے ہون - (۴) وہ اشخاص جو مذہبی آسرم سے مرتد ہوے ہون -

ف۳۲ شاید یہ شبہہ پیدا ہوگا - کہ آیا ایسے محروم الارث اشخاص کے بیٹے جو کوئی ناقابلیت مثل نامردی وغیرہ کے نہ رکہتے ہون اپنے دادا کی جایداد وراثتاً پانے کے ناقابل اس بنا پر

ہین یا نہین کروے اشخاص ناقابل کی اولاد سے ہین - دیول بغرض رفع کرنے اس شبہہ کے یہ کہتے ہین کر ایسے اشخاص کے بیٹے اپنے پدران کے سہام پاتے ہین - بشرطیکہ کسی ویسے ہی ناقابلیت مین مبتلا نہون ؟ +

ف ۳۳ ایسے اشخاص کے بیٹے یعنی ایسے اشخاص کے بیٹے جو وراثت سے محروم کیے گئے ہین - ویسی ہی ناقابلیت یعنی نامردی وغیرہ جس سے حق وراثت زایل ہوجاتا ہے - پدران کے سہام - یعنی دادا کی جایداد مین اپنے پدران کے حصص -

ف ۳۴ فقرہ مندرجہ بالا مین بالعموم الفاظ "ایسے اشخاص کے بیٹے" کے تحریر کیے جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ازروے فقرہ مذکور کے جات سے خارج شدہ اشخاص کے بیٹے کو بھی اپنی جدی جایداد کے وراثتاً پانے حق پیدا ہوتا ہے - وہ صریحاً بذریعہ الفاظ ذیل مندرجہ فقرہ کے محروم کیا گیا ہے "بشرطیکہ کسی ویسی ہی ناقابلیت مین مبتلا نہون" کیونکہ اشخاص خارج القوم کی اولاد بھی خارج القوم ہوتی ہے - +

ف ۳۵ اسی طرح وسشٹ جی کا یہ قول ہے - کہ "اولاد اشخاص خارج القوم (باستثنار اولاد قسم اناث) خارج القوم قرار دی گئی ہے" نسبت اولاد قسم اناث اشخاص خارج القوم کے واضح ہو کہ وہ (پراکھی ہے یعنی بذریعہ کتخدائی کے دوسرے کے خاندان مین داخل ہوتی ہے (جیسے کہ عورات بالعموم داخل ہوتی ہین -) +

ف ۳۶ مثل پسر شخص خارج القوم کے پسر ایسے شخص کا جو کسی عورت قسم پرت لوم کے بطن سے پیدا ہوا ہو - اپنی جدی جایداد کے وراثتاً حاصل کرنے کا مستحق نہین ہے - ایسا شخص وراثت کے لئے ناقابل سمجھا جاتا ہے چنانچہ وشنو کا یہ قول ہے کہ ایسے اشخاص کے صحیح النسب بیٹے مستحق پانے حصص کے ہوتے ہین - لیکن پسران شخص خارج القوم جو بجز ارتکاب فعل باعث ذلت کے (انترم) پیدا ہوے ہون مستحق نہین ہین اور نہ وہ پسران مستحق ہین جو پرت لوم نامی عورت کے بطن سے پیدا ہوئے ہون - اونکے بیٹے جایداد جدی کے بھی وارث نہین ہوتے ہین - +

ف ۳۷ الفاظ بجبر و پیدا ہوے ہوں (انترم) کے یہ معنی ہیں کہ کسی وقت بعد ارتکاب اوس فعل کے پیدا ہوے ہوں جو باعث مذلت ہوا یہاں یہ ضرورت نہیں ہے کہ تولد کا وقوع عین بعد ارتکاب فعل کے (جیسا کہ انترم کے لفظی معنی ہیں) ہوا ہو۔ پس ایسے اپسران ارث کے مستحق نہیں ہیں۔ +

ف ۳۸ اسی طرح ناقابلیت نسبت وراثتا پانے دادا کی جایداد کے اوس شخص کے پسران سے بھی جو آسرم سے برگشتہ ہوا ہو۔ اور اون بیٹوں سے بھی جو ناقابلیت کی وجہ سے مستحق وراثت نہیں ہوتے ہیں لاحق ہوتی ہے۔ +

ف ۳۹ دربارہ شیترج یعنی ایسے پسر زوجہ کے جو ایسے رشتہ دار نے پیدا کیا ہو جو شوہر کے لئے اولاد پیدا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ یاگولک کا یہ قول ہے کہ لیکن اونکے بیٹے (یعنی اشخاص نامرد وغیرہ کے بیٹے) عام اس سے کہ وہ صحیح النسب ہوں یا زوجہ سے بذریعہ کسی رشتہ دار کے پیدا ہوے ہوں (شیترج) مستحق سہام کے ہیں بشرطیکہ اوسی طرح ناقابل نہوں۔

ف ۴۰ یہ قول دواپر اور دوسرے زمانوں (جگ) سے متعلق سمجھنا چاہئے شیترج قسم کا پسر پیدا کرنا کلجگ میں ممنوع ہے۔

ف ۴۱ یہ امر کہ ناقابل اشخاص کے پسران صحیح النسب وغیرہ کی پرورش کیجانی چاہئے۔ مصنف مذکور (یاگولک) کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے اشخاص نابینا اور ایسے اشخاص جو مرض لاعلاج میں مبتلا ہوں اور دیگر اشخاص کی (جو اسی طرح ناقابل ہوں) پرورش کرنی لازم ہے گو وہ وراثت سے محروم رہیں گے (دیکھو فقرہ ۲۰) پس یہاں پر اوسکا اعادہ نہیں کیا گیا۔ +

ف ۴۲ لیکن مصنف مذکور کا فقرہ مندرجہ ذیل ایسے امر سے متعلق ہے جسکا ہنوز ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح اونکی دختران کی پرورش اوسوقت تک کہ اونکا ازدواج نہو جاے کیجانی

جاہئے - اون کی اولاد زوجگان نیک چلن کی بہی پرورش کیجانی چاہئے لیکن جو بے عصمت ہون اونکو نکال دینا چاہئے اور جو سرکش و نافرمان ہون - اونکو بہی نکال دینا چاہئے -+

ف۴۳ اونکی دختران کہ یعنی اشخاص محروم الارث کی اولاد قسم اناث پرورش کیجانی چاہئے یعنی وہ اشخاص پرورش کرین جنکو اشخاص محروم الارث کے پدر کی جایداد پہونچی ہیو اس خیال سکے رفع کرنے کے لئے کہ اونکی پرورش تاحیات مثل اشخاص محروم الارث کے کرنی چاہئے یہ کہا گیا ہے "اسوقت تک کہ اونکا ازدواج ہوجاے" اونکی اولاد زوجات یعنی اشخاص محروم الارث کی منکوحہ زوجات کی جو اولاد قسم ذکور سے محروم ہون لیکن جو دایما نیک چلن ہون پرورش اوسی طرح جسطرح کہ اشخاص ناقابل کی پرورش کیجاتی ہے - اون اشخاص کو کرنی چاہئے جنکو اشخاص ناقابل کی جایداد پدری پہونچی ہو - مگر ایسی زوجات جو بے عصمت اور اشخاص پرورش کنندہ سے سرکشی کرتی ہون - گہر سے نکال دیجانی چاہئین - بے عصمت زوجات جو گہر سے نکال دی گئین ہون مستحق پرورش نہین ہین لیکن سرکش زوجات مستحق پرورش ہین - گو وے گہر سے نکال دی گئین ہون -+

ف۴۴ اس طرح اون اشخاص کی تصریح کی گئی ہے جنکو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے -+

حاصل مطلب منجانب مترجم

ف۱ اشخاص مندرجہ ذیل محروم الارث ہین :-

(۱) شخص نامرد (۲) جذامی یعنی کوڑہی (۳) شخص مجنون (۴) احمق (۵) شخص خارج القوم (۶) اولاد اشخاص خارج القوم (۷) دایمی برہمچاری - (۸) بان پرستہ (۹) زاہد یعنی سنیاسی (۱۰) اہل بدعت یعنی جسکو کشپنکہا "اور پشوپتا" وغیرہ کہتے ہین (۱۱) مادرزاد نابینا (۱۲) مادرزاد بہرا - (۱۳) گونگا (۱۴) جسکا کوئی عضو یا حس تہو یعنی مثل قوت شامہ وغیرہ جو بیماری وغیرہ سے زایل ہوئی ہو - (۱۵) باپ کا دشمن (۱۶) جو باقاعدہ طور پر قوم سے خارج کیا گیا ہو (۱۷) جو مرض لاعلاج مین مبتلا ہو (۱۸) لڑکا

ایسی عورت کا جسکا بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو (١٩) لڑکا ایسی عورت کا جسکا بیاہ سگوتر سے ہوا ہو (٢٠) جو مذہبی آسرم سے مرتد ہوا (٢١) بدکار عورت کا لڑکا (٢٢) لڑکا جو قواعد نیوگ کے خلاف پیدا کیا گیا ہو (٢٣) لڑکا جو بدچلن ہو۔

ف ٢ شخص محروم الارث کی پرورش اون لوگون کو کرنی چاہیئے کہ جو اوسکے باپ کا ترکہ پائین۔

ف ٣ اوس شخص پر محروم الارث کی پرورش لازم نہین ہے جسکو اوسکے مورث کا ترکہ نملا ہو۔

ف ٤ چار اقسام مندرجہ ذیل کے اشخاص محروم الارث پرورش کے بہی مستحق نہین ہین (١) شخص خارج القوم (٢) اوسکی اولاد (٣) جو مذہبی آسرم مین داخل ہوجاوے یعنے سیناسی (٤) جو شخص مذہبی آسرم سے مرتد ہوا ہو۔

ف ٥ اگر پسران اشخاص محروم الارث باستثنا تین اقسام مندرجہ ذیل کے قسل اپنے پدران کے ناقابل نہون تو اپنے پدران کا ترکہ پاتے ہین (١) پسر شخص خارج القوم (٢) اوس عورت کا بیٹا جو اپنے شوہر سے اعلی قوم کی ہو (٣) ایسے شخص کا بیٹا جو مذہبی آسرم سے مرتد ہوجاوے۔ یہ تین اقسام کے اشخاص محروم الارث ہین۔

ف ٦ اشخاص محروم الارث کے پسران محروم الارث کی (جو مندرجہ صدر مستثنی مین داخل نہون) پرورش کیجانی چاہیئے۔

ف ٧ اشخاص محروم الارث کی دختران کی پرورش اونکے بیاہ تک کیجانی چاہیئے۔

ف ٨ اشخاص محروم الارث کی زوجات کی پرورش کی جانی چاہیئے بجز اسکے کہ وہ بے عصمت ہون۔

ف ٩ بے عصمت اور سرکش زوجات کو مکان سے نکالدینا چاہیئے۔

ف ١٠ خارج شدہ بدعصمت زوجگان مستحق پرورش کی نہین ہین لیکن وے جو سرکش ہین مستحق پرورش کی ہونگی گو گھر سے نکال دی گئی ہون۔

باب ششم

جایداد قابل تقسیم کے بیان مین

ف ۱ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "کل جایداد جو ورثار کے دادا یا باپ کی ہو یا جو کہ خود اونہون نے حاصل کی ہو بروقت تقسیم باہم اون کے تقسیم کیجانی چاہیئے" +

ف ۲ اونہون نے حاصل کی ہو یعنی جو جایداد سرمایہ پدری یا سرمایہ مشترک کے ذریعہ سے حاصل کی ہو اسلیئے کہ جو جایداد بلا مدد ایسی جایداد کے حاصل کی گئی ہو نا قابل تقسیم ہے۔

ف ۳ پس تین قسم کی جایدادین ایسی ہین جو کلیتاً قابل تقسیم ہین لیکن یہ ایسی صورت مین ہے کہ جد وغیرہ کا کوئی قرضہ نہو۔ جبکہ اس قسم کا قرضہ ہو تو کل جایداد قابل تقسیم نہوگی مگر صرف اوسقدر جایداد قابل تقسیم ہوگی جو بعد اداے قرضہ کے بچ رہے۔

ف ۴ چنانچہ مصنف مذکور فرماتے ہین کہ "بعد اداے قرضہ جات اور دیئے اشیاے موہوبہ کے جو بوجہ محبت کے ہبہ کی گئی ہون بقیہ جایداد تقسیم کرنی چاہیئے"

ف ۵ اس امر کے کہنے سے کہ بقیہ جایداد کی تقسیم ہونی چاہیئے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ قول مذکور کی منشا مین ایسی صورت داخل ہے جسمین جایداد کثیر ہو۔ ایسی صورت کے لیئے جسمین جایداد کثیر نہو قبل اسکے کتاب ہذا کے اوس حصہ مین جسمین تقسیم بعد حیات پدر کا بیان ہوا ہے ظاہر کیا گیا ہے کہ قرضون کی بھی اوسی طرح تقسیم ہونی چاہیئے جسطرح جایداد تقسیم کی گئی ہو۔

ف ۶ بوقت تقسیم اس امر کے صحیح طور پر دریافت کرنے کے لئے کہ قرضہ کسقدر ہے اور ہبہ جات محبت موعودہ کی کیا مقدار ہے مصنف مذکور (کاتیاین) یہ فرماتے ہین کہ ورثار کو اونکی جانچ ساتھہ قرابتدارون کے کرنی چاہیئے "اس قسم کے قرضجات کی جانچ بروقت تقسیم کے رشتہ دارون کے ساتھہ کیجانی چاہیئے"

ف ۷ مصنف مذکور پھر فرماتے ہین کہ جو جایدادین بلحاظ نوعیت کے مخفی رکہنے کے قابل ہون اونکو تلاش کرکے برآمد کرنا چاہئے "بہرگو جی نے اصلاح فرمایا ہے کہ جب ظروف خانگی و جانوران باربردار و شیردار و زیورات و خدام تلاش مین برآمد ہون تو ورثا مین تقسیم کیئے جایئن۔ اور یہ کہ اگر یہ شبہہ ہو کہ مال مخفی رکہا گیا ہے تو بذریعہ عمل تصدیق غیبی موسومہ (۱) کشا کے برآمد کرنا چاہئے۔

ف ۸ خدام۔ غلام اور ملازمان دیگر مقصبہ ہو۔ جب اس بات کا شبہہ ہو کہ مال مخفی رکہا گیا ہے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت مین بہرگو جی نے تصدیق غیبی (جسکو کشا کہتے ہین) کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ +

ف ۹ پہر مصنف مذکور کا یہ ارشاد ہے کہ جہان اخفاے جایداد کا شبہہ ہو طریق پریتے (ایک قسم کی تصدیق غیبی) کو اختیار کرنا چاہئے۔

ف ۱۰ لفظ پریتے یہان محدود معنی مین بغرض ظاہر کرنے اوسی قسم کی تصدیق غیبی کے (کوش) جسکا پہلے ذکر کیا گیا ہے استعمال کیا گیا ہے دیکھو فقرہ (۷)۔

ف ۱۱ برہسپتی بہی طریقہ امتحان موسومہ کشا پر ہی استدلال کرتے ہین "ظروف خانگی اور جانوران باربردار۔ اور شیردار اور زیورات اور خدام جبکہ تلاش سے برآمد ہون تقسیم کیئے جایئن اور اگر یہ شبہہ ہو کہ مال مخفی رکہا گیا ہے تو اوسکو بذریعہ عمل تصدیق غیبی موسومہ کشا کے برآمد کرنا چاہئے۔

ف ۱۲ لفظ کشا واقع قول مذکور جملہ اقسام کے تصدیق غیبی سے متعلق نہ سمجھنا چاہئے لیکن صرف اوس قسم کی تصدیق غیبی سے جو کشا کے نام سے موسوم ہے متعلق سمجھنا چاہئے۔

ف ۱۳ کاتیاین کی تصنیف متعلق تقسیم مین یہ تحریر ہے کہ "اگر جایداد خاندانی کی تقسیم مین بے اعتباری کا

(۱) یہ امر تصدیق غیبی اوس پانی کے پینے کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے جسمین متبرک مورت نہلائی گئی ہو۔ بموجب مقولہ یاگولک کے عمل تصدیق غیبی کے چار اقسام دیگر ہین یعنی اگنی دیویم و جل دیویم و بکھہ دیویم و کشا دیویم یعنی امتحان بذریعہ آتش و آب و زہر و آب مقدس کے۔

اشتباہ ہو تو بجاے موازنہ شہادت کثیر کے صرف تصدیق غیبی از قسم گشتا ہی کو اختیار کرنا چاہیے

ف۱۴ چونکہ اس مقام پر لفظ گشتا کے صاف طور پر محدود معنی ہین اسلیے یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ لفظ مذکور اس مصنف (کاتاین) کے اوس قول مین جسکا ذکر فقرہ (۷) مین کیا گیا ہے اوسی معنی مین مستعمل ہوا ہے پس یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ گشتا کے یہی معنی برہسپتی کے قول مندرجہ بالا یعنی فقرہ (۱۱) مین ہین۔

ف۱۵ اس طرح جایداد قابل تقسیم کی توضیح کی گئی فقط

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف۱ تین اقسام مندرجہ ذیل کی جایداد قابل تقسیم ہین :-

(۱) دادا کی جایداد - (۲) پدر کی جایداد (۳) جایداد جو خود ورثا نے بہ مدد جایداد پدر حاصل کی ہو-

ف۲ دادا وغیرہ کے قرضجات اور نیز ہبہ جات محبت ترکہ سے ادا کیے جائین اور باقی جایداد تقسیم کیجاوے -

ف۳ یہ صرف اوس صورت مین ہوگا کہ جایداد متروکہ کثیر ہو لیکن اگر جایداد متروکہ قلیل ہو تو قرضجات اور سرمایہ ہر دو تقسیم کیے جائین-

ف۴ اگر مال کے مخفی رکھے جانیکا شبہہ ہو تو مال بذریعہ عمل تصدیق غیبی موسومہ گشتا کے برآمد کیا جاوے - کوئی دوسرا طریقہ امتحان یعنی عمل تصدیق غیبی اختیار نہ کیا جاوے -

باب ہفتم

جایداد ناقابل تقسیم کے بیان مین

ف ۱ بیاس جی فرماتے ہین "جو جایداد کہ بذریعہ علم یا شجاعت کے حاصل کی گئی یا قرابت داران نے بوجہ محبت کے دی ہو بروقت تقسیم کے ملکیت اوس شخص کی ہوتی ہے (جسنے اوسکو حاصل کیا) اور دیگر ورثار کو اوسکی نسبت کوئی استحقاق نہین ہوتا ہے"۔

ف ۲ الفاظ "بذریعہ علم کے حاصل کی گئی ہو" سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ جو جایداد کہ عام طور پر بذریعہ علم کے حاصل کی گئی ہو ناقابل تقسیم ہوتی ہے الا جبکہ علم اوس خاص طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو جو کاتیاین کے اس قول مین مذکور ہوا ہے "جو دولت بذریعہ اوس علم کے حاصل ہوئی ہو جو شخص غیر سے غیر جگہ مین پرورش پاکر حاصل کیا گیا تھا محاصل علم کہلاتی ہے"۔

ف ۳ قول مذکورہ بالا مین الفاظ "شخص غیر اور غیر جگہہ سے" وہ اشخاص مراد ہین جو ترکہ کے خاندان مشترک نہون لفظ پرورش سے بالعموم وہ دولت مراد ہے جو معمولی قوت بسری کے لئے درکار ہو +

ف ۴ دولت ثمرہ تعلیم جو حسب مذکورہ صدر حاصل کی گئی ہو مختلف حالات مین کمائی جاتی ہے۔ دولت مستحصلہ بلحاظ طریقہ تحصیل کے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے یہ امر کہ ایسے جملہ محاصل ناقابل تقسیم ہین بیاس جی نے عام الفاظ مین اسطرح مختصراً فرمایا ہے "دولت جو بذریعہ علم کے کمائی گئی ہو" مگر کاتیاین نے اوسکی تصریح حسب ذیل کی ہے:۔

(۱) جو کچھ کہ بطور انعام کے بذریعہ ثابت کرنے فضیلت علم (الف) کے حاصل کیا گیا ہو محاصل علم سمجھا جاویگا اور شرکار اوسکو تقسیم مین شامل نہین کر سکتے ہین۔

(۲) جو کچھ چیلون (ب) سے ملے یا بطور گرو (ج) کے انصرام کار کرنے سے یا کسی سوال کا جواب (د) دینے سے یا کسی امر متنازعہ (ہ) کا تصفیہ کرنے سے یا اظہار لیاقت علمی (و) سے یا

مباحثات (ز) مین کامیاب ہونے سے بے نظیر قابلیت (ح) کے ساتھہ وید کی تلاوت کرنے سے حاصل ہو رشیون نے محاصل علم اور ناقابل تقسیم قرار دیا ہے -

(۳) جو کچھہ لیاقت سے دیگر اشخاص سے بازی (ط) مین جیتا جاے حسب مقولہ برہسپتی محاصل علم ہے اور قابل تقسیم نہین ہے +

(۴) جو کچھہ کہ بذریعہ اظہار لیاقت علمی (ی) کے حاصل کیا گیا ہو اور جو کچھہ چیلے (ک) سے یا جگ (ل) کرنے کے لئے ملا ہو حسب مقولہ بھر گو جی محاصل علم ہے -

(۵) یہی قاعدہ (م) صناعون (ن) سے بہی متعلق ہے اور نیز اوس روپیہ سے جو اجرت اس معینہ کے علاوہ حاصل کیا گیا ہو -

(۶) جو کچھہ کہ بوجہ فضیلت علمی کے حاصل کیا گیا ہو اور جو کچھہ کہ جگ مین (ع) حاصل کیا گیا یا چیلے سے ملا ہو رشیون نے محاصل علم قرار دیا ہے -

(۷) جو کچھہ کہ بطور دیگر حاصل (ف) کیا گیا ہو جایداد مشترک ہے"

ف ۵ "بذریعہ (الف) ثابت کرنے فضیلت علمی کے یعنی بذریعہ ثابت کرنے غیر معمولی لیاقت مباحثہ تقریری وغیرہ کے" چیلون (ب) سے" یعنی اونکو وید کی تعلیم دینے کے ذریعہ سے بطور (ج) گرو کے انصرام کار کرنے سے" یعنی جگ وغیرہ مین انصرام کار کرنے سے" کسی (د) سوال کا جواب دینے سے" کسی سوال متعلق ایسے طریقہ رسوم کا جواب دینے کے ذریعہ سے جسکا انجام دینا کسی جرم سنگین وغیرہ کے کفارہ کے لئے لازم ہو" کسی (ہ) امر متنازعہ کا تصفیہ کرنے سے" یعنی بذریعہ تصفیہ کسی امر تنقیح طلب کے بعد سماعت بیانات مدعی اور جواب فریق مخالف کے - (و) "اظہار لیاقت علمی سے" یعنی اپنی لیاقت علمی لوگون پر بخوبی ظاہر کرنے کے ذریعہ سے افتخار اعزاز حاصل کرنا وغیرہ" مباحثات (ز) مین کامیاب ہونے سے" یعنی نمایشی اور حجتی مکابرہ مین دوسرے پر ترجیح حاصل کرنے سے بے نظیر قابلیت کے ساتھہ وید کی تلاوت کرنے سے (ح) اوقات معینہ کے اندر وید یا وید کے ابواب کی تلاوت ختم کرنے سے" (ط) جو کچھہ لیاقت سے دیگر اشخاص سے شرط بازی مین جیتا جائے"

یعنی کہیل مین دوسرے سے بذریعہ عمل ساحری (منتر) مثل (داکشا ہر یدیا) وغیرہ کے بازی مین جتیا جاے- (ی) "جو کچہہ کہ بذریعہ اظہار لیاقت علمی حاصل کیا گیا" یعنی بذریعہ اظہار اعلی تعلیم کے حاصل کیا گیا جو کچہہ کہ چیلے (ک) سے ملا ہو" - یعنی جو کچہہ گرو کو تعظیما دیا جاے- "جگ (ل) کرنے کے لئے یعنی کارہاے جگ کی نگہبانی کرنے کے لئے- (م) "صناع" یعنی جو اشخاص بپیشہ صنعت سے پرورش پاتے ہین- (ن) "یہی قاعدہ" یعنی قاعدہ نسبت ناقابل تقسیم ہونے محاصل علم کے (س) اجرت معینہ کے علاوہ حاصل کیا گیا ہو" یعنی وید وغیرہ سکہلانے کی تنخواہ معینہ سے زیادہ حاصل کیا گیا ہو" جو کچہہ کہ بذریعہ فضیلت علمی کے حاصل کیا گیا ہو" یعنی بذریعہ حاصل کرنے ایسے انعام کے جو اعلی درجہ کے علمار کے لئے مخصوص ہے حاصل کیا گیا ہو- (ع) "جو کچہہ کہ جگ مین حاصل کیا گیا یا جو کچہہ کہ چیلے سے ملا ہو" یعنی جو کچہہ کہ بطور انعام کے جگ مین حاصل کیا گیا یا چیلے سے ملا ہو- یہ کل مال صرف محاصل علم تصور کیا جایگا-- (ف) "جو کچہہ کہ بطور دیگر حاصل کیا گیا ہو" یعنی جو کچہہ کہ بلا ذریعہ علم کے یا جو کچہہ کہ بصرف جایداد موروثی مشترکہ حاصل کیا گیا ہو ورثاے مشترک کی جایداد مشترکہ کہلاتی ہے اور بدین حیثیت قابل تقسیم ہے- مقولہ مذکورہ بالا کے دیگر اجزا اسقدر صاف ہین کہ تشریح کی ضرورت نہین ہے-

ف ۶ نارو جی نے بہی جایداد قابل تقسیم کی جو بذریعہ علم کے حاصل کی گئی ہو حسب ذیل تعریف کی ہے" اگر کسی برادر نے قطع نظر اس امر کے کہ وہ کسقدر بے علم ہے ایسے بہائی کے خاندان کی پرورش کی ہو جو علم حاصل کرتا ہو تو وہ اس جایداد مین حصہ دار ہوگا جسکو وہ بہائی علم کے ذریعہ سے حاصل کرے- اس قول سے یہ دکہلانا مقصود ہے کہ دولت جو بذریعہ ایسے علم کے کمائی گئی ہو جو بصرف سرمایہ مشترک کے حاصل کیا گیا تہا قابل تقسیم ہے-

ف اسی طرح دولت جو بذریعہ کسی ایسے ہنر یا علم کے کمائی گئی ہو جو پدر مشترک وغیرہ نے سکہایا تہا قابل تقسیم ہے- کاتیاین نے فرمایا ہے- "برہسپتی جی کا یہ ارشاد ہے کہ وہ جایداد قابل تقسیم ہے جو ایسے برادران ذی علم نے کمائی ہو جنکو خاندان مین اونکے باپ یا دادا یا چچا نے تعلیم دی تہی

اور جو جایداد کہ شجاعت سے کمائی جاے وہ بہی ایسی ہی ہے"۔

ف ۸ اس قول کے یہ معنی ہین کہ حسب مقولہ برہسپتی جی اون اشخاص کی جایداد قابل تقسیم ہے جنہون نے خاندان غیر منقسمہ مین اپنے چچا وغیرہ سے یا باپ سے تعلیم پائی ہو بشرطیکہ جایداد مذکور بذریعہ اوس شجاعت یا علم کے حاصل کی گئی ہو جو اسطرح حاصل کیا گیا تہا۔

ف ۹ لیکن ایسے محاصل علم مین جو قابل تقسیم ہے حاصل کنندہ کو زیادہ حصہ کا استحقاق ہوتا ہے۔ کیونکہ وسشٹ جی کا یہ قول ہے "کہ اون مین سے وہ شخص جسنے مال حاصل کیا ہو دو چند حصہ لے سکتا ہے"۔

ف ۱۰ لیکن گوتم جی نے بعض صورتون مین یہ اجازت دی ہے کہ ورثا کو محاصل مین حصص حسب مرضی حاصل کنندہ کے دئے جائین گو محاصل علم ایسے ہون جو فی نفسہ ناقابل تقسیم ہین۔ "ذیعلم آدمی اپنی جایداد مکسوبہ ذاتی کا ایک حصہ تعلیم یافتہ (شرکار کو) اپنی مرضی سے دیگا"۔

ف ۱۱ ناروجی کہتے ہین کہ اگر حاصل کنندہ کی مرضی نہو تو اس حصہ کے دینے کی ضرورت نہین ہے "اگر ذیعلم آدمی اپنی جایداد مکسوبہ ذاتی مین حصہ اپنے ذیعلم شرکار کو دینا نہین چاہتا ہے تو دینے کی ضرورت نہین ہے بجز اسکے کہ جایداد مذکور بمدد جایداد موروثی کمائی گئی ہو کہ اوس صورت مین جایداد مذکور اونکے درمیان قابل تقسیم ہے"۔

ف ۱۲ جو کچہہ قول مذکورہ بالا کے حصہ آخر مین بیان کیا گیا ہے اوس سے یہ ظاہر ہوگا کہ قول مذکور کے حصہ اول مین جس جایداد کا ذکر کیا گیا ہے وہ جایداد ناقابل تقسیم ہے جو بذریعہ علم کے حاصل کی گئی (یعنی محاصل ایسے علم کا جو بلا استعمال جایداد پدری کے حاصل کیا گیا تہا) ۔

ف ۱۳ کسی بے علم شریک کو حصہ نہین دیا جا سکتا ہے۔ گو کوئی شخص اوسکو دینا بہی چاہتا ہو۔ اسطرح کاتیاین کا یہ قول ہے "کہ جو دولت کسی ذیعلم شخص نے حاصل کی ہو اوسکے بے علم بہائیون مین کبہی تقسیم نہین ہونی چاہئے لیکن وہ اوسکو ایسے بہائیون مین تقسیم کر سکتا ہے جو علم مین اوسکے مساوی یا اوس سے اعلیٰ ہون"۔

ف ۱۴ اس امر کے کہنے سے "کہ اوسکے بے علم بہائیون مین کبہی تقسیم نہین ہونی چاہئے"۔

یہ بتایا گیا ہے کہ باوصف کسی شخص کے رضامند ہونے کے بھی اون میں تقسیم نہیں کرنی چاہئے

ف ۱۵ مصنف مذکور یعنی کاتیاین نے اوس دولت کی تعریف جو شجاعت سے حاصل کی گئی ہو حسب ذیل کی ہے "جب کوئی سپاہی خطرہ کو حقارت سے دیکھکر جوانمردی کا کام کرے اور اوسکا مالک اوس کام سے خوش ہوکر اوسکے ساتھہ سلوک کرے ایسی حالت مین جو کچھہ دولت اوس مالک سے ملے وہ شجاعت کی کمائی کہلاتی ہے"

ف ۱۶ مصنف مذکور نے ایک اور قسم کی جایداد ناقابل تقسیم حسب ذیل تبلائی ہے "جو کچھہ کہ بطور نشان نصرت کے ملے قابل تقسیم نہین ہے"

ف ۱۷ وہ اس امر کی بھی تشریح کرتے ہین کہ کس چیز کی نسبت یہ کہا جاویگا کہ وہ بطور نشان نصرت کے ملی "جو کچھہ کہ کوئی سپاہی جنگ مین اپنی جان اپنے مالک کے لئے خطرہ مین ڈالکر دشمن کی فوج کو شکست دیکر قبضہ مین لائے ایسا مال غنیمت ہے جو بطور نشان نصرت کے لیا گیا"

ف ۱۸ دیاس جی نے محاصل قسم مذکورہ بالا کو محاصل شجاعت مین شامل کیا ہے لیکن چونکہ محاصل مذکور از قسم ممتاز ہے کاتیاین نے اوسکا ذکر جدا گانہ بطور ایسے مال کے جو بطور نشان نصرت کے لیا گیا کیا ہے۔

ف ۱۹ اس صورت مین بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ محاصل مذکور اوس صورت مین ناقابل تقسیم ہونگے کہ وہ بھی مثل محاصل علم کے بلاصرف جایداد غیر منقسمہ پدر وغیرہ کے حاصل کئے گئے ہون پس دیاس جی فرماتے ہین کہ جو کچھہ کہ بصرف ایسی جایداد کے حاصل کیا گیا ہو بحصص غیر مساوی قابل تقسیم ہے "جبکہ ایک بھائی نے بذریعہ کار شجاعت وغیرہ کے باستعمال مال مشترکہ (مثلاً اسلحہ یا سواری) جایداد حاصل کی ہو تو اوس مین دیگر برادران بھی حصہ کے مستحق ہین - اوسکو دو حصہ دینا چاہئے - اور باقیون کو حصص مساوی عطا کئے جاوین"

ف ۲۰ مال مشترکہ یعنی جو ورثاے مشترک کی ملکیت مشترک ہو - لفظ برادران جو اس قول مین مستعمل ہوا ہے بالعموم جملہ شرکاے مشترک سے متعلق ہے اوسکو کا لفظ اوس شخص سے متعلق ہے

جسنے جایداد باستعمال مال مشترکہ کے حاصل کی ہو۔ الفاظ کا "شجاعت وغیرہ" کے استعمال کرنے سے یہ مراد ہے کہ بعض دوسری صورتون مین بھی (مثلاً بصورت اوس مال کے جو ناکتخدا لڑکی کے ساتھہ ملا ہو یا اوس مال کے جو بوجہ ازدواج کے ملا ہو) مال قابل تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ ازدواج بصرف سرمایہ مشترک کے کیا گیا ہو۔

ف ۴۱ کاتیاین نے اوس مال کی جو ناکتخدا لڑکی کے ساتھہ آوے اور جو بوجہ ازدواج کے ملے تعریف حسب ذیل کی ہے "جو کچھہ کہ بوقت کنیادان (قبل ازدواج) ملا ہو اسکو وہ دولت تصور کرنا چاہیئے جو ناکتخدا لڑکی کے ساتھہ آئی - یہ دولت پاکیزہ سمجھی جاتی ہے اور باعث ترقی بہبودی کی ہے۔ لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھہ کہ دلہن کے ساتھہ ملے بوجہ ازدواج کے ملا اس قسم کی کل دولت مثل سنجیدہ رسم کے سمجھی گئی ہے۔

ف ۴۲ استری دہن کے بارہ مین مصنف مذکور کا یہ بیان ہے کہ جملہ اقسام کے استری دہن ناقابل تقسیم ہین "جو کچھہ بوقت ازدواج دولہ کو دیا جاوے بالکل دلہن کا مال ہوتا ہے اور رشتہ مند اوس مین سے حصہ لینے کے مستحق نہین ہین - محاصل شجاعت اور علم اور وہ مال جو استری دہن سمجھا جاتا ہے بروقت تقسیم درمیان شرکا کے قابل تقسیم نہین ہے۔"

ف ۴۳ برسپت جی نے بھی جو کچھہ کہ ناقابل تقسیم ہے اوسکی تعریف اسطرح کی ہے۔ "جو کچھہ دادا باپ اور نیز مان سے ملے۔ اور محاصل شجاعت اور جو دولت کہ دلہن کے ساتھہ ملے یہ اوسی کے ہوتے ہین اور قابل لئے جانے کے یعنی دیگر شرکا کے طلب کرنے کے قابل نہین ہوتے ہین۔"

ف ۴۴ دربارہ اوس مال کے جو ماں سے ملا ہو۔ ناردجی کا یہ قول ہے کہ "وہی قاعدہ اوس شخص سے متعلق ہے جسکو کوئی شے ماں نے براہ محبت دی ہو کیونکہ جیسا کہ باپ کو اختیار ہے اوسی طرح ماں کو بھی اختیار ہے" جس مال کے دیئے جانے کا ذکر اس فقرہ مین ہے وہ منجملہ ماں کے خاص مال کے دیا جانا ضروری ہے "وہی قاعدہ" سے مراد وہ قاعدہ ہے جو

دربارہ بخشش منجانب پدر بیان کیا گیا ہے۔

ف۲۵ جو کچھ کسی دوست سے بطور ہدیہ کے ملا ہو وہ بھی ناقابل تقسیم ہے چنانچہ یاگولک فرماتے ہین کہ علاوہ اسکے جو کچھ کہ کسی شریک نے خود بلا صرفہ جایداد پدر حاصل کیا ہو مثلاً جو کچھ اوسکو کسی دوست سے ہدیتاً ملا ہو یا بوقت ازدواج کے ملا ہو اوسکی نسبت شرکار کو کوئی حق نہین ہے۔"

ف۲۶ اسمین منوجی نے ایک بخشش (مدہوپرک) اضافہ کی ہے جو اعزازاً دیجاتی ہے "جو کچھ کہ کسی دوست سے یا بیاہ کی وجہ سے ملا ہو یا جو کچھ بطور نشان اعزاز (مدہوپرک) کے دیا گیا ہو وہی تاثیر رکھتا ہے"۔

ف۲۷ اصول متذکرۂ قول یاگولک یعنی علاوہ اسکے جو کچھ کہ کسی شریک نے خود بلا صرفہ جایداد پدری کے حاصل کیا ہو" (فقرہ ۲۵) کی توضیح منوجی کے قول مین اسطرح کی گئی ہے "جو کچھ کہ بلا جایداد پدری کو نقصان پہونچانے کی محنت سے حاصل کیا گیا ہو"

ف۲۸ ہر دو فقرات مندرجہ صدر مین لفظ "پدری" سے مراد بالعموم ورثائے مشترک سے ہے الفاظ "محنت سے" کے معنی ایسے افعال ہین جن مین محنت کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً زراعت اور الفاظ "بلا نقصان پہونچانے" سے مراد بلا کام کرنے سے ہے۔

ف۲۹ بیاس جی کا بھی یہ قول ہے کہ "جو کچھ کہ کوئی شخص اپنی ذاتی محنت سے بلا مدد جایداد پدری کے پیدا کرے اوسکو شرکائے مشترک کو دینا لازم نہین ہے"۔

ف۳۰ الفاظ "بلا مدد" سے کمائی کی غرض سے مدد حاصل نہ کرنا مراد ہے اور لفظ "پدری" کسی وارث مشترک کے واسطے عام طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

ف۳۱ اس بارہ مین پرجاپتی کا یہ قول ہے کہ "دولت جو علم یا شجاعت یا محنت سے کمائی گئی ہو اور جو کچھ ہدیتاً بطور نشان اعزاز (مدہوپرک) دیا گیا ہو اور ہدیہ جو دوست سے ملا ہو اور جو کچھ بوقت بیاہ کے ایک بھائی کو ملا ہو ان سب کو دیگر برادران تقسیم نہین کرا سکتے ہین

محنت سے یعنی زراعت وغیرہ سے -

ف ۳۲ اسی طرح جب کوئی شخص اوس خاندانی جایداد موروثی کو جو اشخاص دیگر کے قبضہ غاصبانہ مین گئی ہوا اپنی ذاتی کوشش سے پھر قبضہ مین لاوے تو وہ اوسکو اپنے شرکا کو دینے پر مجبور نہ کیا جاوے گا - کیونکہ یاگولک جی نے یہ فرمایا ہے " وہ شخص جو غاصب کے قبضہ سے جایداد موروثی حاصل کرے جایداد مذکور کے شرکا کو دینے پر مجبور نہ کیا جاویگا " جایداد یعنی جایداد جو زمین ہو -

ف ۳۳ نسبت اراضی کے شنکھہ کا یہ قول ہے کہ " جو زمین از روے قاعدہ جانشینی کے وراثتاً پہونچی ہو لیکن جو سابق مین قبضہ سے نکل گئی ہو اور اوسکو ایک وارث نے پھر حاصل کیا ہو دیگر ورثا حاصل کرنے والے کو پہلے ایک ربع حصہ دیکر اپنے اپنے حصص کے مطابق تقسیم کر سکتے ہین -

ف ۳۴ مطلب اس قول کا یہ ہے کہ جو کوئی شخص منجملہ پسران و نبیرگان کے ایسی زمین کو جو از روے قاعدہ جانشینی کے وراثتاً پہونچی ہو - اور جو پہلے قبضہ سے نکلگئی ہو یعنی اوسپر دوسرے نے قبضہ غاصبانہ کیا ہو - اپنی ذاتی کوشش سے پھر حاصل کرے تو اوسکو اوس جایداد کا ایک ربع دیا جانا چاہیے اور بقیہ جایداد دیگر برادران کو بہ شمول مکرر حاصل کرنے والے کے تقسیم کر لینا چاہیے -

ف ۳۵ لیکن بعض اشخاص کا یہ خیال ہے کہ شنکھہ کا یہ قول زمین اور دوسری ہر قسم کی جایداد سے متعلق ہے جسکو ایک شخص نے بلا اس قسم کی اجازت دیگر شرکا کے مکرر حاصل کیا ہو " جو کچھہ کہ تم مکرر حاصل کرو وہ تم ہی لے لو " اور یاگولک کا قول زمین اور دیگر ہر قسم کی جایداد سے متعلق ہے جو ایسے اجازت سے مکرر حاصل کی گئی ہو -

ف ۳۶ منجملہ ان آرا کے جو راے معقول ہو اختیار کیجا سکتی ہے -

ف ۳۷ ایسی زمین یا دیگر جایداد کے واپس حاصل کرنے کے بارہ مین جو دوسرے کے غاصبانہ قبضہ مین گئی ہو - دیاس جی حسب ذیل فرماتے ہین " جب کسی شریک نے زمین یا جایداد مذکور کا

پہر حاصل کرنا اپنے ذمہ لیا ہو تو (عام اس سے کہ تقسیم ہوئی ہو یا نہین) اگر وہ جایداد مشترکہ کو پہر حاصل کرے وہ ایک حصہ زاید کا مستحق ہوگا۔

ف ۳۸ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ شریک جسنے جایداد قابل تقسیم کو جسپر دیگر اشخاص نے قبضہ کیا ہو۔ پہر حاصل کیا ہو ایسی جایداد کا دوچند حصہ پانے کا مستحق ہے۔

ف ۳۹ منوجی نے دیگر اشیاے ناقابل تقسیم کی صراحت حسب ذیل کی ہے :۔ "کپڑے اور دستاویزات (پترم) اور زیورات اور پکی ہوئی غذا اور پانی اور عورات اور جگ اور دہرم کے کام (یوگ شیم) اور چراگاہ (پرچارم) ناقابل تقسیم قرار دئے گئے ہین"۔

ف ۴۰ کپڑے یعنی اشخاص مشترک کے پارچاے پوشیدنی۔ کیونکہ کاتیاین نے یہ قرار دیا ہے کہ "کپڑے سے مراد وہ کپڑے ہین جو جسم پر پہنے جاتے ہین" "دستاویزات (پترم) یعنی قرضے جو بذریعہ دستاویزات تحریری کے دئے گئے ہون" کیونکہ مصنف مذکور نے یہ عبارت استعمال کی ہے کہ "جایداد جو تحریری دستاویز (پترم) پر مبنی ہے"۔ "عورات یعنی کنیزین۔ پانی سے مراد اوس تالاب یا کنوین کے پانی سے ہے جو مکان مین واقع ہو۔ یوگ شیم۔ یہ لفظ مرکب ہے جو یوگ اور شیم سے بنایا گیا ہے۔ لوگاکشی نے حسب ذیل اوسکی صراحت کی ہے "علمانے فعل محافظت کا نام شیم رکہا ہے اور جگ کے کام کا نام یوگ رکہا ہے۔ یہ ناقابل تقسیم قرار دی گئی ہے۔ لفظ یوگ شیم اوس کمائی کو کہہ سکتے ہین جسکو ورثا راجہ سے رسم یوگ شیم کے ادا کرنے کی بابت حاصل کرتے ہین۔ پرا چار وہ زمین ہے جو جانورون کے چراگاہ کے لئے معین ہو۔ چنانچہ کاتیاین نے صراحتاً یہ بیان کیا ہے کہ چراگاہ گاؤ یا لفظ "پراچار" ایسے "انگنم وغیرہ" کے ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوا ہے جو آمد ورفت کے کام مین لایا جاتا ہو۔ "الفاظ ناقابل تقسیم قرار دئے گئے ہین" مین ان الفاظ کو اضافہ کرنا چاہئے "چند بے پرواہ شارحین اسمرتی نے قرار دئے ہین"۔

ف ۴۱ بس برہسپت جی فرماتے ہین کہ جن لوگون نے یہ کہا ہے کہ کپڑے وغیرہ ناقابل تقسیم ہوتے

ہین اون لوگون سنے یہ خیال نہین کیا ہے کہ کپڑے اور زیورات دولتمند لوگون مین دولت مجتمعہ ہوتی ہے۔ اسلئے یہ کسی معقول طریقہ سے تقسیم کئے جائین ورنہ وہ بیکار ہوجاوینگے ''۔

ف ۴۲ اگر (مثلاً) ایک ہی کپڑا ہو اور اوسکو تقسیم کی غرض سے مختلف ٹکڑون مین چاک کرین تو وہ کپڑا ضایع ہوجائیگا۔ بصورت کفالت المال اس قسم کی تقسیم کا طریقہ باعث اوسکے ضایع ہونے کا ہوگا اگر پکی ہوئی غذا کی مقدار کثیر تقسیم کرنا ہو تو اوس حصہ کا جزو کثیر ضایع ہوگا جو ایسے شخص کے حصہ مین آوے گا جسکو صرف تھوڑی مقدار کہانے کی ضرورت ہے چاہ وغیرہ کی تقسیم ناممکنات سے ہے پس یہ معلوم ہوگا کہ یہ چیزین ناقابل تقسیم ہین۔ تاہم اونکی تقسیم کے لئے ایسا معقول طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو ان اشیار کو بربادی سے محفوظ رکھے اگر بغیر ایسا طریقہ اختیار کرنے کے وہ ایسے ہی مشترک رہنے دیجائین تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص ازراہ بغض تمتع کے حصول مین دیگر اشخاص کا تعرض کرے تو اشیاے مذکور بیکار رہینگی کیونکہ کوئی شخص اونسے متمتع نہو سکے گا۔

ف ۴۳ پس مصنف مذکور دربہسپت جی معقول طریقہ ایسی اشیا کی تقسیم کا فقرہ ذیل مین بیان فرماتے ہین '' تقسیم مساوی کپڑے اور زیورات کے فروخت کرنے کے ذریعہ سے اور قرضہ دستاویزی وصول ہونے کے بعد اور پکائی ہوئی غذا کے عوض مین غیر پکایا ہوا اناج دینے کے ذریعہ سے کیجا سکتی ہے۔ ایک ہی تالاب یا چاہ سے نکالا ہوا پانی حصص مناسب مین لینا چاہئے۔ ہر شریک ایک ہی کنیز سے بلحاظ اپنے مختلف حصص کے اپنے اپنے مکانات مین باری سے کام لے سکتا ہے۔ اگر ملازمان متعدد ہون تو نوکر، نوکرانی مساوی حصص مین تقسیم کئے جائین غلامون سے بھی یہی قاعدہ متعلق ہے۔ فوایدیوگ شیم مساوی طور پر تقسیم کئے جائین اور نوکر کو چراگاہ مویشیان بھی ہمیشہ مطابق اپنے حصص کے استعمال کرنی چاہئے ''۔

'' قرضہ دستاویزی وصول ہونے کے بعد یعنی مدیون سے قرضہ وصول ہونے پر حصص مناسب مین یعنی بلحاظ حصص ہر ایک شخص کے تقسیم کیا جائیگا۔

ف ۴۴ اوسانس جی یہ فرماتے ہین "محاصل جگ اور زمین اور تحریری دستاویزات اور پکی ہوئی غذا اور پانی اور عورات قرابت دارون مین ہزار پشت تک بہی ناقابل تقسیم ہین" لیکن یہ قول نظر انداز کیا جانا چاہیے - اور محاصل جگ اور زمین مندرجہ بالا معقول طریقہ مندرجہ بالا سے تقسیم کر لینی چاہیئے -

ف ۴۵ نتیجہ یہ ہے کہ جو مال جگ مین کمایا گیا ہو قابل تقسیم ہے اور اسی طرح زمین قابل تقسیم ہے مگر اوسکی تقسیم جملہ شرکار کی رضامندی سے ہونی چاہیئے - کیونکہ پرجاپتی جی نے یہ قرار دیا ہے "کہ جبکہ جایداد غیر منقولہ کے متعلق کوئی فعل بغیر رضامندی شرکار کے کیا گیا ہو اور ایک شخص بہی منجملہ شرکار کے اوسکی نسبت رضامند نہو تو یہ سمجھنا چاہیئے - کہ وہ کام نہین کیا گیا"

ف ۴۶ پہر مصنف مذکور فرماتے ہین "مکان اور اراضیات اور محاصل جگ اور نیز اوس شئے کی جو باپ یا مان نے محبت سے دی ہو تقسیم نہ کیجانی چاہیئے"

ف ۴۷ لیکن قول مذکورہ بالا مین تقسیم کے خلاف جو امتناع کی گئی ہے وہ ناقابل پذیرائی ہے اور مکانات وغیرہ حسب طریقہ متذکرہ بالا مساوی طور پر تقسیم ہوتے چاہیئن - اسی طرح کاتیاین نے بذریعہ اس قول کے "ظاہری مکان - اور زمین اور چارپایے جانور تقسیم کئے جائین" صاف طور پر تقسیم مکان وغیرہ کی اجازت دی ہے -

ف ۴۸ اسی طرح امتناع نسبت تقسیم کئے جانے اوس شئے کے بہی جو پدر نے بوجہ محبت کے دی ہو درصورت جایداد غیر منقولہ کے ناقابل پذیرائی ہے - کیونکہ ورد یاگولک نے یہ قرار دیا ہے "باپ کے محبتاً دینے سے کپڑے اور زیورات حاصل ہوسکتے ہین لیکن جایداد غیر منقولہ باپ کی عنایت سے بہی نہین حاصل ہوسکتی ہے"

ف ۴۹ پہر مصنف مذکور نے یہ فرمایا ہے کہ "موروثون سے پہونچی ہوئی میراث کے تقسیم کرنے کا بہی کوئی شخص مجاز نہین ہے - اوس سے صرف متمتع ہونا چاہیئے وہ ہبہ یا فروخت نہین کیجا سکتی ہے" - الفاظ "موروثون سے پہونچی ہوئی میراث" سے مراد خاندان کی موروثی زمین وغیرہ سے ہے

کوئی شخص مجاز نہین ہے" یعنی باپ وغیرہ بہی مجاز نہین ہین - لفظ دایی (یعنی بہی) کے مقولہ سنسکرت مین "الفاظ تقسیم کرنے کے" ساتہہ اضافہ کئے جانے سے یہ دکہلایا گیا ہے کہ بیع وغیرہ کرنے کا بہی اختیار حاصل نہیں ہے -

ف ۵ اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ بجز ورثائے مشترک کی رضامندی کے جایداد غیر منقولہ موروثی کو تقسیم یا بیع یا ہبہ نہین کرنا چاہیے -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ محاصل علم ناقابل تقسیم ہین بشرطیکہ علم مذکور شخص غیر سے اوسوقت حاصل کیا گیا ہو جبکہ وجہ معاش ایسے اشخاص سے ملتی تہی جو شرکائے خاندان مشترکہ تہے -

ف ۲ اگر کسی شریک نے (جو چاہے جسقدر بے علم ہو) اپنے بہائی کے اہل و عیال کی پرورش کی ہو جو تحصیل علم مین مصروف تہا تو وہ بہائی اپنے تعلیم یافتہ بہائی کی اوس دولت مین شریک ہوگا جو علم مذکور سے حاصل کی گئی ہو -

ف ۳ علیٰ ہذا القیاس محاصل علم اوس صورت مین قابل تقسیم ہونگے - کہ حاصل کرنے والے کو تعلیم اوسکے غیر منقسم خاندان مین اوسکے باپ یا چچا وغیرہ نے دی ہو -

ف ۴ درصورت محاصل علم قابل تقسیم متذکرہ دو فقرات ما - جہ صدر کے اونکا حاصل کرنے والا تقسیم مین مستحق دو سہام کا ہوگا -

ف ۵ بصورت محاصل علم ناقابل تقسیم متذکرہ فقرہ اول خلاصہ ہذا حاصل کرنے والا اگر اوسکی خوشی ہو ایک حصہ اپنے تعلیم یافتہ وارث مشترک کو دے سکتا ہے لیکن اوسکو یہ اختیار نہین ہے کہ بےعلم بہائی کو دگو اوسکی مرضی بہی ہو) کوئی حصہ دے -

ف ۶ محاصل شجاعت جو باستعانت سرمایہ مشترک حاصل کئے گئے ہون قابل تقسیم ہین مگر جو بلا استعانت سرمایہ مشترک حاصل کئے گئے ہون قابل تقسیم نہین ہین -

ف محاصل شجاعت مین جو حسب متذکرہ صدر قابل تقسیم ہین حاصل کنندہ دو سہام کا مستحق ہوتا ہے۔

ف دولت جو دولہن کے ساتھ ملے اور دولت جو بیاہ مین ملے قابل تقسیم ہے بشرطیکہ بیاہ بصرف سرمایہ مشترک کیا گیا ہو۔

ف ۹ جملہ اقسام کے استری دہن ناقابل تقسیم ہین۔

ف ۱۰ بخشش جو باپ اور دادا سے ملے ناقابل تقسیم ہے لیکن اگر موروثی جایداد غیر منقولہ خاندانی ہبہ کی گئی ہو تو وہ باوجود ہبہ کیے جانیکے قابل تقسیم ہوگی۔

ف ۱۱ جو کچھ مان نے اپنی ذاتی جایداد سے دیا ہو ناقابل تقسیم ہے۔

ف ۱۲ دوست سے جو کچھ ملے وہ بھی ناقابل تقسیم ہے بشرطیکہ وہ بلاضرر سرمایہ مشترک کے حاصل کیا گیا ہو۔

ف ۱۳ مدھوپرک بھی یعنی جو شے بطور نشان اعزاز نذر کیجائے تقسیم سے مستثنیٰ ہے۔

ف ۱۴ محاصل محنت مین دوسرے شریک حصہ دار نہ ہوسکین گے۔ بشرطیکہ بلا استعانت سرمایہ مشترکہ کے حاصل ہوے ہون۔

ف ۱۵ قانون متعلق ایسی جایداد موروثی کے جو خاندان مشترکہ کی مملوکہ تھی اور دوسرونکے غاصبانہ قبضہ مین پہونچی اور جسکو ایک شخص نے اپنی ذاتی سعی سے دوبارہ حاصل کیا ہو متناقض ہے بعضون کی راے مین حاصل کرنے والا مجروحی دوسرون کے کل کا مستحق ہوتا ہے بشرطیکہ جایداد از قسم زمین کے نہو مگر بصورت اراضی کے اوسکو سواے اوسکے معمولی حصہ کے ایک ربع اور ملیگا لیکن بعض دیگر اشخاص کی راے مین جایداد متحصلہ صرف حاصل کرنے والے کی بلاشرکت غیرے ہوتی ہے عام اس سے کہ وہ از قسم زمین ہے یا نہین بشرطیکہ باجازت دیگر شرکاء کے حاصل کیگئی ہو۔ لیکن اگر بلا اجازت دیگر شرکاء کے حاصل کی گئی ہو تو حاصل کرنے والا علاوہ اپنے معمولی حصہ کے ایک ربع کا مستحق ہوگا۔ لیکن تیسری قسم کے منصفان کی یہ راے ہے کہ حاصل کنندہ کو

اوس زمین مین جو حاصل کی گئی ہو دو چند حصہ ملنا چاہیے۔

ف ۱۶۔ پارچہ اور زیورات اور آلات اور غذا اور پانی اور عورات اور چراگاہ اور راہ مشترک وغیرہ کی تقسیم اسطرح کیجانی چاہیے۔ کہ نہ تو وہ چیزین خراب ہون نہ بیکار پڑی رہین۔

ف ۱۷ جایداد غیر منقولہ موروثی کی تقسیم یا بیع یا ہبہ۔ بغیر رضامندی ورثاے مشترک کے نہین کیجانی چاہیے۔

باب ہشتم

پسر و نبیرہ وغیرہ کے سہام کے بیان مین

ف ۱ یاگولک کا یہ قول ہے کہ "اون اشخاص کو جنکے باپ وفات پا چکے ہون سہام بلحاظ اونکے پدران کے عطا کیے جانے چاہئیین"

ف ۲ "اون اشخاص کو جنکے باپ وفات پا چکے ہون" یعنی جن بہائیون کے باپ بحالت مشترکا رہنے کے وفات پا چکے ہون۔

"سہام بلحاظ اون کے پدران کے عطا کیے جانے چاہئیین" یعنی باپ اور دادا اور پردادا کے ترکہ کے حصص بہ لحاظ اون کے (۱) پدران کے اور نہ بلحاظ خود اونکے ہونے چاہئیین۔

ف ۳ اگر یہ سوال کیا جاے کہ پدران کے لحاظ سے تقسیم کیے جانے کی صورت مین کیا فرق ہوتا ہے تو اوسکی نسبت برہسپتی جی فرماتے ہین "یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر تعداد پسران کی مساوی نہو تو وے اپنے اپنے باپ کے حصص پانے کے مستحق ہین"

ف ۴ اسکے معنی یہ ہین۔ کہ اگر پدران متوفی کے پسران کی تعداد مساوی نہو یعنی کم و بیش ہو تو ہر ایک پدر کے پسران کو اپنے اپنے باپ ہی کا حصہ ملنا چاہیے۔ مثلاً اگر کسی پدر کے ایک ہی بیٹا ہو

(۱) اونکے۔ یعنی پسران اور نبیرگان اور پسر نبیرگان کے (یعنی جیسی کہ صورت ہو)۔

اور دوسرے پدر کے دو پسران اور تیسرے پدر کے متعدد پسران ہوں تو اکلوتا بیٹا اپنے باپ کے استحقاق کے لحاظ سے ایک حصہ پاویگا اور دو پسران ایک حصہ اپنے پدر کا پاوینگے اور اسیطرح پر متعدد پسران ایک حصہ اپنے پدر کا پاوینگے۔ +

ف ۵ اگرچہ حصص کے اسطرح بذریعہ پدران قرار پانے سے مختلف پدران کے پسران کے حصص غیر مساوی ہوجاسکتے ہین مگر یہی طریقہ تقسیم اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ صریحاً یہی حکم دیاگیا ہے۔

ف ۶ اگر کوئی شخص منجملہ ایسے برادران مشترک کے جنکے پسران ہون فوت ہوا اور شخص مذکور کے پسر نے اپنے دادا سے حصہ نہ پایا ہو تو بصورت وفات دادا کے کاتیاین کا یہ قول ہے "اگر ایک بہائی (الونج) قبل تقسیم وفات پاے تو اوسکا حصہ اوسکے بیٹے کو دیاجانا چاہیے۔ بشرطیکہ اوسنے دادا سے کوئی دولت نہ پائی ہو۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا یا چچا کے بیٹے سے پاویگا"۔ دولت یعنی وہ دولت جسکا نام میراث ہے۔ + لفظ "الونج" (۱) قول مین بالعموم متوفی بہائی کے لئے استعمال کیاگیا ہے عام اس سے کہ وہ چہوٹا بہائی ہو یا بڑا۔ +

ف ۷ اگر ایک برادر متوفی کے متعدد بیٹے ہون تو اس بارہ مین بہی مصنف مذکور یہ فرماتے ہین وہی (۲) حصہ مساوی طور پر کل بہائیونکو دیاجانا چاہیے "کل بہائیونکو مساوی طور پر دیاجانا چاہیے" یعنی بلحاظ اس اصول کے کل بہائیون مین مساوی طور پر دیاجانا چاہیے "اگر کوئی حکم خلاف اسکے نہو تو مساوات ہی قاعدہ قرار یافتہ ہے"۔

ف ۸ مصنف مذکور یہ بہی فرماتے ہین "یا (اگر وہ پوتا بہی فوت ہوا ہو) اوسکا بیٹا حصہ پاویگا اوسکے بعد سلسلہ وراثت منقطع ہوجاتا ہے"۔ +

ف ۹ مطلب یہ ہے۔ کہ مالک متوفی کے پوتے کا بیٹا بعدم موجودگی اپنے باپ کے اوسکا

---

(۱) سنسکرت مین لفظ الونج کے معنی چہوٹے بہائی کے ہین۔

(۲) یعنی جبکہ نبیرگان اپنے اپنے پدران کے حصص متعلق دادا کی جایداد کے تقسیم کرین۔

حصہ لیتا ہے - جبکہ ایسا بیٹا بھی (یعنی پوتے کا بیٹا) موجود نہو لیکن اوسکے بیٹے موجود ہون
تو وے بطور ورثا مالک متوفی کے اوسکی یعنی اپنے دادا کے دادا کی جایداد مین حصہ نہین پاتے
ہین یا انپر حق وراثت ختم ہوجاتا ہے - +

ف ۱۰ یہان اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے - کہ جب شاستر "استحقاق از روے پیدایش صرف اوس صورت
مین پیدا ہوتا ہے کہ پسران یا نبیرگان کو اپنے باپ یا دادا کی جایداد وراثتاً ملی ہو تو کم سے کم
پرپوتا اپنے پردادا کی جایداد مین کیون حصہ پانے کا مستحق ہے -

ف ۱۱ یہ صحیح ہے - لیکن پرپوتا اوسی اصول کے لحاظ سے اپنے پردادا کی جایداد کا مستحق قرار دیا
گیا جسکے لحاظ سے پسر وغیرہ اپنی مان کی جایداد کے مستحق قرار دئے گئے ہین - یہ استحقاق صرف
بوجہ باقی ماندگی اور متوفیہ کے کریا کرم کرنے کے حاصل ہوتا ہے - پس یہ مناسب طور پر کہا گیا ہے
کہ "اوسکا پسر (۱) مستحق پانے اوسکے حصہ کا ہے" -

ف ۱۲ اسلئے یہ سمجھنا چاہئے - کہ جو شخص مالک متوفی کا کریا کرم سلئے کرتا ہے کہ وہ اوسکے ساتھ بطور
باپ یا دادا یا پردادا کے قرابت رکھتا تہا (شخص متوفی کے) جایداد مین حصہ لینے کا مستحق ہوتا ہے گو
اوسکے اور بیٹے اور پوتے وغیرہ موجود ہون - +

ف ۱۳ اسلئے دیول کا یہ قول ہے کہ "رشیون نے فرمایا ہے کہ جایداد موروثی کی تقسیم بہ لحاظ
قابلیت کرنے پنڈدان شخص متوفی کے ہوتی ہے" -

ف ۱۴ اسکے یہ معنی ہین کہ منو اور دیگر رشیون کا یہ خیال ہے کہ جایداد موروثی کی تقسیم اور
پنڈدان چوتھی پشت تک ہوسکتا ہے - (۲) -

ف ۱۵ چنانچہ مصنف مذکور یہ فرماتے ہین "تقسیم درمیان ایسے شرکا کے جو سرمایہ مشترک (اوبہی بہکت
وبہکتم) رکھتے ہون اور ایک ہی خاندان سے ہون اور عرصہ دراز سے ساتھ رہتے ہون چوتھی

(۱) یعنی شخص متوفی کے نبیرہ کا پسر -

(۲) بشمول شخص متوفی -

پشت تک ہوسکتی ہے یہ قاعدہ طے شدہ ہے - یہانتک (یعنے چوتھی پشت تک) رشتہ دار سپنڈ ہوتے ہین یعنی اونکے درمیان تعلق پنڈسے ہوتا ہے - اوسکے بعد پنڈ دان کرنے مین فرق پیدا ہوتا ہے"۔

ف ۱۶ "اودی بھکت وبھکتنم" یعنی اون لوگون مین جو سرمایہ غیر منقسمہ رکھتے ہون - "ایک ہی خاندان سے" یعنی جو ایک ہی خاندان سے ہون مگر دوسری شاخ خاندان مین پیدا ہوے ہون - "اور عرصہ دراز سے ساتھہ رہتے ہون" یعنی ایک مدت مدید سے باہم ملکر رہتے ہون "تقسیم چوتھی پشت تک ہوسکتی ہے" یعنی مالک متوفی کے پرپوتے تک تقسیم ہونی چاہئے - یہ قاعدہ تقسیم میراث کا نسبت اون شرکا کے ہے جو ایک ہی خاندان کی مختلف شاخون مین پیدا ہوے ہون - +

ف ۱۷ اگر یہ سوال کیا جاے کہ جب ایک شخص کا باپ زندہ ہو تو وہ اپنے دادا (متوفی) کی جایداد کا حصہ اپنے باپ کے ساتھہ کیونکر پاسکتا ہے تو اس بارہ مین کاتیاین کا یہ قول ہے "دادا کی جایداد مین بیٹے اور باپ کا حق مساوی ہوتا ہے" + بیاس جی کا بھی یہ قول ہے کہ باپ اور بیٹے دونون مکان اور زمین موروثی مین مساوی حصہ دار ہین" - + برہسپتی جی کا یہ قول ہے کہ "دادا کی مکسوبہ جایداد مین عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ پدر اور پسر کے حصص مساوی قرار دئے گئے ہین"۔

ف ۱۸ اس بارہ مین یاگولک کا یہ قول ہے کہ "دادا کی مکسوبہ زمین یا جایداد موسومہ ننبدہ یا دادا کے اثاث البیت (دوریم) مین پدر اور پسر کو یکسان حق حاصل ہے"۔

ننبدہ اوس وظیفہ دوامی کا نام ہے جو اشیاے قابل بیع سے بربناے کسی اقرار یا معاہدہ کے ملتا ہو - یاگولک کے قول مذکورہ صدر مین عبارت "پدر اور پسر کو یکسان حق حاصل ہے" کا یہ مطلب سمجھنا چاہیے کہ باپ اور بیٹے کو مساوی حصہ ملنا چاہئے - ورنہ قول مذکور کا مضمون اقوال مندرجہ ماسبق یعنی اقوال کاتیاین اور بیاس اور برہسپتی کے مطابق نہو سکیگا -

ف ۱۹ پس نتیجہ یہ ہے کہ اوس صورت مین بھی جبکہ تقسیم جایداد کی بحیات پدر عمل مین آوے دادا وغیرہ کی جایداد کبھی غیر مساوی طور پر تقسیم نہین ہو سکتی ہے لیکن نسبت جایداد مکسوبہ ذاتی یعنی باپ کی مکسوبہ جایداد کے (باب ۴) متعلق تقسیم بحیات پدر مین یہ بتایا گیا ہے کہ غیر مساوی تقسیم بعض صورتون مین زمانہ سابق مین مروج تھی -+

ف ۲۰ بعض اشخاص فقرہ "پدر اور پسر کو یکسان حق حاصل ہے" منقولہ یاگولک مذکورہ بالا کو اوسقدر وسعت دیتے ہین جسقدر بہ لحاظ الفاظ کے دیجا سکتی ہے اور یہ قرار دیتے ہین کہ دادا کی جایداد کی تقسیم محض پوتے کی خواہش پر بھی ہو سکتی ہے - اور یہ کہ باپ اپنے اختیار سے جایداد موروثی کو ہبہ وغیرہ کرنے کا مجاز نہین ہے - کیونکہ ایسی جایداد مین (متوفی کے) پوتے کو حق ملکیت باپ کے برابر حاصل ہے یہ تشریح معقول ہونیکی وجہ سے قابل پذیرائی ہے اور وشنو نے بھی یہ قرار دیا ہے کہ "دادا کی جایداد مین باپ اور بیٹے کو مساوی حق حاصل ہے"

ف ۲۱ تشریح مندرجہ بالا سے یہ ظاہر ہوگا کہ باپ کی جایداد مین باپ اور بیٹے کو غیر مساوی حق حاصل ہوتا ہے (کیونکہ محض دادا ہی کی جایداد کی نسبت خاص طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ اون دونون کو مساوی حق حاصل ہے) - لیکن یہانپر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ اشخاص کو اپنے باپ اور نیز دادا کی جایداد مین استحقاق بذریعہ پیدایش کے حاصل ہوتا ہے پس یہ فرق کیون پیدا ہوا ہے - لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ دادا کی جایداد مین باپ اور بیٹے کو حق ملکیت آزادانہ اختیار بدرجہ مساوی حاصل ہے مگر باپ کی جایداد مین (جبکہ وہ زندہ اور عیوب سے مبرا ہو) باپ ہی کو آزادانہ اختیار حاصل ہے اور نہ پسر کو اسلیئے یہ فرق پیدا ہوا -+

ف ۲۲ لیکن کاتیاین یہ کہتے ہین "جایداد مکسوبہ ذاتی پدر کی نسبت پسر کو حق ملکیت حاصل نہین ہے" مگر یہ سمجھنا چاہیئے - کہ اس قول کے ذریعہ سے صرف یہ بتایا گیا ہے کہ پسر کو بحیات پدر اختیار جبراً تقسیم کرانے اس قسم کی جایداد کا حسب مرضی اپنے حاصل نہین ہے - قول مذکور کے

لفظی معنی پر استدلال نہین کرنا چاہئے۔ پس کوئی تناقض نہین ہے - +

ف ۲۳ اس بارہ مین بیاس جی نے صاف طور پر یہ فرمایا ہے :- "بیٹے باپ کی جایداد مکسوبہ ذاتی کی تقسیم کا دعوی خلاف مرضی باپ کے نہین کر سکتے ہین"۔

ف ۲۴ برہسپتی جی کا یہ قول ہے "یہ قرار دیا گیا ہے کہ پدر کو حق ملکیت نسبت ایسی جایداد کے جو دادا سے پہونچی ہو مگر جسکو اشخاص غیر نے غصب کیا ہو اور باپ نے ذاتی قوت سے واپس لیا ہو یا نسبت ایسی جایداد کے جسکو باپ نے بذریعہ علم یا شجاعت وغیرہ کے حاصل کیا ہو پدر کو حاصل ہے"۔ یہان بھی الفاظ "حق ملکیت" (سوامیم) اسے بلحاظ سیاق عبارت کے "آزادانہ اختیار" (سواتنتریم) مراد سمجھنا چاہئے - +

ف ۲۵ مصنف مذکور نے الفاظ آزادانہ اختیار کی تشریح اسطرح کی ہے "وہ اپنی خوشی سے اوس دولت کو عطا کر سکتا ہے یا اوس سے خود متمتع ہو سکتا ہے - (بھوگم کریات) لیکن یہ قرار دیا گیا ہے کہ بعد اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے مساوی سہام کے مستحق ہوتے ہین" +

ف ۲۶ فقرہ مذکورہ بالا کا یہ مطلب ہے کہ باپ بلا مرضی بیٹے کے بھی اور محض بربناے اپنے آزادانہ اختیار کے اپنی جایداد مکسوبہ ذاتی کو ہبہ وغیرہ کر سکتا ہے - یا اوس طریقہ سے اور اون صورتون مین جو تقسیم بحیات پدر کے باب مین درج ہین اوسکو غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے -

ف ۲۷ کاتیاین نے فقرہ مندرجہ ذیل مین یہ تبلایا ہے کہ بیٹے اپنے باپ کو ایسی جایداد موروثی کے تقسیم کرنے پر مجبور نہین کر سکتے ہین جو مثل اوسکی جایداد مکسوبہ ذاتی کے (بوجہ اوسکے واپس حاصل کرنے کے) سمجھی جاتی ہے - اور اسی طرح باپ کی جایداد مکسوبہ ذاتی کے تقسیم کرنے پر مجبور نہین کر سکتے ہین :- "پدر پر یہ لازم نہین ہے کہ وہ جایداد جسکو اشخاص غیر نے غصب کیا ہو اور باپ نے اپنی ذاتی کوشش سے واپس لیا ہو اور اوس جایداد کو

جو پدر کی مکسوبہ ذاتی ہو بروقت تقسیم کے اپنے بیٹون کو دے،،

ف ۲۸ غرض یہ ہے کہ جو کچھ خاندان کی موروثی جایداد ہو مگر اوسکو غیرون نے غصب کرلیا ہو اور وہ صرف باپ کی ذاتی کوشش سے واپس ملی ہو اور جو کچھ کہ باپ نے علم یا شجاعت وغیرہ سے کمائی ہو باپ پر واجب نہین ہے کہ جایداد مذکور بروقت تقسیم کے بیٹون کو دے۔ + + +

(حاصل مطلب منجانب مترجم)

ف ۱ ایسے پوتون اور پرپوتون کو جنکے پدران واجداد بحالت اشتراک فوت ہوئے ہون ورثہ بلحاظ اونکی تعداد کے نہین پہونچتا ہے بلکہ بہ لحاظ اون کے پدران واجداد کے پہونچتا ہے یعنی مطابق حصص اون اشخاص کے جن سے اونھون نے وراثت حاصل کی حصہ ملتا ہے۔

ف ۲ یہ قاعدہ اوس صورت مین بھی موثر ہوگا کہ تعداد پسران ونبیرگان ہر ایک باپ یا دادا (متوفی) کی غیر مساوی ہو۔

ف ۳ پرپوتون کو استحقاق وراثت بوجہ پیدایش حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ محض بوجہ باقیماندگی اور شخص متوفی کو پنڈ دینے کے حاصل ہوتا ہے۔

ف ۴ استحقاق وراثت پسران اور نبیرگان متوفی کے پسران کا اوس صورت مین بھی نفاذ پذیر ہوتا ہے کہ دیگر پسران ونبیرگان شخص متوفی اوسکی وفات کے بعد زندہ ہون۔

ف ۵ شخص متوفی کے پرپوتے کے بعد سلسلہ وراثت قایم نہین رہتا ہے۔

ف ۶ دادا کی جایداد مین باپ اور بیٹون کو حق ملکیت (سوامیم) اور آزادانہ اختیار (سوتنترم) بدرجہ مساوی حاصل ہے مگر باپ کی جایداد مین باپ اور بیٹون کو صرف حق ملکیت بدرجہ مساوی حاصل ہے اور آزادانہ اختیار صرف باپ کو بشرطیکہ وہ زندہ اور عیوب سے بری ہو حاصل ہے۔

ف پس اگرچہ تقسیم بحیات پدر وقوع مین آ ے دادا کی جایداد ہرگز غیر مساوی طور پر تقسیم نہ ہوگی -

ف داداکی جایداد صرف پوتے کی خواہش پر بھی تقسیم کیجا سکتی ہے -

ف ۹ باپ صرف اپنی خوشی سے اور بغیر رضامندی بیٹون کے جایداد موروثی کے بیع وغیرہ کرنے کا مجاز نہین ہے -

ف ۱۰ باپ بغیر اجازت بیٹون کے اور صرف اپنے ہی آزادانہ اختیار کی بنا پر اپنی جایداد مکسوبہ ذاتی کے ہبہ وغیرہ کرنے کا مجاز ہے -

ف ۱۱ بیٹے باپ کو اوسکی جایداد مکسوبہ ذاتی اپنے ساتھہ تقسیم کرنے پر مجبور نہین کر سکتے ہین اور نہ اوس جایداد کے تقسیم کرنے پر مجبور کر سکتے ہین جو جایداد موروثی خاندانی تھی مگر جسکو اشخاص غیر نے چھین لیا تھا اور باپ نے اپنی ہی سعی سے حاصل کیا -

باب نہم

استری دھن یا عورت کی ملکیت

فصل اول

مختلف اقسام کے استری دھن کے بیان مین

ف ۱ منوجی نے اولاً مختلف اقسام کے استری دھن کا بیان اسطرح کیا ہے :- "جو کچھہ کہ بیاہ کے وقت آگ کے سامنے دیا جاے (ادھگنی) اور جو کچھہ کہ برات مین دیا جاے (ادھیا واہنک) اور جو کچھہ کہ محبتاً دیا جاے اور جو کچھہ کہ اوسکو بھائی یا مان یا باپ سے ملے یہ چھہ قسم کا استری دھن کہلاتا ہے -

ف ۲ اس مقام پر کاتیاین قول مذکور کے پہلے حصہ کے معنی اسطرح بیان کرتے ہین "جو کچھہ

عورت کو بیاہ مین آگ کے سامنے دیا جاوے اوسکو عقلا نے آگ کے سامنے دیا ہوا استری دہن (اوہگنی) قرار دیا ہے - میکے سے سسرال مین جانے کے وقت جو کچہ مال عورت کو ملا ہو - وہ بہی استری دہن ہے اور برات مین دیا ہوا استری دہن کہلاتا ہے (ادہیاواہنک) علاوہ اسکے جو کچہ کہ ساس یا خسر نے محبت سے دیا ہو یا بہو کو پیر پڑنے کے وقت ملا ہو محبت سے دیا ہوا استری دہن کہلاتا ہے - فقرہ "جو کچہ اوسکو بہائی ماں اور باپ سے ملے" مین یہ الفاظ اضافہ کرنا چاہیے "کبہی کبہی بطور وجہ معاش کے"

ف۳ منو کے قول مین الفاظ چہ قسم اس شبہہ کے رفع کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین کہ جو اقسام کہ اشلوک کے حصہ ثانی مین بیان کی گئی ہین صرف وہی قسمین استری دہن کی ہین - الفاظ مذکور سے یہ مراد نہین ہے کہ اس سے زیادہ اقسام کے استری دہن نہین ہین بلکہ یہ مراد ہے کہ اس سے کم اقسام کے استری دہن نہین ہین - اس لئے یاگولک کے اس قول مین - "جو کچہ کہ عورت کو باپ یا ماں یا شوہر یا بہائی نے دیا ہو یا آگ کے سامنے ملا ہو یا شوہر نے بروقت اپنے عقد ثانی کے دیا ہو (ادہی ویدنک) اور اسی طرح دیگر (جداگانہ کمائی) استری دہن کہلاتی ہے" لفظ (آدیا) جسکے معنی دیگر (جداگانہ کمائی) ہین استعمال کیا گیا ہے -

ف۴ وشنو چہ اقسام سے بہی زیادہ اقسام کے استری دہن کا ذکر کرتے ہین "جو کچہ کہ عورت کو اوسکے باپ یا ماں یا بیٹے یا بہائی نے دیا ہو یا اوسکو بیاہ مین آگ کے سامنے ملا ہو یا اوسکو شوہر نے بوقت اپنے عقد ثانی کے دیا ہو (ادہی ویدنک) یا اوسکے خویش و اقارب نے اوسکو دیا ہو اور اسی طرح دستوری (شلک) اور بخشش مابعد (انوادیک) یہ سب عورت کی ملکیت جداگانہ ہے - "ادہی ویدنک" یعنی جو کچہ کہ پہلی زوجہ کو بطور معاوضہ معزول کئے جانے کے دیا جاوے - اوسکے خویش و اقارب نے اوسکو دیا ہو" اس فقرہ مین

لفظ خویش و اقارب سے ایسے اقرباء سے مراد ہے جو باپ یا ایسے اشخاص نہون جنکی تشریح اوپر کی گئی ہے یہ عبارت مشابہ فقرہ مویشی اور بیل کے ہے (۱) -

ف ۵ کاتیاین الفاظ "شلک" اور "انواد ہے" کی تعریف حسب ذیل کرتے ہین :- جو کچھ کہ بطور قیمت ظروف خانہ داری یا جانوران بار برداری یا مویشیان شیردار یا زیورات پوشیدنی یا آلات پیشہ کے ملے دستوری (شلک) کہلاتا ہے - جو کچھ کہ عورت کو بعد شادی کے شوہر کے خاندان سے یا شوہر یا والدین سے ملا ہو ہر گو جی نے بخشش مابعد (انواد ہے) قرار دیا ہے - قیمت یعنی قیمت ظروف خانہ داری وغیرہ کی - ملے (جو شلک کے تعریف مین استعمال کیا گیا ہے) یعنی دولہ وغیرہ سے بطور دلہن کی دولت کے دلہن کے لئے ملے -

ف ۶ دربارہ اوس جایداد کے جو کسی عورت کو باپ یا مان وغیرہ نے بطور وجہ معاش کے عطا کی تھی مصنف مذکور یہ فرماتے ہین "باپ یا مان یا شوہر یا بھائی یا اقارب کو چاہیئے کہ عورت کو جایداد علاوہ باستثنائے جایداد غیر منقولہ کے دو ہزار تک حسب حیثیت اپنے عطا کرین

ف ۷ مطلب یہ ہے کہ جو جایداد دیجاوے وہ بلا شمول جایداد غیر منقولہ کے ہونی چاہیئے اور بخشش دو ہزار کرش پان (ایک قسم کا تانبے کا قدیم سکہ) تک ہوسکتی ہے -

ف ۸ بیاس جی کا بھی یہ حکم ہے کہ انتہا درجہ (پرو) دو ہزار تک عورت کو دولت مین سے دئے جاسکتے (دیا) ہین -

ف ۹ پس یہ سمجھنا چاہیئے کہ دولت مندون کو بھی ایسی جایداد جسکی قیمت دو ہزار کرش پان سے زیادہ ہو کسی عورت کو بطور وجہ معاش کے عطا نہ کرنی چاہیئے -

ف ۱۰ نسبت اس تعداد مقررہ بخشش کے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ وہ "ہر سال عطا کیجانی چاہیئے اور

(۱) گو لفظ مویشی کے معنی مین بیل بھی داخل ہین مگر چونکہ اسی فقرہ مین بیل کا ذکر بالخصوص کیا گیا پس اوس فقرہ مین لفظ مویشی کے معنی مین بیل داخل نہین ہین -

اسطرح دئے جانے سے ہی قاعدہ زیربحث متعلق ہے - لیکن جبکہ کوئی رقم یکمشت چند سالہا سے
کے اخراجات پرورش کی بابت عطا کی گئی ہو تو نہ قید متذکرہ صدر نسبت تعداد کے اور نہ ممانعت
نسبت ہبہ کرنے جایداد غیر منقولہ کے متعلق ہوتی ہے -

ف ۱۱ زیورات وغیرہ جو کسی عورت کو اس شرط پر دئے گئے ہوں کہ وہ صرف تیوہار وغیرہ پر
پہنے جاوینگے اور وہ جایداد جو شرکا سے خاندان کو فریب دینے کی نیت سے دی گئی ہو استری
دہن یا عورت کی ملکیت جداگانہ نہین سمجھی جاسکتی ہے کیونکہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "اگر یہ قرار دیا گیا
ہے کہ جو کچھ باپ بھائی یا شوہر نے شرطیہ طور پر یا بہ نیت فریب دیا ہو استری دہن یا عورت کی
ملکیت نہوگا"

ف ۱۲ اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ بلحاظ اس قول کے کہ زوجہ اور پسر اور غلام کو مالک جایداد ہونیکی
قابلیت حاصل نہین ہے (نردہن) پس جو دولت کہ وے کمائین اون لوگون کی ہوگی جنکے
وے تابع ہین ہبہ منجانب باپ وغیرہ کے اوس صورت مین بھی استری دہن یا عورت کی ملکیت
نہین ہوتا ہے کہ بلا کسی شرط یا نیت فریب کے کیا گیا ہو -

ف ۱۳ جواب - یہ صحیح نہین ہے - چونکہ قول مذکورہ بالا مین لفظ زوجہ ساتھہ الفاظ پسر وغیرہ کے
استعمال کیا گیا ہے پس یہ سمجھنا چاہئے کہ اوس سے اس امر کے ظاہر کرنے کا مقصد نہین ہے
کہ فی الحقیقت عورات کو مالک جایداد ہونے کی قابلیت حاصل نہین ہے (نردہن) کیونکہ
ایسی صورت مین ناقابلیت مذکور بیٹے سے بھی متعلق ہوگی جو بالکل خلاف قانون کے ہے -
فقرہ مذکور مین صرف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ عورت کو اوس دولت کے صرف کرنے وغیرہ کا آزادانہ
اختیار حاصل نہین ہے - اسلئے قول مذکور کا یہ منشا سمجھنا چاہئے کہ زوجہ وغیرہ اپنی جایداد جداگانہ
بھی بغیر مرضی اوس شخص کے صرف نہین کرسکتی ہین جسکے وے تابع ہین -

ف ۱۴ پس منوجی کا یہ قول ہے کہ "عورات کو کبھی ایسی خاندانی دولت جو ملکیت مختلف اشخاص کی
بہ شمول اونکے ہو یا اپنی ہی جایداد جداگانہ بلا اجازت اپنے مالکون کے صرف نہ کرنی چاہئے"

ف۱۵ مراد یہ ہے کہ عورتین جنکو فطرتاً آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے اپنی خوشی سے ایسی دولت جو اونکی اور اونکے شوہرون کی ملکیت مشترک ہو یا جو خاص اونہین کی ہو صرف یا استعمال وغیرہ نہین کرسکتی ہین۔

ف۱۶ یا یہ قول "زوجہ اور پسر اور غلام کو مالک جایداد (نردھن) ہونیکی قابلیت حاصل نہین ہے وغیرہ" (فقرہ ۱۲) اوس دولت سے متعلق سمجھا جاسکتا ہے جو عورت نے بذریعہ دستکاری وغیرہ کے حاصل کی ہو کیونکہ ایسی جایداد کی نسبت کاتیاین کا یہ قول ہے "جو دولت کہ بذریعہ دستکاری کے حاصل کی گئی ہو یا دیگر اشخاص نے محبتاً دی ہو ہمیشہ اوسکے شوہر کے تابع حکومت ہوتی ہے۔ باقی جایداد عورت کی استری دہن کہلاتی ہے"۔

"دیگر اشخاص" یعنی دوست وغیرہ۔ الفاظ مذکور کی اسی طرح پر تعبیر کی جانی چاہئے۔ کیونکہ (اس فصل کے فقرہ چہارم مین) یہ بتلایا گیا ہے کہ جو کچھہ باپ وغیرہ سے ملے استری دہن ہے۔

حاصل مطلب منجانب مترجم

ف استری دہن یا عورت کی جایداد جداگانہ اقسام مندرجہ ذیل کی ہوتی ہے۔

(۱) "ادھیگنی" یعنی جو کچھہ کہ عورت کو بیاہ مین آگ کے قریب دیا جاوے۔

(۲) "اودھیا واہانک" یعنی جو کچھہ کہ عورت کو مان یا باپ وغیرہ سے میکے سے سسرال جاتے وقت ملے۔

(۳) جو کچھہ کہ عورت کو محبت کی وجہ سے ساس یا خسر سے ملے۔

(۴) جو کچھہ کہ عورت کو پیر پڑنے کے وقت ملے۔

(۵) جو کچھہ کہ عورت کو اوسکے بھائی یا مان یا باپ یا پسر سے ملے۔

(۶) جو کچھہ کہ اوسکو اوسکے شوہر سے ملے۔

(۷) "آدھی ویدنک" یعنی جو کچھہ کہ عورت کو اوسکے شوہر کے عقد ثانی کے وقت دیا جاوے۔

(۸) جو کچھ کہ عورت کو رشتہ مندون سے باستثنار باپ یا ایسے رشتہ دارون کے جنکا اوپر مفصل ذکر کیا گیا ہے ملا ہو۔

(۹) شلک یعنی جو کچھ کہ دولہ وغیرہ سے بطور قیمت ظروف خانہ داری یا جانوران بار برداری یا مویشیان شیر دار یا پہننے کے زیورات یا آلات پیشہ کے ملے۔ یہ دولت بطور دلہن کی دولت کے اوسی کے لئے امانتاً ملتی ہے۔

(۱۰) "انوادہی" یعنی جو کچھ عورت کو بعد شادی کے شوہر کے خاندان یا شوہر سے یا والدین سے ملے۔

ف۲ اگر باپ یا مان یا شوہر یا بھائی یا کوئی قرابت دار عورت کو پرورش کے لئے دولت عطا کرین تو وہ جایداد غیر منقولہ نہونا چاہئے اور اوسکی تعداد دو ہزار کرشن پان سے زاید نہ ہوگی گو عطا کنندہ دولت مند ہو لیکن یہ قیود اوس صورت مین متعلق نہونگے جبکہ روپیہ یکمشت چند سال کی پرورش کے اخراجات کی بابت دیا جاوے۔

ف۳ جایداد اقسام مندرجہ ذیل استری دہن یا عورت کی جایداد جداگانہ مین داخل نہ ہوگی - ایسی جایداد ہمیشہ تابع حکومت شوہر کے ہوگی۔

(۱) زیورات وغیرہ جو عورت کو اس شرط سے دئے جائین کہ وہ صرف تیوہار وغیرہ مین پہنے جائین گے۔

(۲) جایداد جو عورت کو بغرض فریب دہی ورثاے مشترک کے عطا کی گئی ہو۔

(۳) جو دولت عورت نے بذریعہ دستکاری کے حاصل کی ہو۔

(۴) دولت جو عورت کو دوستون وغیرہ سے ملے۔

ف۴ چونکہ عورات کو فطرتاً آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے پس وے اپنی ہی مرضی سے اور بغیر اجازت اوس شخص کے جسکے وے تابع ہین اپنی جایداد جداگانہ صرف یا استعمال وغیرہ نہین کرسکتے ہین لیکن اس قاعدہ سے جایداد قسم سوداِیک مستثنیٰ ہے جیسا کہ فصل

دوم مین بیان کیا گیا ہے ۔)

باب نہم

فصل دوم

اختیار نسبت استری دہن کسی عورت کے

ف ۱ بیاس منی کا یہ قول ہے :۔ "جو کچھہ کہ عورت کو اوس کے شوہر نے دیا ہو وہ جسطرح چاہے صرف کر سکتی ہے"۔

ف ۲ مصنف مذکور نے قول مذکورہ بالا مین اولاً بذریعہ استعمال کرنے لفظ چاہے کے یہ ایما کیا ہے کہ عورات کو اوس قسم کی دولت کی نسبت بہی جسکو سودایک کہتے ہین آزادانہ اختیار حاصل ہے اور بعدہٗ یہ بتلایا ہے کہ عورات کو نسبت اوس شے کے آزادانہ اختیار حاصل ہے جو اوسکو اوسکے شوہر نے عطا کی ہو۔

ف ۳ اس بارہ مین کاتیاین کا بہی یہی قول ہے :۔ "یہ امر مسلمہ ہے کہ جن عورات نے مدجات موسومہ سودایک حاصل کی ہون اونکو جایداد مذکور کی نسبت آزادانہ اختیار حاصل ہے کیونکہ وہ اونکی تسکین اور پرورش کے لئے دیجاتی ہین ۔ سودایک کے نسبت عورات کا اختیار اپنی خوشی سے ہروقت ہبہ و بیع کرنے کا (درصورت جایداد غیر منقولہ کے بہی) مشہور ہے۔ عورت اپنے شوہر کی شے موہوبہ کا انتظام بعد اوسکی وفات کے جسطرح چاہے کر سکتی ہے لیکن بحیات شوہر کے عورت کو احتیاط کے ساتہہ اوس جایداد کی حفاظت کرنا چاہیئے"۔

ف ۴ مقولہ دوم مقولات مذکورہ بالا مین الفاظ ہروقت کے استعمال کئے جانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو سودایک نامی استری دہن کی نسبت شوہر کے حیات مین بہی

آزادانہ اختیار حاصل ہے - لیکن متعلق ہبہ شوہری یعنی اوس شے کے جو شوہر نے عطا کی ہو اشلوک کے بقیہ تین فقرون مین جو قول ثانی مندرجہ صدر کے ساتھ ہی شروع ہوئے ہین یہ قرار دیا گیا ہے کہ صرف بعد وفات شوہر کے اوسکو آزادانہ اختیار حاصل ہوتا ہے - لیکن شوہر کی حیات مین عورت مجاز اوس جایداد کی منتقل کرنے کی بغیر اجازت شوہر کے نہین ہے - جو اوسکے شوہر نے اوسکو دی ہو - اوسپر صرف یہ لازم ہے کہ ایسی جایداد کی حفاظت کرے کیونکہ قول مذکورہ بالا کے خاتمہ پر کہا گیا ہے کہ "عورت کو احتیاط کے ساتھ اوس جایداد کی حفاظت کرنا چاہیے"

ف ۵ وہی مصنف (کاتیاین) لفظ سوداایک کی تعریف یون کرتے ہین "جو کچھہ بیاہی ہوئی یا کنواری عورت کو شوہر یا باپ کے مکان مین برادر یا والدین سے ملے بخشش شفقتی (سوداایک) کہلاتی ہے"۔

ف ۶ اسی طرح بیاس جی کا یہ قول ہے "جو دولت عورت کو بیاہ کے وقت یا اوسکے بعد باپ یا شوہر کے گھر سے ملے "سوداایک" کہلاتی ہے" -

ف ۷ ہر دو اقوال متذکرہ صدر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوداایک وہ دولت ہے جو یوتک وغیرہ کہلاتی ہے اور جو عورت کو اوسکے والدین یا اون اشخاص سے جو اوسنے اوس عورت کے پدر یا شوہر کے مکان مین تعلق رکھتے ہون تاریخ منگنی سے اوس رسم کی تکمیل تک جو دولہن کے شوہر کے مکان مین داخل ہونے پر ادا ہوتی ہے ملی ہو -

ف ۸ اس مقام پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ نگمنٹ (لغت) مین یہ تحریر ہے کہ "جو کچھہ "یوتک" وغیرہ دیا جائے اوسکو "سوداایا" کہتے ہین اور وہ عورت کی ملکیت قطعی ہوتی ہے" تو اس مقام پر وہ سوداایک کیون موسوم کی گئی -

ف ۹ جواب یہ ہے کہ قواعد صرف و نحو کی رو سے سوداایک کے وہی معنی ہین جو اوسکے مصدر سوداایا کے ہین - ÷

ف۱۰ لیکن عورت کو نسبت اوس جایداد غیر منقولہ کے جو شوہر نے عطا کی ہو آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے - چنانچہ ناروجی کا یہ قول ہے: "جو کچھ کہ شوہر نے زوجہ کو بوجہ محبت کے دیا ہو شوہر کے مرنے پر زوجہ حسب مرضی خود (بجز جایداد غیر منقولہ کے) صرف یا ہبہ کر سکتی ہے -

ف۱۱ فقرہ مذکور کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کی دی ہوئی جایداد غیر منقولہ کی نسبت عورت کو بعد وفات شوہر کے بھی آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے -

الفاظ "حسب مرضی خود" مندرجہ قول مذکورہ بالا سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ باستثناء جایداد غیر منقولہ کے دیگر جایداد کی نسبت عورات کو آزادی حاصل ہے - +

ف۱۲ جملہ فقرات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عورات کو صرف سوداایک اور بخشش شوہری کی نسبت (بجز جایداد غیر منقولہ کے) آزادانہ اختیار حاصل ہے - اور یہ کہ دیگر اقسام کی جایداد کی نسبت اونکو آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے گو جایداد مذکور استری دھن ہو -

ف۱۳ شوہر وغیرہ کو کسی قسم کے استری دھن کی نسبت آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے - کیونکہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "شوہر یا پسر یا پدر یا برادران مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہے کہ عورت کی جایداد لین یا صرف کرین" یہ اسواسطے ہے کہ ایسی جایداد پر شوہر وغیرہ کو حق ملکیت حاصل نہین ہے - لہذا مصنف مذکور یہ بیان کرتے ہین کہ "اگر اون مین سے کوئی شخص عورت کی جایداد جبراً صرف کرے تو وہ اوسکو معہ سود کے واپس کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور مستوجب ادا کرنے جرمانہ کا بھی ہوگا - اگر ایسا شخص عورت کی اجازت سے جایداد مذکور بلا کسی جبر کے رضامندی کے ساتھہ استعمال مین لایا ہو تو جب وہ مستطیع ہوگا اوس سے زر اصل واپس دلایا جاویگا"

ف۱۴ اس امر کے کہنے سے کہ "جب وہ مستطیع ہو زر اصل واپس دینا چاہیے" یہ معلوم ہوتا ہے کہ بصورت غیر مستطیع شخص کے واپسی زر اصل کی بھی ضروری نہین ہے اور اوس

حالت مین بھی جبکہ عورت کی اجازت سے استری دھن استعمال کیا گیا ہو ہدایت متعلق واپسی زر اصل تحریر کیے جانے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر وغیرہ کو استری دھن کی نسبت نہ صرف آزادانہ اختیار بلکہ حق ملکیت بھی حاصل نہین ہے- پس یہ سمجھنا چاہیے کہ عورت کو بوجہ ازدواج کے شوہر کی جایداد کی نسبت ہمیشہ حق ملکیت حاصل ہے (گو آزادانہ استحقاق نہو) لیکن زوجہ کی جایداد مین شوہر کو ایسا حق ملکیت بھی حاصل نہین ہے -

ف ۱۵ لہذا دیول منی مقولہ مندرجہ ذیل مین یہ فرماتے ہین کہ شوہر اپنی زوجہ کے استری دھن کے استعمال کرنے کا بھی مجاز نہین ہے "عورت کی وجہ معاش (ورتی) اور اوس کے زیورات - اور اوسکی دستوری اور اوسکی کمائی (لابھہ) اوسکی ملکیت جداگانہ ہین - اوس سے وہ خود بلا شرکت غیر کے متمتع ہوگی اور اوسکا شوہر اوسپر تصرف نہین کرسکتا ہے بجز اسکے کہ حالت افلاس مین ہو- اگر شوہر اوسکو بیچیگا- جانے دیگا یا خرچ کریگا تو اوسپر لازم ہوگا - کہ اوسکی قیمت مع سود کے عورت کو ادا کرے" ورتی یعنی دولت جو عورت کو باپ وغیرہ سے گذارہ کے واسطے عطا کی ہو -+

لابھہ جو کچھ کمایا جاوے وہ لابھہ کہلاتا ہے (لابھیت انی لابھا) بموجب اس تعریف کے وہ مال بھی جو عورت کو برت وغیرہ کے موقعوں پر بطور چڑھاوہ پاربتی جی یا کسی دوسری دیبی کے ملتا ہے زمرہ استری دھن مین داخل ہے -

فقرہ مذکورہ بالا مین لفظ "خود" بعد لفظ "وہ" کے یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ عورت مال مذکور سے بلا شرکت اپنی اولاد کے بھی متمتع ہوگی - اور فقرہ مندرجہ ذیل کی روسے شوہر بھی خارج کیا گیا ہے "اور شوہر اوسکے استعمال کرنیکا بھی مجاز نہین ہے" +

جب شوہر ہی محروم کیا گیا ہے تو دوسرے رشتہ دار مثل برادر وغیرہ کی محرومی روٹی اور لکڑی کی مشابہت سے مستنبط ہوتی ہے -(۱)"

(۱) یہ تشبیہ دوطرح بیان کی گئی ہے (۱) ایک روٹی جو لکڑی مین باندہ کر لٹکائی گئی تہی گم ہوگئی اور یہ معلوم ہوکر کہ اوس لکڑی کو چوہون نے چبایا ہے پس یہ نتیجہ نکالا گیا کہ چوہے وہ روٹی کہا گئے (۲) اگر کوئی روٹی لکڑی مین [illegible] ہو تو لکڑی کے [illegible]

"بیکار جانے دیگا" یعنی ایسے زمانہ مین جبکہ تکلیف نہو صرف کریگا - + "جانے دے" یعنی دے ڈالے - +

ف ۱۶ دیول کا قول مندرجہ بالا ایسی صورت سے متعلق ہے جبکہ شوہر زوجہ کا استری دہن بلا اوسکی اجازت کے گر بلا استعمال کرنے جبر کے دے ڈالے یا صرف مین لائے یہ اس امر سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس ہدایت کے ساتھہ کہ عورت کو جایداد کی قیمت معہ سود کے دینا چاہیئے کوئی حکم نسبت ادا کرنے تاوان یعنے جرمانہ کے تحریر نہین کیا گیا ہے - +

ف ۱۷ فقرہ "اوسکا شوہر اوسپر تصرف نہین کرسکتا ہے بجز اسکے کہ وہ حالت افلاس مین ہو" مندرجہ کلام دیول متذکرہ بالا سے یہ معلوم ہوگا کہ تکلیف کے وقت مین بھی شوہر ہی عورت کی جایداد کے صرف کرنے کا مجاز ہے اور کوئی شخص دیگر مجاز نہین ہے -

ف ۱۸ اسلئے مصنف مذکور کے اس قول مابعد مین "یا عورت کی جایداد افلاس زدہ پسر کی تکلیف رفع کرنے کے لئے استعمال کیجاسکتی ہے" الفاظ "شوہر کی طرف سے" قبل الفاظ "استعمال کیجاسکتی ہے" کے مفہوم ہین - لفظ "پسر" کسی اہل خاندان کے ظاہر کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے تکلیف متذکرہ ایسی ہونی چاہیئے کہ اوس سے بغیر صرف کرنے استری دہن کے نجات حاصل نہ ہوسکتی ہو - +

الفاظ "تکلیف رفع کرنے" سے مراد بچانے سے ہے - قول مذکور مین لفظ (وا) "یا" مستعمل ہونے سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایسی سخت تکلیف کے اور موقعون پر بھی جنسے بچنا بغیر صرف کرنے استری دہن کے ناممکن ہو شوہر اوسکے صرف کرنے یا دے ڈالنے کا مجاز ہے گو اوسنے اسبارہ مین اپنی زوجہ کی اجازت حاصل نہ کی ہو -

ف ۱۹ سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مجاز استعمال کرنے یا دے ڈالنے جایداد کسی شخص دیگر کا بلا اوسکی اجازت کے کسطرحپر قرار دیا جاسکتا ہے -

ف جواب یہ ہے کہ گو مالک کی اجازت کی ضرورت ہو لیکن اگر مالک جایداد (مثل زوجہ کے)

طالب استری دھن (شوہر) کے تابع حکومت ہو تو اگرچہ شوہر جایداد کے حسب مرضی خود منتقل کرنیکا مجاز نہین ہے مگر تکلیف سے بچنے کے لئے جایداد مذکور صرف یا منتقل کرنے کے بارہ مین اوسکا مجاز ہونا قول مذکورہ بالا مین صاف طور پر منظور کیا گیا ہے پس اسمین کوئی امر خلاف قانون نہین ہے۔ +

ف ۲۱ اسبارہ مین یاگولک کا یہ قول ہے۔ کہ "شوہر پر اپنی عورت کی اوس جایداد کا واپس کرنا لازم نہین ہے جو اوسنے قحط مین یا انجام دہی اپنے فرض کے یا بحالت بیماری یا تنگی لی ہو"۔

"انجام دہی اپنے فرض کے" عام اس سے کہ وہ کام روزمرہ کرنا ہو یا گاہے گاہے کرنا لازم ہو لفظ "چا" مندرجہ قول مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرض مذکور فرض دنیوی (کامیم) اور بعض صورتون مین رسوم پرایشچت (کفارہ) مثل "گرہ یاگ" وغیرہ سے بھی متعلق خیال کیا گیا ہے۔

"بحالت تنگی"۔ یعنی قرضخواہون وغیرہ کے جبر و سختی کے وقت مین جس سے بچنا بلا ادا کرنے روپیہ کے ناممکن ہو۔

"شوہر نے لی ہو" یعنی ناگزیر حالت مین۔ +

بعد اس جملہ کے "شوہر پر واپس کرنا لازم نہین ہے" ان الفاظ کو اضافہ کرنا چاہئے۔ "جبکہ بوجہ نرکھنے استطاعت کے وہ اوسکے واپس کرنے پر قادر نہو" جب وہ مستطیع ہو جاوے تو اوسپر لازم ہے کہ جو کچھہ کہ اوسنے استری دھن سے لیا ہو اوسکو واپس کرے۔ +

ف ۲۲ کاتیاین نے بعض صورتون مین یہ ہدایت کی ہے کہ "واپس کرنا لازم نہین ہے جو کچھہ اوس شخص کو عمداً بوجہ محبت کے لینے کی اجازت دی گئی ہو جو مرض یا تکلیف مین مبتلا ہو جسکو قرضخواہون نے سخت تنگ کیا ہو" شخص مذکور جب کبھی اوسکی خواہش ہو واپس کرسکتا ہے۔

"عمداً" یعنی زوجہ نے دیدہ و دانستہ لینے دیا ہو۔

ف ۲۳ گو اسوجہ سے کہ یہ فقرہ کاتیاین کی اسمرتی مین بعد تین فقرات ("شوہر یا پسر یا پدر الخ") مندرجہ فصل ۱۳ ہے یہ خیال پیدا ہوگا کہ فقرہ مذکور شوہر اور دیگر اشخاص سے بہی متعلق ہے مگر فقرہ مذکور کے بعد کے فقرات پر لحاظ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فقرہ مذکور صرف شوہر سے متعلق ہے۔ فقرات مذکور یہ ہین "لیکن اگر شوہر کی زوجہ ثانی ہو اور وہ پہلی زوجہ کو عزت سے نہ دیکھتا ہو تو وہ استری دہن کے واپس کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ گو اوسکو رضامندی سے دیا گیا تہا۔ اگر زوجہ کو مناسب غذا اور پوشاک اور مکان نہ دیا جاوے تو وہ اپنی استری دہن کو جبراً لے سکتی ہے"۔

ف ۲۴ لیکن اگر عورت نہایت بدچلن ہو (گو اوسنے اپنے استری دہن کے صرف کرنے کی اجازت نہ دی ہو جیسا کہ اوپر مرقوم ہوا ہے) تو وہ خود اوسکے صرف کرنے کی مجاز نہین ہے کیونکہ مصنف مذکور (کاتیاین) کا یہ قول ہے "لیکن جو عورت شوہر کے مضر افعال کینہ سے کرتی ہو یا بیحیا ہو۔ یا دولت کو برباد کرتی ہو۔ یا بے عصمت ہو وہ استری دہن یا جیداگانہ جایداد کی ناقابل قرار دیگئی ہے"۔

ناقابل۔ یعنی حسب مرضی خود جایداد کے منتقل کرنے کے لئے ناقابل۔

ف ۲۵ استری دہن جسکے دینے کا وعدہ شوہر نے کیا ہو لیکن جسکو شوہر کی حیات مین زوجہ نے قبول نہ کیا ہو زوجہ کو بعد وفات شوہر کے دیا جانا چاہیے چنانچہ کاتیاین یہ فرماتے ہین "جو کچہ شوہر نے عورت کو بطور اوسکے استری دہن کے دینے کا وعدہ کیا ہو اوسکے پسران کو مثل قرضہ کے حوالہ کرنا چاہیے"۔ لفظ پسران مین نبیرگان بہی داخل ہین۔

ف ۲۶ الفاظ مثل قرضہ کے استعمال کئے جانے سے یہ معلوم ہوگا۔ کہ اس فقرہ کا یہ مطلب بہی ہے۔ کہ پسران وغیرہ کو اپنی مان کے استری دہن کی نسبت قطعاً کوئی حق ملکیت حاصل نہین ہے لہذا یہ امر طے شدہ ہے کہ چونکہ عورت بلاشرکت غیرے استری دہن کی مالک ہوتی ہے۔ پس اوسکی تقسیم بحیات اوسکے نہین کیجا سکتی

ف ۱ اسلیے منوجی یہ فرماتے ہین "نیک راجہ کو چاہیے کہ اوسکے اون رشتہ مندون کو جو اوسکا اسباب بہ حیات اوسکے لے لین - سرقہ کی سزا دیکر راہ راست پر لادے" جو زیورات عورات بحیات اپنے شوہرون کے پہنتی ہون شوہر کے ورثا اپنے درمیان تقسیم نہین کر سکتے ہین جو اشخاص ایسا کرینگے اپنی قوم سے خارج کیے جائینگے -

ف ۲ "پہنتی ہون" یہان پر "ہمیشہ" کا لفظ اضافہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیشہ پہننے سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ پہنے ہوے زیورات استری دہن ہین اور اوس سے فریب کا ہر گمان ساقط ہوتا ہے - چونکہ فقرہ مذکورہ بالا ایسے مال سے متعلق ہے جو قطعی طور پر استری دہن متحقق ہو گیا ہو پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمیشہ کا پہننا اس قسم کا حق حاصل ہونے کے لیے ضرور ہے -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ جو دولت عورت کو خاص اوسکے والدین سے یا ایسے اشخاص سے جو اوس سے تعلق رکھتے ہون یا تو اوسکے والد کے مکان مین یا شوہر کے مکان مین تاریخ منگنی سے اوس رسم کی تکمیل ہونے تک جو دلہن کے دولہا کے گھر مین داخل ہونے پر ادا کی جاتی ہے ملی ہو "سودایک" کہلاتی ہے -

ف ۲ لفظ سودایک مین "یوتک" (دولت جو دولہا اور دلہن کو شادی وغیرہ مین اوس وقت دیجاتی ہے جبکہ دونون ساتھ بیٹھے ہون) بھی شامل ہے -

ف ۳ عورت کو سودایک نامی استری دہن کے حسب مرضی اپنے ہبہ یا بیع وغیرہ کرنے کا آزادانہ اختیار حاصل ہے گو وہ استری دہن جایداد غیر منقولہ پر بھی مشتمل ہو -

ف ۴ جو کچھ کہ عورت کو اوسکے شوہر سے محبتاً ملا ہو اوسکی حفاظت شوہر کی حیات مین با احتیاط کرنا عورت پر فرض ہے وہ بغیر اجازت شوہر کے اوسکو منتقل نہین کر سکتی ہے لیکن اوسکی وفات پر جایداد مذکور کی نسبت اوسکو کامل اختیار ہوتا ہے لیکن یہ قاعدہ جایداد

غیر منقولہ کے ہبہ جات سے متعلق نہین ہے - جسپر اوسکو بعد وفات شوہر کے بہی کامل اختیار حاصل نہین ہوتا ہے -

ف ۵ تابعداون مستثنیات کے جنکا ذکر دو فقرات ماقبل مین کیا گیا ہے - عورت کو استری دہن کی نسبت آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے -

ف ۶ شوہر کو عورت کے استری دہن کی نسبت حق مالکانہ یا آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے لیکن عورت کو تعلق کتخدائی کی وجہ سے اپنے شوہر کی جایداد کی نسبت ہمیشہ حق مالکانہ حاصل ہے گو کوئی آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے -

ف ۷ اگر شوہر یا پسر یا باپ یا بہائی مین سے کوئی شخص عورت کا مال جبراً صرف کرے تو وہ مال مذکور کے معہ سود کے واپس کرنے پر مجبور کیا جاے گا اور مستوجب اداکرنے جرمانہ کا بہی ہوگا لیکن اگر وہ عورت کی رضامندی سے مال مذکور صرف کرے تو جب مستطیع ہو زر اصل کے واپس کرنے پر مجبور کیا جائیگا - اگر وہ کبھی مستطیع نہو اور ہمیشہ مفلس بنا رہے تو زر اصل کا واپس کرنا بہی ضروری نہین ہے -

ف ۸ اگر شوہر اپنی عورت کا استری دہن بغیر اوسکی اجازت کے گر بلاجبر کے دیڈالے یا صرف کرے تو اوسکو صرف زر اصل معہ سود واپس کرنا ہوگا اوسپر کوئی تاوان عاید نہوگا -

ف ۹ لیکن تکلیف کے وقت شوہر اپنی عورت کے استری دہن کے صرف کرنیکا مجاز ہوگا لیکن یہ استحقاق صرف شوہر پر محدود ہے -

ف ۱۰ لازم ہے کہ تکلیف اس قسم کی ہو کہ جس سے بچنا بغیر خرچ کرنے استری دہن کے ناممکن ہو -

ف ۱۱ ایسی صورت مین شوہر اپنی زوجہ کے استری دہن کے صرف کرنیکا بلا اجازت عورت کے بہی مجاز ہے -

ف ۱۲ لیکن اوسپر لازم ہے کہ مال مذکور کو واپس کرے - الا جبکہ اوسکو استطاعت نہو

ایسی صورت مین وہ مال مذکور کے واپس کرنے سے اوسوقت تک معاف رکھا جائیگا کہ اوسکو کافی استطاعت ہو -

ف ۱۳ اگر کوئی زوجہ جان بوجھکر اپنے شوہر کو تکلیف کے وقت اپنے استری دہن کے استعمال کرنے کی اجازت دے تو شوہر جب اوسکی مرضی ہو اوسکو واپس کرسکتا ہے -

ف ۱۴ اگر شوہر زوجہ ثانی عقد مین لاوے اور پہلی زوجہ کی عزت نہ کرے تو وہ پہلی زوجہ کا مال واپس کرنے پر مجبور کیا جائیگا گو اوسنے مال مذکور شوہر کو خوشی سے قرض دیا ہو -

ف ۱۵ اگر عورت کو مناسب کہانا اور کپڑہ اور مکان نہ دیا جاوے تو وہ اپنی ذاتی جایداد جبرًا لے سکتی ہے -

ف ۱۶ جو عورت نہایت بدچلن ہو وہ اپنے استری دہن کے استعمال کرنے کی مجاز نہین ہے -

ف ۱۷ جو کچھہ کہ عورت کو برت وغیرہ مین دیبی کو خوش کرنے کے لئے چڑہاوہ کے طور پر ملے استری دہن ہے اور اوسکو "لابھم" کہتے ہین -

ف ۱۸ عورت استری دہن سے اپنی اولاد کو بھی محروم کرکے متمتع ہوسکتی ہے -

ف ۱۹ پسران وغیرہ کو اپنی مان کے استری دہن کی نسبت اوسکی حیات مین قطعًا کوئی استحقاق مالکانہ حاصل نہین ہے -

ف ۲۰ عورت اپنے استری دہن کی مالک بلاشرکت غیرے ہوتی ہے اور اوسکی حیات مین ایسی جایداد تقسیم نہین ہوسکتی ہے -

ف ۲۱ استری دہن جسکے دینے کا وعدہ شوہر نے کیا ہو مگر جسکو عورت نے شوہر کی حیات مین قبول نہ کیا ہو بعد وفات اوسکے شوہر کے بیٹون اور پوتون پر مثل قرضہ کے اداکرنا فرض ہے -

ف ۲۲ جو رشتہ دار کسی عورت کے استری دہن پر تصرف کرینگے مستوجب سزا کے ہونگے -

باب نہم

فصل سوم

عورت کی جایداد کی وراثت کے بیان مین

ف ۱ منوجی کا یہ قول ہے "جو کچہہ عورت کو بعد بیاہ کے ملا ہو (انواد ہیا) اور جو کچہہ کہ شوہر نے اوسکو محبت سے دیا ہو (پریتیدتا) اوسکو عورت کی اولاد (پرجا) وراثتاً پائیگی گو عورت کا انتقال بحیات شوہر ہوا ہو۔

ف ۲ انواد ہیا اوس دولت کا نام ہے جو عورت کو بعد بیاہ کے شوہر یا پدر کے خاندان سے ملی ہو کیونکہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "جو کچہہ عورت کو شوہر کے خاندان سے کسی وقت بعد از دواج کے ملا ہو اور اسی طرح وہ دولت جو پدر کے خاندان سے ملی ہو بخشش مابعد (انواد ہیا) کہلاتی ہے۔

ف ۳ - حرف مرکب "انواد ہیا" کی ترکیب کو جدا کرنے سے لفظ انو- ادہیا حاصل ہوتا ہے۔ لفظ انو (بعد) کے معنی عبارت ذیل مندرجہ مقولہ سے ظاہر ہوتے ہین "کسی وقت بعد از دواج کے"- اور لفظ ادہیا (ملنا) کے معنی الفاظ ملا ہو مندرجہ مقولہ مذکور سے ظاہر ہوتے ہین۔

ف ۴ مطلب اس فقرہ کا یہ ہے کہ انواد ہیا اور نیز وہ مال جو صرف شوہر نے بوجہ محبت کے عطا کیا ہو (پریتی دت) (یہ دونون قسم کے استری دہن) بعد مرنے عورت کے جو مالک ایسی دولت کی ہو اوسکی ایسی اولاد ذکور واناث کو پہونچتے ہین جو عین بعد اوسکی وفات کے زندہ ہو۔ اسلئے ایسی عورت کی جایداد جو اولاد چہوڑ مری ہو

اوسکے شوہر کو نہین پہونچے گی گو وہ عورت کی وفات کے بعد زندہ رہا ہو بلکہ صرف اولاد باقی ماندہ عورت کی وارث ہوگی -

ف ۵ مضمون بالا سے یہ ظاہر ہوگا کہ قانون مین صرف باقی ماندگی ہی ایسی وجہ تسلیم کیگئی ہے جس سے عورت متوفیہ کی جایداد کی نسبت حق وراثت پیدا ہوتا ہے - اسلئے جبکہ کسی شخص متوفی کی جایداد کسی دوسرے شخص کو بوجہ لاولد وفات پانے مالک جایداد کے پہنچتی ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف باقیماندگی ہی کی وجہ سے شخص متوفی کی جایداد مین وارث کو حق وراثت حاصل ہوا -

ف ۶ منوجی کے قول مذکورہ بالا مین لفظ اولاد (جسکا اطلاق پسران اور دختران ہر دو پر ہو سکتا ہے) کے استعمال کئے جانے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اولاد قسم ذکور و اناث دونون کو ہر دو قسم کے استری دہن مصرحہ قول یعنی الواد ہیا اور پریتی دت کی نسبت ایک ہی وقت مین حق وراثت حاصل ہوتا ہے اور اسوجہ سے اونکو جایداد دو قت واحد مین پہونچتی ہے اور نہ اسطرحپر کہ پہلی دختران کو اور بصورت اونکے نہونے کے بیٹون کو حاصل ہے - پس دختران اور پسران یا بالفاظ دیگر برادران اور ہمشیرگان کو چاہئے کہ جایداد کو باہم تقسیم کرلین پس یہ سمجھنا چاہئے کہ منوجی کا یہ قول "جب مان وفات پائے تو تمام حقیقی برادران و حقیقی ہمشیرگان کو چاہئے کہ مان کی جایداد کو بحصص مساوی تقسیم کرلین" اون دونون قسم کے استری دہن سے متعلق ہے (الواد ہیا اور پریتی دت) جنکا ذکر مصنف مذکور نے قول ماقبل مین کیا ہے +

ف ۷ اسی مضمون کی نسبت برہسپتی جی نے ایک فرق ظاہر فرمایا ہے "عورت کا متروکہ اوسکی اولاد ذکور کو پہونچتا ہے اور دختر بھی اونکے ساتھہ سہیم ہوگی بشرطیکہ اوسکا بیاہ نہوا ہو - لیکن اگر اوسکا بیاہ ہو چکا ہو تو اوسکو کوئی شے صرف بطور نشان اعزاز کے دیجانی چاہئے"

ف۸ منو اور برہسپتی کے اقوال مندرجہ بالا مین حرف عطف "چا" بغرض ظاہر کرنے مشارکت کے استعمال کیا گیا ہے (اِترے تر) اسلیئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اونکے (برادران و ہمشیرگان کے) درمیان بتقسیم ترکت کی بنا و پر عملین آتی ہے - یا بالفاظ دیگر یہ سمجھنا چاہیئے کہ برادران و ہمشیرگان ایک سا حصہ پاتے ہین -

ف۹ چنانچہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "ہمشیرگان منکوحہ اقربا کے ساتھہ سہام پاتی ہین" - اقربا سے مراد حقیقی بھائی سے ہے قول مذکور مین لفظ منکوحہ بغرض خارج کرنے بیوگان اور نہ دختران ناکتخدا کے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ دخترانِ ناکتخدا کے خارج کرنے سے برہسپتی کے قول ماقبل مندرجہ فقرہ (۷) سے اختلاف پیدا ہوگا -

ف۱۰ منوجی ایسی دختران کی نسبت جو برادران حقیقی کے ساتھہ مساوی حصص پاتی ہین اسطرح فرماتے ہین "- اون دختران کی دختران کو بھی نانی کی جایداد سے کوئی شے مناسب محبتًا دیجا سکتی ہے" - شے مناسب سے مراد اوسقدر دولت سے ہے جو بلحاظ افلاس وغیرہ حاصل کرنے والے شے مذکور کے فرایض مذہبی کے ادا کرنے کے لئے ضروری ہو

ف۱۱ اگر یہ سوال کیا جاے کہ کیونکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نانی کی جایداد سے کوئی شے دختر کی دختر کو دیجانی چاہیئے درحالیکہ اوسکو جایداد مذکور کی نسبت برادران اور ہمشیرگان (یعنی پسران اور دختران) نانی متوفیہ کی حیات مین کوئی استحقاق مالکانہ حاصل نہین ہے تو اوسکا جواب حسب ذیل ہے - کہ اگرچہ دختر ناکتخدا مستحق وراثتًا پانے جایداد اپنے پدر کی (جسکے اولاد قسم ذکور موجود ہو) نہین ہے تاہم شاستر آیہ محکوم ہے کہ وہ اپنے بھائی سے ایک ربع حصہ پانے کی مستحق ہے اسی طرح اِسصورت مین بھی نواسی کو حق ملکیت حاصل نہین ہے تاہم مطابق اوس قول کے (جسکی روسے اوسکو دیئے جانے کی اجازت ہے) برادران کو چاہیئے کہ کچھہ نہ کچھہ اوسکو عطا کرین - تاہم فرق یہ ہے کہ بصورت کنواری لڑکی کے جو اگرچہ اپنی پدری جایداد کے وراثتًا پانے کی مستحق نہین ہے تاہم منوجی نے اِس اعتبار سے

کہ اوسکو ازروے پیدایش کے جایداد مذکور کی نسبت حق حاصل ہے بصورت تہ اداکرنے (ایک ربع منجملہ جائداد کے) ازروے اس قول کے منزا مقرر کی ہے" وے جو اوس کے اداکرنے سے انکار کرینگے قوم سے خارج کئے جائینگے" لیکن اس صورت مین نواسی کو ازروے پیدایش کے کوئی حق حاصل نہین ہے اسلئے قول مین الفاظ "محبتاً دیجا سکتی ہے" اس امر پر اشارہ کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین کہ اگر محبت ہو تو کوئی شئے دیجانی چاہیئے ورنہ نہین -

ف ۱۲ وہی مصنف (منوجی) یہ بھی فرماتے ہین کہ مان کا ایک اور خاص قسم کا استری دہن صرف ناکتخدا لڑکیونکو ہی اور نہ عام طور پر جملہ برادران اور ہمشیرگان کو پہونچتا ہے "وہ جایداد جو مان کو بوقت ازدواج ملی ہو (یوتک) اوسکی کنواری لڑکیون کی ہوتی ہے"

ف ۱۳ یوتک وہ دولت ہے جو کسی نے دولہا اور دولہن کو اوسوقت دی ہو جب کہ بیاہ وغیرہ مین دونون ملکر بیٹھے ہون نگھنٹ (لغت) مین تحریر ہے کہ لفظ یوتک دونون کے اوسوقت باہم ملنے (یوت) سے اخذ کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ دولت جو دولہا اور دولہن کو دیجاے یوتک کہلاتی ہے کیونکہ لفظ یوتک لفظ یوت سے اخذ کیا گیا ہے - جسکے معنی ملنے کے ہین - +

ف ۱۴ لیکن دیوسوامی کی راے مین یوتک دو قسم کا ہوتا ہے" چونکہ جو کچھ کہ باپ کے گھر سے ملا ہو اوس سے مختلف ہوتا ہے جو شوہر کے گھر سے ملا ہوا سلئے وہ مادری یوتک کہلاتا ہے اور وہ مان کا بلا شرکت غیرے ہوتا ہے" چونکہ مصنف (دیوسوامی) مذکور نے اپنی ذاتی راے سے یہ فرق پیدا کیا ہے. اسلئے اوسکے جواز کی نسبت شبہہ ہے - +

ف ۱۵ اگر متعدد دختران ناکتخدا ہون تو یوتک کی تقسیم اوس اصول کے لحاظ سے ہونی چاہیئے - "اگر کوئی امر خلاف نہو تو مساوات ہی قاعدہ قرار یافتہ ہے" کیونکہ کوئی مختلف طریقہ تقسیم کا بیان نہین کیا گیا ہے -

ف ۱۶ ایسی مادری دولت جو تین اقسام مندرجہ بالا (۱) مین داخل نہو صرف دختران ناکتخدا اور ایسی دختران کی جو بیاہی مگر بے مایہ ہون نہ کہ بالعموم تمام دختران کی ہوتی ہے۔ چنانچہ گوتم منی کا یہ قول ہے کہ "عورت کی جایداد اوسکی دختران ناکتخدا اور بے مایہ کو پہونچتی ہے"۔

ف ۱۷ مطلب یہ ہے کہ اون اقسام کے استری دہن جو ادہیگنی وغیرہ کے نام سے موسوم ہین دختران ناکتخدا اور دختران بے مایہ کتخدا کے ہوتے ہین دولت مذکور صرف ایسی ہی دختران مین تقسیم کیجانی چاہیے۔ لفظ "بے مایہ" مرقومہ قول گوتم کی تعبیر اپرارک کے قول کے بموجب اسطرح کرنی چاہیے کہ اوس سے لاولد یا بے مایہ یا شامت زدہ یا بیوہ دختر مراد ہے۔ اس قول کی جو تعبیر وگینشر نے کی ہے غیر مستند فرائض پر مبنی ہے اور اسوجہ سے وہ ناقابل پذیرائی ہے۔

ف ۱۸ اس بارہ مین یاگولک نے ایک اور قاعدہ قرار دیا ہے "جو جایداد مادر بعد ادا کرنے اوسکے قرضہ جات کے باقی رہے دختران کو ملنی چاہیے"۔

ف ۱۹ مطلب یہ ہے کہ بعد وفات مان کے اور ادا کیے جانے اوسکے قرضجات کے اوسکی باقی جایداد اوسکی دختران ناکتخدا اور دختران بے مایہ کو بحصص مساوی ملنی چاہیے۔

ف ۲۰ بصورت نہونے ایسی دختران کے مصنف مذکور یہ فرماتے ہین "اور بصورت اونکے نہونے کے اولاد وارث ہوتی ہے"۔

ف ۲۱ ناردجی اسی قاعدہ کو زیادہ صریح الفاظ مین اسطرح ظاہر فرماتے ہین "بصورت نہونے دختران کے اونکی اولاد"۔

ف ۲۲ چونکہ کنواری لڑکیون کے اولاد نہین ہوسکتی ہے اسلیئے سمجھنا چاہیے کہ فقرہ مذکور ضرور بیاہی دختران کی اولاد سے متعلق ہے اسکے علاوہ یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ

(۱) یعنی انواد ہیا و پریتی دت و یوتک

اولاد قسم اناث ہونا ضرور ہے کیونکہ دولت اولاد قسم اناث کو پہونچتی ہے - قول مین لفظ وسیع (اولاد) اس غرض سے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر اولاد قسم اناث نہو تو دختران کی اولاد ذکور اوس دولت کو لے سکے - +

ف ۲۳ اگر دختران کے پسران بہی نہون تو متوفیہ کے بیٹے دولت اور قرضہ کو تقسیم کر لینگے چنانچہ یاگوالک کے اس قول سے کہ "بیٹونکو چاہیئے کہ بعد وفات والدین (پترو) کے اونکی جایداد اور قرضہ کو مساوی طور پر تقسیم کرلین" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مان کی مفات کے بعد بیٹے مستحق اس امر کے ہوتے ہین کہ اوسکے متروکہ اور قرضہ کو علی السویہ تقسیم کرلین - اگر مادری جایداد سے یہ فقرہ متعلق نہو تو حرف مرکب "پترو" (والدین) مستعملہ قول مذکور بیکار ہو جائیگا -

ف ۲۴ بصورت نہونے بیٹیون کے متوفیہ کی دولت اور قرضہ اوسکے پوتون کو پہونچتا ہے کیونکہ بموجب اس قول کے کہ "قرضہ بیٹون اور پوتون کو ادا کرنا چاہیئے" پوتے ذمہ دار ادا کرنے قرضجات اپنی دادی کے ہین اور یہ محکوم ہے کہ "قرضجات اون لوگون کو ادا کرنا چاہیئے جنکو ترکہ ملا ہو -

ف ۲۵ اگر پوتے مختلف بیٹون کی اولاد سے اور تعداد مین غیر مساوی ہون تو اونکی نانی کے ترکہ اور قرضہ کی تقسیم کے وقت اونکے حصص (مثل دادا کے ترکہ کے تقسیم کے) بلحاظ اونکے پدران کے ہوتے ہین علی ہذا القیاس اگر متعدد دختران کے بطن سے متعدد نواسے اور نواسیان غیر مساوی تعداد کی ہون تو اونکے حصص بلحاظ تعداد اونکی مادران کے ہونے چاہیئن - کیونکہ گوتم منی کا یہ قول ہے کہ "یا سہام موافق تعداد مادران کے ہون جو ہر ایک کی اولاد مین خاص طور پر تقسیم کیے جائین"

ف ۲۶ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "اگر دختران نہون تو وراثت پسران کو پہونچتی ہے"

لفظ دختران سے جو اس قول مین مستعمل ہوا ہے دختران ناکتخدا مراد ہین کیونکہ بصورت اون کے ہی کسی قسم کی اولاد نہین ہو سکتی ہے اس لیئے کاتیاین کا قول ایسے استری دہن سے متعلق سمجھنا چاہیئے جسکا نام "یوتک" ہے - +

ف ۲۷ اگر کوئی زوجہ کوئی اولاد نہ چھوڑے تو اوسکی دولت اوسکے شوہر کو پہونچتی ہے چنانچہ یاگولک کا قول یہ ہے کہ "لا ولد عورت کی دولت جسکا بیاہ بطریق برہم یا کسی طریقہ سے منجلہ چار پسندیدہ طریقون کے بہی ہوا ہو شوہر کو پہونچتی ہے فقرہ مندرجہ بالا مین لفظ "اپی بہی" کے استعمال کے ذریعہ سے گندہرب قسم کا بیاہ بہی داخل کیا گیا ہے - +

ف ۲۸ پس منوجی کا یہ قول ہے "یہ محکوم ہے کہ ایسی عورت کی دولت جسکا بیاہ بطریق سوم برہم یا دیو یا ارش یا گندہرب یا پرجاپت کے ہوا ہو اوسکے شوہر کو پہونچیگی اگر وہ لاولد فوت ہوئی ہو"۔

ف ۲۹ ایسی عورت کی دولت جسکا بیاہ منجملہ پانچ طرایق متذکرہ بالا کے کسی طریقہ سے ہوا ہو اوسکے ورثا رین دختر سے لیکر پوتے تک کوئی نہو تو اوسکے شوہر کو اور نہ مان وغیرہ کو پہونچتی ہے۔

ف ۳۰ کاتیاین کا یہ قول "جو کچہ رشتہ دارون نے دیا ہو بصورت نہ ہونے رشتہ دارون کے اوسکے شوہر کو پہونچتا ہے" ایسی عورت کی دولت سے متعلق ہے جسکا بیاہ منجملہ پانچ طرایق متذکرہ صدر کے کسی ایک طریقہ سے نہوا ہو کیونکہ مصنف مذکور نے مطابق اسکے یہ فرمایا ہے "جو کچہ کہ عورت کو جسکا ازدواج آسر وغیرہ طریقہ سے ہوا ہو والدین سے ملا ہو بصورت نہ ہونے اوسکی اولاد کے اوسکی مان اور باپ کو پہونچتا ہو" "والدین سے ملا ہو" یعنی مان یا باپ سے بطور بخشش کے ملا ہو "بصورت نہونے اوسکی اولاد کے" یعنی ایسی عورت کی اولاد کے نہونے کی صورت مین جسکا بیاہ آسر وغیرہ طریقہ سے ہوا ہو - لفظ اولاد نواسے سے لیکر پوتے تک اون تمام ورثا پر حاوی ہے جو سابقاً استری دہن کے

وارث ہونے کے قابل قرار دئے گئے ہین -

ف ۳۱ یم منی فرماتے ہین کہ "جو دولت ازدواج موسومہ اُسر وغیرہ مین دی گئی ہو بصورت لاولد فوت ہونے عورت کے صرف اوسکے باپ کو پہونچتی ہے" الفاظ "دی گئی ہو" مستعملہ قول سے باپ کا دینا مراد ہے اور اسلیئے یہ مقولہ قول متذکرہ صدر کے مخالف نہین ہے -

ف ۳۲ اسی طرح یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ استری دھن یا مال جو عورت کو جسکا ازدواج از قسم اُسر وغیرہ ہوا ہو اوسکے چچا یا برادر یا ماموں مثل اسکے دوسرے رشتہ دارون نے دیا ہو بعد وفات عورت کے ایسے رشتہ دارون کو پہونچتا ہے جبکہ وہ اوسکی وفات کے بعد زندہ ہون اور بصورت اونکے نہونے کے اوسکے شوہر کو پہنچتا ہے لیکن گوتم منی اس قاعدہ کا ایک استثنار بیان فرماتے ہین کہ ایک خاص قسم کا عطیہ جو رشتہ دارون نے دیا ہو معطی کی طرف عود نہین کرتا ہے ہمشیرہ کی دستوری (شلک) حقیقی بھائیونکو پہونچتی ہے اوسکے بعد اوسکی مان کو پہونچتی ہے" +

ف ۳۳ شلک کی تعریف پہلے باب (۱) مین کی گئی ہے - گو اس قسم کا مال دولہا وغیرہ نے دیا ہو اونکی طرف عود نہین کرتا ہے بلکہ حقیقی بھائیون کو اور بصورت اونکی عدم موجودگی کے مان کو پہونچتا ہے -

ف ۳۴ شنکہ منی بعد تحریر کرنے الفاظ "واپس لے سکتا ہے کے" یہ فرماتے ہین "دولہا اپنے بیاہ کی بخشش کو (واپس لے سکتا ہے)" یہ فقرہ ایسی دولہن سے متعلق سمجھنا چاہیے جسکی وفات تکمیل عقد کے قبل وقوع مین آئے بدلیل یاگولک کے اس قول کے کہ "اگر (دولہن) مرجائے تو جو کچھ کہ دیا گیا تہا واپس لیا جا سکتا ہے"

"جو کچھ کہ دیا گیا تہا" یعنی شلک یا زیورات وغیرہ - "واپس لیا جا سکتا ہے" یعنی دولہا واپس لے سکتا ہے -

ف ۳۵ بودہاین متعلق دولت کنواری عورت کے یہ فرماتے ہین کنواری عورت متوفیہ

(۱) دیکھو باب ۹ فصل ا فقرہ ۵ - رسالہ ہذا

کی دولت اوسکے حقیقی بہائی پاتے ہین بصورت اونکے نہونے کے اوسکی مان کو پہونچتی ہے یا اگر مان مرگئی ہو تو اوسکے باپ کو پہونچے گی ؛؛ +

ف ۳۶ برہسپتی جی قایم مقام (مثل مادر) مادران کا ذکر کرکے اون اشخاص کی تصریح کرتے ہین جو لوگ اون کی وراثت کے مستحق ہین - مان کی بہن اور ماموں یا چچا کی زوجہ اور باپ کی بہن اور زوجہ کی مان اور بڑے بہائی کی زوجہ مساوی مان کے بیان کی گئی ہین اگر وے بلا چہوڑنے اپنی اولاد (ذکور) یا نواسہ یا دختر کے فوت ہون تو بہانجے وغیرہ اونکی جایداد کے وارث ہونگے -

ف ۳۷ متوفیہ کے بہانجے اپنی خالہ کی جایداد لیتے ہین اسی طرح قول مین الفاظ "وغیرہ" کا استعمال ہونے سے یہ سمجہنا چاہئے کہ دیگر ورثا ریکے بعد دیگرے مستحق اپنی اپنی قایم مقام مادران کی جایداد کے ہوتے ہین - +

ف ۳۸ اسی طرح سوت کی اولاد اپنی سوتیلی مان کی جایداد پاتی ہے بشرطیکہ متوفیہ بلا چہوڑنے اولاد اور شوہر وغیرہ کے فوت ہوئی ہو -

ف ۳۹ منو جی کا قول ہے کہ بعض صورتون مین ایک خاص قسم کی سوت کی اولاد سوتیلی مان متوفیہ کی جایداد باوجود زندہ رہنے اوسکے شوہر یا پدر یا برادر وغیرہ کے پاتی ہے - "عورت کی وہ دولت جو اوسکو کسی طریقہ سے اوسکے پدر نے دی ہو برہمنی کنواری لڑکی یا اوسکی اولاد پاوے گی ؛؛

ف ۴۰ الفاظ "جو اوسکو اوسکے باپ نے دی ہو" سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ گو برادر اور پدر وغیرہ جنکا مستحق وراثت ہونا اوپر تحریر کیا گیا ہے موجود ہون برہمنی کنواری لڑکی ورثہ پاتی ہے - اسلئے مطلب فقرہ ہذا کا یہ ہے کہ ایسی عورت کی دولت جو ہم قوم اپنے شوہر کی تھی بصورت لاولد وفات پانے اوس عورت کے اوسکے شوہر کی ہم قوم دوسری زوجہ کی کنواری دختر کو یا اوسکی اولاد کو پہونچتی ہے - +

ف۴۱ فقرہ مندرجہ بالا سے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر شوہر سے مختلف القوم متعدد زوجگان ہون تو ایسی عورت کی دولت جو لاولد مرجائے دوسری زوجہ کی کنواری لڑکی یا اوسکی اولاد وراثتاً نہین پائیگی بلکہ صرف شوہر متوفیہ کا پائیگا بشرطیکہ ازدواج کسی طریقہ پسندیدہ مثل برہم وغیرہ سے ہوا ہو - بصورت دیگر معطی ہی وارث ہوگا -

ف۴۲ کاتیاین نے مقولہ مندرجہ ذیل پر مضمون استری دہن کو ختم کیا ہے - "اسطرح قاعدہ متعلق استری دہن یا عورت کی جایداد اور اوسکی تقسیم کے بیان کیا گیا"

(۴۳) مطلب یہ ہے کہ قانون جو اس طرح بیان کیا گیا اور قواعد تقسیم جنکی اس طرح تصریح کی گئی استری دہن یا عورت کی جداگانہ جایداد سے متعلق ہین - +

(حاصل مطلب منجانب مترجم)

ف۱ بصورت استری دہن کے صرف مالک کی وفات اور وارث کی باقیماندگی ہی قانوناً ایسی وجہ تسلیم کی گئی ہے - جس سے حق وراثت نسبت جایداد مذکور کے پیدا ہوتا ہے -

ف۲ اوس قسم کا استری دہن جسکا نام "انوادہیا" ہے اور جو کچھ کہ شوہر نے عورت کو محبتاً دیا ہو اوسکی وفات پر اوسکے باقیماندہ پسران اور دختران کو (باستثنار بیوہ دختران کے) پہونچتا ہے اور اونکو چاہیئے کہ متروکہ کو آپس مین علی السویہ تقسیم کرلین - اگر اونکی محبت متقاضی ہو تو اوس جایداد مین سے کسیقدر دخترون کی دخترون کو دین ورنہ نہین

ف۳ مان کا وہ استری دہن جسکا نام "یوتک" ہے اوسکی وفات پر صرف اوسکی بے بیاہی دخترونکو پہونچتا ہے - اگر ایسی دختران نہون تو پسران کو پہونچتا ہے -

ف۴ استری دہن جو تینون اقسام متذکرہ بالا مین سے کسی مین داخل نہو پہلے دختران ناکتخدا اور بے مایہ مگر کتخدا کو پہونچتا ہے - قسم آخر الذکر کی دختران مین نہ صرف دختران مفلس داخل ہین بلکہ دختران لاولد یا شامت زدہ یا بیوگان بھی داخل ہین - ان دختران (یعنی

تا کتخدا (اور بے مایہ) پر واجب ہے کہ ترکہ مادری سے پہلے مان کا قرضہ ادا کرین بعدہ باقیماندہ کو تقسیم کرلین ایسی دختران کے نہونے کی صورت مین (دختران کتخدا اور بالدار وارث ہوتی ہین) اگر یہ بھی نہون تو حق وراثت دختروں کی دخترونکو حاصل ہوتا ہے اور اونکے بعد نواسونکو اور اونکے بعد پسران کو اور آخر الامر پوتونکو حاصل ہوتا ہے -

ف ۵ اگر پوتے مختلف پسران کی اولاد سے ہون یا نواسے یا نواسیان مختلف دختران کی اولاد سے بہ تعداد غیر مساوی ہون تو وہ بالاصول پاوینگے نہ کہ بالراس -

ف ۶ اگر کوئی عورت دختروں سے لیکر پوتے تک کوئی وارث نہ چھوڑے تو اوسکا ترکہ شوہر کو پہونچتا ہے بشرطیکہ اوسکا بیاہ منجملہ طرایق برہم دیو آرش پرجاپت اور گندہرب کے کسی طریقہ سے ہوا ہو -

ف ۷ اگر اوسکا بیاہ بطریق اسر پشاچ یا راکشس کے ہوا ہو تو اوسکا ترکہ ایسے رشتہ دار کو پہونچتا ہے جسنے اوسکو بطریق استری دہن کے اوسکی حیات مین دیا ہو - ایسے رشتہ دار نہونے کی صورت مین جایداد شوہر کو پہونچیگی -

ف ۸ صرف شلک اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے - جو اگرچہ دولہا وغیرہ نے دیا ہو عورت کی وفات پر اونکی جانب عود نہ کرے گا بلکہ اوسکے حقیقی برادران کو اور اگر وہ نہون تو مان کو پہونچیگا -

ف ۹ لیکن اگر قبل تکمیل بیاہ کے دولہن کا انتقال ہوجاوے تو بیاہ کی بخشش وغیرہ جو دولہا نے دی ہو دولہا واپس لے سکتا ہے -

ف ۱۰ بصورت ترکہ کنواری لڑکی کے حق وراثت اولاً حقیقی برادران کو حاصل ہوتا ہے اگر وے نہون تو مان کو لیکن اگر وہ مرگئی ہو تو باپ کو حاصل ہوتا ہے -

ف ۱۱ اگر کوئی عورت لاولد فوت ہو تو اوسکے ترکہ کا وارث یا تو اوسکا بھانجہ یا اوسکے شوہر کی بہن یا بھائی کا بیٹا یا اوس عورت کی حقیقی بھائی کا بیٹا یا اوس عورت کا داماد

یا دیور ہوگا -

ف ۱۲ اگر کل ورثائے متذکرہ صدر یا اون مین سے اکثر زندہ ہون تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون سب کو ایک ساتھ حق حاصل نہین ہے بلکہ بلحاظ ترتیب متذکرہ صدر کے یکے بعد دیگرے حاصل ہے -

ف ۱۳ سوت کی اولاد سوتیلی مان کا ترکہ پائیگی جبکہ عورت آخر الذکر بلا چھوڑے اولاد یا شوہر وغیرہ کے وفات پائے -

ف ۱۴ ایسی عورت کا ترکہ جو اپنے شوہر سے مختلف قوم کی ہو بصورت اوسکے لا ولد ہونے کے شوہر کی ہم قوم زوجہ کی کنواری دختر یا اوسکی اولاد پائیگی -

ف ۱۵ لیکن اگر شوہر کی ہم قوم زوجہ کے کوئی کنواری دختر نہو تو اوسکا ترکہ صرف اوسکے شوہر کو پہونچیگا بشرطیکہ بیاہ بطریق پسندیدہ ہوا ہو اور دیگر صورتون مین خود دینے والا وارث ہوگا -

باب دہم

اوس دولت کی تقسیم کے بیان مین جو قائمقام پدران سے ملی ہو -

ف ۱ منوجی یہ فرماتے ہین "بیٹے اپنے پدر کے متروکہ کے وارث ہین اور نہ برادران یا والدین وارث ہین -

ف ۲ یہان یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ منوجی پہلے یہ فرما چکے ہین کہ پسر صحیح النسب (اورس (۱)) ہی اپنے باپ کے متروکہ کا مالک ہے اس قول سے کافی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ برادران وغیرہ شخص متوفی کی دولت مین حصہ کے مستحق نہین ہین - پس قول متذکرہ صدر کی رو سے اونکے صریحاً خارج کرنے کی کیا ضرورت تھی - یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ قول متذکرہ صدر پسران

(۱) چاہئے (اورس) سے پیدا کیا ہوا پسر صحیح النسب ہوتا ہے (اورس)

متوفی سے متعلق ہے کیونکہ یہ امر صاف طور پر قول کے ان صریح الفاظ کے خلاف ہوگا کہ "پسران اپنے باپ کا ترکہ وراثتاً پاتے ہین"۔

ف ۳ جواب یہ ہے کہ اس فقرہ مین کہ "پسران اپنے باپ کا ترکہ وراثتاً پاتے ہین" الفاظ باپ اور پسران قایم مقام پدر اور قایم مقام پسران سے متعلق ہین- پس معنی یہ ہین کہ پسران از قسم شیترج وغیرہ اپنے باپ کے [یعنی شوہر ایسی عورت کے جس سے شیترج وغیرہ پیدا کیا گیا تہا] مال کے وارث ہین اور نہ پدران مذکور کے بہائی وغیرہ وارث ہین -

ف ۴ مصنف مذکور (منوجی) نے شیترج وغیرہ قسم کے قایم مقام بیٹون کی تعریف اسطرح کی ہے :-

۱- وہ پسر جو کسی شخص متوفی یا نامرد یا خارج القوم کی زوجہ سے بموجب دہرم شاستر بعد اسکے کہ اوس عورت کو اسبارہ مین اجازت مناسب دیگئی ہو پیدا کیا گیا ہو شیترج یا زوجہ مذکور کا ولد الحلال کہلاتا ہے -

۲- وہ لڑکا جسکو اوسکے باپ یا مان مصیبت (ب) کے وقت محبت سے (د) کسی ہم قوم (ج) کو بطور پسر کے دین اور پانی سے بخشش کی تکمیل (الف) کرین دترم یا دیا ہوا بیٹا کہلاتا ہے۔

۳- جس لڑکے کو کوئی شخص جو نیک وبد سے آگاہ ہو بطور اپنے فرزند کے لیوے (ہ) اور وہ بیٹا ہم قوم اور فرایض پسری سے مزین ہو وہ کرتم یا بنایا ہوا بیٹا کہلاتا ہے -

۴- جس کسی کے مکان مین (ز) ایسا لڑکا پیدا ہو جسکا حقیقی باپ معلوم نہو سکتا ہو پسر مذکور کو گڈہ اوتپن یا ولد المجہول کہتے ہین اور وہ اوس زوجہ کے مالک (شوہر) کا بیٹا ہوتا ہے- یعنی جسکے خفیہ طور پر لڑکے کا حمل قایم ہوا تہا-

۵- اگر کوئی شخص ایسے لڑکے کو مثل اپنے لڑکے کے حاصل کرے جسکو اوسکے والدین یا اون مین سے کسی ایک نے ترک (ح) کیا ہو تو وہ اپ ویدہ یا پسر متروک کہلاتا ہے -

۶- لڑکا جسکا حمل کسی کنواری لڑکی کے خفیہ طور پر اوسکے باپ کے مکان مین قرار پایا ہو- اوسکے شوہر کا بیٹا سمجھا جاویگا اور کنواری لڑکی کا بیٹا" یا کانین" کہلاتا ہے - کیونکہ ناکتخدا عورت کی اولاد ہے -

۷- اگر کوئی حاملہ عورت بیاہی جاے - عام اس سے کہ اوسکا حمل معلوم ہو یا غیر معلوم جو لڑکا اوسکے رحم مین ہو وہ دولہ کا ہوتا ہے اور سہوڑ یا اوسکی دلہن کے ساتھ آیا ہوا بیٹا کہلاتا ہے -

۸- اوس لڑکے کو کریت" یا خریدا ہوا بیٹا کہتے ہین جسکو کوئی شخص اولاد کی خواہش سے اوسکے پدر یا مادر سے خرید کرے عام اس سے کہ وہ لڑکا (د) مشتری کے مساوی یا غیر مساوی ہو -

۹- وہ پسر جسکو ایسی عورت نے جسکو اوسکے مالک نے ترک کیا ہو یا جو بیوہ ہوگئی ہو کسی دوسرے شوہر سے جسکو اوسنے اپنی خواہش سے شوہر بنایا ہو جنا ہو" پونر بہو" یا زوجہ بکر کا بیٹا کہلاتا ہے -

۱۰- وہ پسر جسکے والدین مرگئے ہون یا جسکے والدین نے بلاوجہ موجبہ کے اوسکو ترک کیا ہو اور اوسنے اپنے آپ سے کسی شخص کا پسر ہونا قبول کیا ہو" سویم دت" یا اپنے آپ دیا ہوا لڑکا کہلاتا ہے -

۱۱- جو لڑکا کسی برہمن نے بوجہ غلبہ شہوت کے سودر عورت سے پیدا کیا ہو مثل نعش کے (ط) ہے - گو زندہ ہو اور اسلئے اوسکا نام" پرسو" یعنی زندہ نعش رکھا گیا ہے -

اسطرح عالموں نے فرایض مذہبی کی انجام دہی کے لئے (ک) بجاے (ی) صحیح النسب بیٹون کے گیارہ (ل) اقسام کے بیٹون کو (جن مین سے شیترج پہلا ہے) علی الترتیب نامزد فرمایا ہے -

(الف) پانی سے بخشش کی تکمیل کرین اس سے اوسطریقہ کی صراحت ہوتی ہے

سب کے مطابق لڑکا دیا جانا چاہئے - ہم اوس باب مین جو متبنی کنندہ اور دہندہ سے متعلق ہے قانون نسبت دینے پسر کے بیان کرچکے ہین -

(ب) مصیبت کے وقت - بوقت قحط وغیرہ یا جبکہ متبنی کنندہ اولاد کے نہونے سے مصیبت مین گرفتار ہو -

(ج) ہم قوم - دینے والا اور لینے والا دونون اشخاص ہم قوم ہون -

(د) محبت سے - بغیر لالچ کے -

(ہ) لیوے - ایسے شخص کو بطور بیٹے کے لیوے جسکا کوئی ولی نہو -

(و) مساوی ہو یا غیر مساوی - نیک خصایل مین مساوی ہو یا غیر مساوی -

(ز) جس کسی کے مکان مین - یعنی مکان مین زوجہ کے بطن سے -

(ح) ترک کیا ہو - بوجہ نامبارک وقت مین پیدا ہونے وغیرہ کے اور نہ بوجہ قوم سے خارج کئے جانے کے ترک کیا ہو -

(ط) مثل نعش کے ہے گو زندہ ہو - یعنی گو پسر مذکور زندہ ہو لیکن مثل مردہ کے ہے -

(ی) بجاے صحیح النسب بیٹے کے - مثل قایم مقام بیٹے کے -

(ک) واسطے انجام دہی فرایض مذہبی کے - واسطے انسداد عدم انجام دہی سرادہ وغیرہ فرایض مذہبی کے جنکا ادا کرنا پسران صحیح النسب پر بعدم موجودگی ایسے بیٹون کے واجب ہے

(ل) نامزد کیا ہے - اُن لوگون کے لئے نامزد کیا ہے جنکو نہ ادا کئے جانے فرایض مذہبی کا خوف ہو -

ف اگلے زمانہ مین کل قایم مقام پسران متذکرہ صدر مثل حقیقی بیٹون کے مانے گئے تھے - لیکن کل جُگ مین صرف پسر متبنی ہی مانا گیا ہے - بذریعہ قول "بجز پسر صحیح النسب یا پسر متبنی کے اور کوئی بطور پسر کے مقبول نہونا چاہئے" عالمون نے آغاز کل جُگ مین دنیا مین نیکی کو قایم رکھنے کے لئے بجز پسر صحیح النسب اور پسر متبنی کے کسی اور قسم کے پسر کے تسلیم

کیئے جانے کی امتناع کی ہے -

ف یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ دختر سے اوسکے باپ کے لئے پسر پیدا کرنے کے واسطے نیوگ کل جگ مین اوسی قول کی رو سے ممنوع ہے کیونکہ ایسا لڑکا نہ پسر صحیح النسب کی تعریف مین اور نہ پسر متبنی کی تعریف مین داخل ہے - پس نتیجہ یہ ہے کہ کل جگ مین بصورت عدم موجودگی پسر صحیح النسب یا اوسکے بیٹے کے پسر متبنی ہی اصلی بیٹے کا قایم مقام مانا گیا ہے کوئی دوسرا قایم مقام پسر تسلیم نہین کیا گیا ہے -

ف چونکہ کل جگ مین کسی غیر قوم کی عورت کے ساتھہ بیاہ فی نفسہٖ جایز ہے پس جسم سے پیدا کیا ہوا پسر بھی اوس صورت مین پسر صحیح النسب نہوگا کہ وہ غیر قوم کی زوجہ کے بطن سے ہو - چنانچہ دہرگن کا یہ قول ہے - دوجنمی قوم کے اشخاص کے ساتھہ غیر قوم کی لڑکیون کا ازدواج" اسکے ساتھہ الفاظ ذیل اضافہ کرو دونکی قایم رکھنے کے لئے کلجگ مین بزرگون کے حکم سے ممنوع ہے" پس ہمنے اوس قانون کی تشریح نہین کی جو تقسیم جایداد باہم مختلف قوم کے پسران اور قایم مقام پسران (بجز پسر متبنی کے) اور دختران نیوگ اور اونکے لڑکون سے متعلق ہے کیونکہ جب ایسی تقسیم موجودہ زمانہ مین متروک ہے - تو کتاب کی ضخامت کو بڑہانا بالکل بیکار ہوگا -

ف لیکن منوجی کا یہ قول ہے کہ "اگر منجملہ چند برادران حقیقی کے ایک برادر کے بیٹا ہو تو منوجی اون کل برادران کو اس لڑکے کے ذریعہ سے اولاد ذکور پدر کا قرار دیتے ہین" اس قول کی رو سے برادر اوس شخص کا جو پسر رکہتا ہو فی الواقع بذریعہ اولاد ذکور کے اولاد ذکور کا باپ نہین ہو جاتا ہے کیونکہ قانون کی رو سے وہ لاولد متصور ہوگا گو اوسکا بھائی صاحب اولاد ہو - پس یاگولک نے اس مقولہ مین "زوجہ اور دختران الخ" شخص متوفی کو باوجود اسکے کہ اوسکے برادر کے پسر ہو لاولد تصور کیا ہے - علاوہ برین اونہون نے برادر کے پسر کو سلسلہ ورثا مین بعد زوجہ اور دختر اور والدین اور برادران کے رکھا ہے -

ف ۹ اس مقام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "اگر ایک بھائی کے ذی ولد ہونے کی وجہ سے دوسرا بھائی اولاد مذکور کا باپ نہ سمجھا جاویگا تو منوجی کے فقرہ مذکورہ صدر سے کیا فایدہ ہوگا" جواب یہ ہے کہ اوس باب مین جس مین اون اشخاص کی تصریح کی گئی ہے جو مجاز ادا کرنے رسوم سرادہ وغیرہ کے مین ایک بھائی کے پسر ہونے پر دوسرا بھائی بھی ذی ولد قرار دیا گیا ہے اور یہ صرف بغرض ستایش اولاد صحیح النسب کے کہا گیا ہے اور اوسی طرحپر بہ لحاظ لفظی معنی کے نہین سمجھا جاویگا جسطرحپر فقرہ ذیل نہین سمجھا جاویگا "گالون کا باپ (تاتا)"۔

ف ۱۰ لیکن سنگرہ کار کا یہ قول ہے کہ "اگر منجملہ متعدد حقیقی برادران ہم قوم کے ایک برادر کے پسر پیدا ہو تو اوس بیٹے کے ذریعہ سے جملہ دیگر برادران ذی ولد خیال کئے جاتے ہین - یہی اصول اوس صورت سے بھی متعلق ہے جسمین متعدد زوجات ہون اگر اون مین سے کسی ایک زوجہ کے بیٹا پیدا ہو تو وہ جملہ دیگر زوجگان کو تارد دیتا ہے -"

ف ۱۱ اس قول کو قول ماسبق کے مطابق کرنے کے لئے دیوسوامی فقرہ مذکور کی تعبیر حسب ذیل کرتے ہین "چونکہ (سنگرہ کار) کی کتاب کے اخیر مین یہ مرقوم ہے کہ "دونون صورتون مین کوئی دوسرا پسر قایم مقام پسر نہ بنایا جاوے" پس بذریعہ ان دو اشلوک یا مقولات کے جنپر فقرہ مذکور مشتمل ہے "اگر منجملہ چند برادران حقیقی کے ایک برادر کے بیٹا پیدا ہو تو الخ" یہ سمجھا جاویگا کہ اگر برادر یا سوت کا بیٹا موجود ہو اور وہ کسی طریقہ سے بطور قایم مقام پسر ذاتی کے کام دیسکتا ہو تو کوئی اور پسر بطور قایم مقام پسر کے نہ بنایا جاوے"۔

ف ۱۲ پس کل جگ مین قایم مقام پدر کی جایداد صرف اوسکے پسر متبنیٰ ہی کو پہونچتی ہے - اور کسی دوسری قسم کے قایم مقام بیٹونکو نہین پہونچتی ہے -

ف ۱۳ اس بارہ مین منوجی یہ فرماتے ہین "اوس شخص کا متروکہ جسکو کوئی لڑکا متصف بہمہ صفات جمیلہ تبنیت مین دیا گیا ہو وہی بیٹا پاویگا گو وہ دوسرے گوتر یا خاندان سے لایا گیا ہو" - لفظ "اپی" (گو) مستعملہ قول مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر متبنیٰ لڑکا پدر متبنیت کنندہ کا ہمگوتر (ہم خاندان)

ہو تو بھی یہی قاعدہ متعلق ہوگا۔

ف ۱۴ قول مذکورہ کے تیسرے جز کا مطلب دیوسوامی نے اسطرح بیان کیا ہے "وہ یعنی پسر متبنیٰ پدر تبنیت کنندہ کا کل ترکہ اور نیز گوتر حاصل کرتا ہے" پس نتیجہ یہ ہوگا کہ بوجہ تبنیت کے پسر متبنیٰ کو اوس شخص کی جایداد مین حق ہوگا جسنے اوسکو متبنیٰ کیا ہو اور علیٰ ہذالقیاس اوسکا خاندانی نام یعنی گوتر بھی حاصل ہوگا۔ اسی طرح تبنیت سے لڑکا اپنے اصلی خاندان سے جدا اور اصلی باپ کی فرزندی سے خارج ہوجاتا ہے اور اسلئے اوس شخص کے ترکہ مین حصہ پانے اور اوسکے خاندانی لقب سے محروم ہوتا ہے جسنے اوسکو تبنیت مین دیا تھا۔

ف ۱۵ چنانچہ مقولہ ذیل مین بھی یہ تحریر ہے:۔"پسر متبنیٰ اپنے حقیقی باپ کے خاندان اور جایداد کا دعوے نہین کرسکتا ہے"۔

ف ۱۶ متعلق لینے سرمایہ پدر تبنیت کنندہ کے بھی بعض صورتین ایسی ہین کہ جنمین پسر متبنیٰ پوری جایداد نہین پاسکتا ہے۔ چنانچہ وسشٹ جی کا یہ قول ہے کہ "اگر بعد متبنیٰ کئے جانے کسی پسر کے کوئی پسر صحیح النسب پیدا ہو تو پسر متبنیٰ ایک ربع کا مستحق ہوتا ہے"۔

ف ۱۷ وشنو کا قول یہ ہے کہ "ایسے نبیرگان کو جو مختلف پدران کی اولاد سے ہون حصص بلحاظ تعداد پدران کے دئے جاتے ہین ہر ایک پوتا اپنے باپ کا حصہ اور نہ دوسرون کا حصہ پاتا ہے"۔

ف ۱۸ جب متعدد بھائیون مین ایک کے پسر صحیح النسب موجود ہو اور دوسرون کے پسران قسم شیترج وغیرہ ہون اور سب بھائی بحالت اشتراک وفات پائین تو ایسی حالت مین دادا کے متروکہ کی تقسیم اصلی اور قایم مقام بیٹون کے درمیان بلحاظ اونکے اونکے پدران کے عمل مین آویگی۔

ف ۱۹ اوس صورت مین بھی جبکہ کسی برادر کے پسر قایم مقام کا استحقاق بوجہ بعد مین پیدا ہونے پسر صحیح النسب برادر مذکور کے زایل ہوا ہو پسر اول الذکر یعنی قایم مقام بیٹا حسب قاعدہ متذکرہ

ناسبق (فقرہ ۱۶) ایک ربع حصہ پاتا ہے -

ف ۲ اسی قسم کا قاعدہ (ساتھہ تبدیلات ضروری کے) اوس صورت سے بہی متعلق کیا جانا چاہئے - جسمین صرف چند بہائی وفات پاچکے ہون اور دیگر برادران زندہ ہون -

(حاصل مطلب منجانب مترجم)

ف ۱ - پسران قایم مقام کی گیارہ قسمین ہین گراس کلیکے مین صرف پسر متبنی منجملہ پسران مذکور کے تسلیم کیا گیا ہے اوسکو ورثہ بصورت نہونے پسر یا نبیرہ صحیح النسب کے ملتا ہے -

ف ۲ - پسر ذاتی بہی اوس صورت مین پسر صحیح النسب نہوگا کہ غیر قوم کی زوجہ کے بطن سے پیدا ہوا ہو -

ف ۳ - شخص لاولد اسوجہ سے کہ اوسکے بہائی کے پسر موجود ہو شخص ذی ولد نہوگا -

ف ۴ - پسر متبنی کو شخص تبنیت کنندہ کا کل ترکہ اور نیز گوتر یعنی خاندانی نام حاصل ہوتا ہے -

ف ۵ - اوسکو استحقاق لینے دولت اپنے اصلی پدر کا اور اوسکے خاندانی نام کے اختیار کرنیکا حاصل نہین ہے -

ف ۶ - جبکہ بعد متبنی کئے جانے کسی پسر کے پسر صحیح النسب پیدا ہو پسر متبنی کو صرف ایک ربع حصہ ملے گا -

ف ۷ - جبکہ مختلف پدران متوفی کے مختلف نبیرگان اصلی اور قایم مقام ہون تو دادا کی جایداد بلحاظ اونکے (یعنی نبیرگان کے) پدران کے تقسیم ہوگی -

باب یازدہم

ترتیب وراثت جایداد اوس شخص کے بیان مین جسنے بلا چھوڑے اولاد ذکور کے وفات پائی ہو

فصل اول

بیوہ کے حق وراثت کے بیان مین

ف ۱ منوجی نے یہ فرمایا ہے کہ وارث اوس شخص کے ترکہ کا جو بلا چھوڑے اولاد ذکور کے وفات پائے صرف (دیو) اوسکا باپ یا بھائی ہوگا (۱)۔

ف ۲ اس قول کے لفظی معنی توصاف ہین لیکن اوسکا مطلب کسیقدر مبہم ہے اور سنگرہ کار نے حسب ذیل ظاہر کیا ہے۔ ہم اب یہ بیان کرینگے کہ اوس شخص کی جایداد کا کون وارث ہوگا جسنے بلا چھوڑے کسی قسم کے پسر کے وفات پائی ہو۔

ف ۳ سنگرہ کار کے قول کے یہ معنی ہین کہ اگر یہ سوال کیا جاے کہ جب کوئی شخص قابض جایداد بلا چھوڑے کسی پسر صحیح النسب یا قایم مقام کے وفات پائے تو اوسوقت یعنی بعد ایسے شخص کے وفات پانے کے کون وارث اوسکی جایداد کا ہوگا تو منوجی یہ فرماتے ہین کہ ایسی جایداد کے وارث باپ وغیرہ ہونگے لیکن سنگرہ کار کے قول مین لفظ "اب" کے استعمال کیے جانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منوجی کا یہ فقرہ صرف ایسی صورت سے متعلق ہے جہان بجز باپ وغیرہ کے کوئی ایسا قریب تر رشتہ دار شخص متوفی کا نہو جو اوسکو فوائد متعدد پہونچا سکتا ہو اسلیے سنگرہ کار نے یہ خیال کرکے کہ قایم مقام بیٹے بمقابلہ باپ وغیرہ کے قریب تر رشتہ دار شخص متوفی کے ہین مقولہ وارث اوس شخص کے ترکہ کا جو بلا چھوڑے اولاد ذکور کے وفات

(۱) دیکھو باب ۱۱ فصل پنجم فقرہ ۱۰ رسالہ ہذا۔

پاسے اوسکا باپ وغیرہ ہوگا" کی یہ تعبیر کی ہے کہ مقولہ مذکورا لیسے شخص سے متعلق ہے جسکے کسی قسم کے پسران نہون - یہ ناقابل اعتراض ہے جسطرح قایم مقام بیٹے شخص متوفی کو دینا اور عاقبت مین فایدہ پہونچانے کی زیادہ قابلیت بمقابلہ باپ وغیرہ کے رکھتے ہین اور اسلیئے اوسکے قریب تر رشتہ دار ہین اوسی طرح بیوگان بہی (جیساکہ ویداور سمرتی وغیرہ کی پراحتیاط جانچ سے ظاہر ہوتا ہے) بمقابلہ پدر وغیرہ کے شخص متوفی کو دینا اور عاقبت مین فایدہ پہونچانے کی زیادہ قابلیت رکہتی ہین اور اسلیئے بمقابلہ پدر اور دیگر ورثار کے اوسکے قریب تر رشتہ دار ہین پس یہ امر مستنبط ہوتا ہے کہ حسب مقولہ منوجی کسی شخص لاولد کا پدر اوسصورت مین وارث اوسکی جایداد کا ہوگا کہ اوسکی بیوہ بہی موجود نہو -

ف۴ لہذا برہسپتی نے یہ دیکہکر کہ زوجات شخص متوفی کو بمقابلہ جملہ اشخاص دیگر کے زیادہ فایدہ دنیاوی وروحانی پہونچاتی ہین اور اسوجہ سے شخص متوفی سے قریب تر تعلق رکہتی ہین مقولہ مندرجہ ذیل کی روسے یہ قرار دیا ہے کہ بعدم موجودگی پسران قایم مقام کے صرف بیوگان ہی مستحق وراثت کی ہین گو باپ اور دوسرے رشتہ دار سکلیہ (۱) تک موجود ہون عقلمندون نے وید اور دہرم شاستر مین اور بذریعہ رواج عام یہ قرار دیا ہے کہ زوجہ شوہر کا آدہا جسم اور نیکی اور بدی کے ثمرہ مین مساوی شریک ہے - جسکی زوجہ زندہ ہے اوسکا آدہا جسم زندہ ہے پس آدہے جسم کے زندہ رہنے کی حالت مین کوئی دوسرا شخص کسطرح اوسکی جایداد پاسکتا ہے باوجود ہونے قرابت مندون اور باپ اور مان اور حقیقی بہائی کے اپتر (بے پسر) شخص متوفی کا حصہ (ترکہ) اوسکی پتنی (زوجہ) لیتی ہے" +

ف۵ - بذریعہ حصہ دوم قول مندرجہ بالا کے یہ امر دکہلایا گیا ہے کہ شخص متوفی کو دینا اور عاقبت مین فایدہ پہونچانے کے قابلیت مین بیوہ کو بمقابلہ پدر وغیرہ کے فضیلت حاصل ہے - +

ف۶ یہ امر کہ زوجہ اپنے شوہر کا آدہا جسم ہے وید کے فقرہ مندرجہ ذیل مین بیان کیا گیا ہے -

(۱) سکلیہ رشتہ مندان بعید یا ملنودک ہین دیکہو باب ۱۱ فصل ۵ فقرہ ۱۳ کتاب ہذا -

"وہ عورت جو زوجہ (پتنی) ہے اپنے شوہر کے جسم کی (آتمنا) نصف ہے" لفظ "آتمنا" کے معنی جسم کے ہین مطلب اس فقرہ کا یہ ہے کہ جسقدر شوہر کا آدہا جسم اوسکو دنیا اور عاقبت مین فایدہ پہونچاتا ہے اوسی قدر زوجہ بھی پہونچاتی ہے۔

ف - مجموعہ قانون یعنی دہرم شاستر مین یہ تحریر ہے "جسکی زوجہ میخوار ہوا وسکا آدہا جسم تباہ ہوجاتا ہے۔ بصورت ایسے شخص کے جسکا آدہا جسم تباہ ہوا ہو کوئی کفارہ (پرائشچت) محکوم نہین ہے"۔

ف - ازروے دستور مروجہ کے یعنے کتب دہرم شاستر مین جنمین ایسے قواعد مندرج ہین جو ازروے رواج عام کے منظور ہوئے ہین یہ قرار دیا گیا ہے "کون عالم ایسی زوجہ کو ترک کرے گا جو جسم کا نصف ہے"۔

ف۹ - نیکی اور بدی کے ثمرہ مین مساوی شریک ہے"۔ کیونکہ زوجہ (پتنی) مذہبی رسوم کی انجام دہی مین اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہونے کی قابلیت رکھتی ہے۔ "بے پسر شخص متوفی" یعنی جسنے کوئی پسر صحیح النسب یا قایم مقام نہ چھوڑا ہو۔

پتنی سے وہ زوجہ مراد ہے جسکا ازدواج قانونًا کسی طریقہ سے منجملہ طرایق پسندیدہ برہم وغیرہ کے ہوا ہو جس سے عورت اس قابل ہوتی ہے کہ مذہبی رسوم کی انجام دہی مین شوہر کی شریک ہو۔ اور پانینی نے بھی یہ قرار دیا ہے کہ لفظ پتنی بمعنی زوجہ بقاعدہ طور پر لفظ پتی (شوہر) سے نکلا ہے اور بغرض اظہار تعلقات رسوم مذہبی کے استعمال کیا جاتا ہے" اسلئے کسی اور قسم کی زوجہ پتنی نہین کہلاتی ہے"۔

ف۱ - لہذا خریدی ہوئی عورت (جیسا کہ ازدواج قسم آسر وغیرہ مین ہوتا ہے) پتنی نہین کہلاتی ہے کیونکہ ایسی زوجہ کو مذہبی رسوم سے وہ تعلق نہین ہوتا ہے جو پتنی کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ ایک اور سمرتی مین اسطرح مرقوم ہے "وہ عورت جو قیمت دیکر خریدی جاے۔ پتنی کا لقب نہین حاصل کرتی ہے اور نہ وہ دیوتاؤن اور نہ بزرگان متوفی کی رسوم مین شریک ہوتی ہے علما اوسکو

کنیز (داسی) کہتے ہین"۔

ف۱۱ اگر زوجہ پتنی نہو تو وہ صرف دینوی فایدہ پہونچانے کے قابل ہوتی ہے۔ اس امر کے دکہلانیکی غرض سے کہ جو زوجہ پتنی نہو وہ فوائد روحانی پہونچانے کے قابل نہین ہوتی ہے یہ کہا گیا ہے کہ علما ایسی زوجہ کو کنیز یا داسی کہتے ہین۔

ف۱۲ پس برہسپتی جی کے قول مذکورہ صدر مین (فقرہ ۴) الفاظ "اوسکا حصہ (ترکہ) لیتی ہے" کے پہلے لفظ "پتنی" کے استعمال کئے جانے سے یہ دکہلایا گیا ہے۔ کہ کسی بیوہ کو ترکہ شوہر کے نسبت استحقاق وراثت حاصل ہونے کے لیئے یہ ضرور ہے کہ وہ بیوہ بزرگون کے رسوم وغیرہ ادا کرنے کے قابل ہو۔

پس پرجاپتی نے بذریعہ فقرہ مندرجہ ذیل کے یہ تبلایا ہے کہ صرف ایسی پتنی کو حق وراثت حاصل ہے جو اپنی عصمت قایم رکھنے کی وجہ سے رسوم مذہبی مقررہ وید اور شاستر ہردو کے ادا کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ "اگر باعصمت زوجہ (ناری) شوہر کے قبل وفات پائے تو شوہر کے اگنی ہوتر سے حصہ لیتی ہے۔ یا اگر اوسکا شوہر اوسکے قبل وفات پائے تو وہ شوہر کی دولت (ترکہ) کی وارث ہوتی ہے" یہی قدیم دہرم ہے۔

لفظ "اگنی ہوتر" مندرجہ قول سے وہ اگنی مراد ہے جو آتشکدہ مقدس کی ہو۔

"باعصمت زوجہ" یعنی نیک عورت یا وہ عورت جو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو اور رسوم مقررہ سرتی وسمرتی اپنے شوہر کے ساتھہ ادا کرتی ہو اور جو برت (روزہ) رکھتی اور دیگر مذہبی رسوم ادا کرتی ہو۔

ف۱۳۔ پرجاپتی کے قول متذکرہ صدر مین لفظ "عورت" (ناری) سے پتنی کے رتبہ کی زوجہ مراد ہے اور چونکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ اگنی ہوتر کا حصہ لیتی ہے۔ پس یہ عیان ہے کہ وہ ایسی ہی زوجہ ہے

ف۱۴ برہسپتی جی نے اوس عورت کو جو انجام دہی رسوم مذہبی مین شوہر کے ساتھہ شریک ہونے کے قابل ہو بزرگون کے رسوم ادا کرنے کے بارہ مین بمقابلہ برادر وغیرہ کے ترجیح دی ہے

بصورت عدم موجودگی پسر کے زوجہ (یتیمی) اور بصورت عدم موجودگی زوجہ کے حقیقی برادر"۔

ف ۱۵ اس بارہ مین وردہ منو کا یہ قول ہے کہ "صرف شخص لا ولد کی زوجہ جو اپنے شوہر کی سیج کو داغ نہ لگائے (یعنی بدکاری سے پاک ہو) اور فرایض دینی کی پابند رہے اپنے شوہر کو پنڈ دیگی اور اوسکا کل حصہ (مال) بھی لیگی"۔

ف ۱۶ قول مذکور کے حصہ ثانی کی تشریح بطور معکوس کرنی چاہیے یعنی اسطرح تعبیر کرنی چاہیے کہ جو یتیمی قابلیت متذکرہ صدر رکھتی ہو پہلے کل جایداد شوہر بلا شرکت غیرے لیگی۔ اور بعدہ اوسکو پنڈ دیگی۔ اور بحیات اوسکے برادر وغیرہ مین سے کوئی ورثہ پانے کا مرتکب کریا کرنے کا مجاز نہین ہے۔

ف ۱۷ "اپنے شوہر کی سیج کو داغ نہ لگائے" یعنی باعصمت رہے۔ "فرایض دینی کی پابند رہے" شوہر کی حیات مین بھی شوہر کی اجازت سے فرایض دینی انجام دیتی رہے کیونکہ سنتنکھہ اور لکھت نے یہ فرمایا ہے کہ "عورت پر فرض ہے کہ قصداً بہ اجازت شوہر فرایض دینی یعنی برت (روزہ) اور ہوم وغیرہ کا آغاز کرے"۔

ف ۱۸ - پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اس قول کا مصنف ضمناً یہ ظاہر کرتا ہے کہ یتیمی کو جایداد شوہری وراثتاً پانے کے لیے متقی اور پارسا ہونا بھی ضرور ہے۔

ف ۱۹ - الفاظ "بھی لیگی" - قول وردہ منو مندرجہ فقرہ (۱۵) مین اس امر کے ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیے گئے ہین۔ کہ یتیمی کو جسکو جملہ جایداد شوہر پر بوجہ تعلق کتخدائی کے صرف محدود قسم کی ملکیت حاصل ہوئی تھی شوہر کی وفات کے بعد آزادانہ اختیار حاصل ہوتا ہے۔

ف ۲۰ پرجاپتی کے قول مندرجہ ذیل مین معنی الفاظ "پنڈ" اور "کل" مستعملہ قول وردہ منو مندرجہ فقرہ (۱۵) بیان کیے گئے ہین۔ "اوسکو چاہیے کہ شوہر کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ اور بیش بہا اور کم قیمت دہات اور غلہ اور اشیاے رقیق اور کپڑے لے اور اوسکا ماہانہ و ششماہی سرادہ وغیرہ (آدکرم) مناسب طور پر کرے اور اون چیزون سے جو میت کے روحانی فایدہ کے لیے چڑھائی گئی ہون اور مذہبی دان وغیرہ سے شوہر کے چچا اور گرو اور نواسے اور ہمشیرگان کے اطفال اور ماموں اور بڈھے اور محتاج اشخاص اور مہمانون کی تواضع کرے"۔

"کم قیمت دہات" یعنی پیتل اور رانگ وغیرہ "اون چیزون سے جو میت کے روحانی فایدہ کے لیے چڑہائی گئی ہون" یعنی پکے ہوئے چاول کے ذریعہ سے جو بغرض اعزاز سور شان متوفی کہلائے جاوین "مذہبی دان سے" یعنی ایسی خیرات وغیرہ سے جو بغرض تیار کرانے چاہ و تالاب وغیرہ کے دی گئی ہو۔ +

ف ۲۱ پس جو قاعدہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پتنی کو جسکو جملہ جایداد شوہر بہ شمول جایداد غیر منقولہ کے ملی ہو چاہیئے کہ باندازہ اوس جایداد کے جو اوسکو ملی ہو اور شوہر متوفی کے مذہبی مشیران اور گرو کے مواجہ مین (اوس حد تک کہ عورات مجاز کیگئی ہین) ایسے کام انجام دے جنسے اوسکو اور اوسکے شوہر کو سعادت حاصل ہو۔ یعنے سرادہ کرے اور چاہ وغیرہ کہندوانے اور دان کرے جن مین روپیہ کے مدد کی ضرورت ہے۔ +

ف ۲۲ - لیکن بعض اشخاص یہ کہتے ہین کہ جو جایداد ورا ثتاً بیوہ (پتنی) کو پہونچتی ہے اوس سے اوسکے شوہر کے لائق رشتہ داران مستفید نہین ہوتے ہین اور اوسکو فایدہ نہین پہونچتا ہے اور اسوجہ سے میراث بیکار ہو جاتی ہے پس بیوہ مستحق پانے جملہ جایداد شوہر کی نہین ہے - لیکن یہ حجت بے بنیاد ہے اور اسوجہ سے نامنظور ہونی چاہیئے۔

ف ۲۳ - بیوہ (پتنی) کو استحقاق وراثت صرف اوسصورت مین حاصل ہوتا ہے کہ شوہر بعد علیحدہ ہو جانے کے فوت ہوا ہو - چنانچہ برہسپتی جی کا یہ قول ہے کہ "بعد تقسیم کے ہر قسم کی جایداد جو شوہر کے قبضہ مین آئی ہو عام اس سے کہ وہ جایداد مرہونہ ہو یا دیگر قسم کی باستثنار جایداد غیر منقولہ بعد وفات شوہر کے اوسکی زوجہ (جایا) کو پہونچتی ہے"۔ +

ف ۲۴ - اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جملہ جایداد شوہر متوفی عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور مرہونہ ہو یا غیر مکفولہ صرف بیوہ پاتی ہے بشرطیکہ اوسکا شوہر شریک خاندان منقسمہ کا ہو۔

ف ۲۵ - اس امر کے تحریر کئے جانے سے کہ جب شوہر بحالت علیحدگی فوت ہوا ہو تو زوجہ وارث ہوتی ہے - یہ مستنبط ہوتا ہے - کہ جب شوہر کا انتقال بحالت اشتراک وقوع مین آیا ہو تو شخص لاولد کی جایداد

اوسکے باپ یا برادر وغیرہ کو جو اوسکے شریک تھے پہونچتی ہے۔ لفظ (جایا) مندرجہ قول برہسپتی سے مراد زوجہ (پتنی) ہے۔

"باستثنائے جایداد غیر منقولہ" یہ مستثنیٰ ایسی پتنی سے متعلق ہے جسکے کوئی دختر بھی نہو کیونکہ اگر یہ قول بالعموم ہر ایک بیوہ سے متعلق تجویز کیا جاے تو پرجاپتی کے اس قول کے مخالف ہو جائیگا "اوسکو چاہیے کہ شوہر کی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ اور بیش بہا اور کم قیمت دہات اور غلہ اور اشیاے رقیق اور کپڑے لے الخ" فقرہ (۲۰)۔

ف ۲۶ - اختلاف مذکور کے رفع کرنے کی کوشش اس دلیل کے ذریعہ سے نہین کیجا سکتی ہے کہ برہسپتی جی کا یہ قول ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین شوہر کا انتقال بحالت اشتراک ہوا ہو یا بیوہ نیک چلن نہو۔

ف ۲۷ - اس غرض سے کہ اس فقرہ کی یہ تعبیر نہ کیجاے مصنف مذکور (برہسپتی) نے یہ فرمایا ہے کہ "اگر عورت نیک چلن بھی ہو اور تقسیم جایداد ہوئی ہو وہ جایداد غیر منقولہ سے مستفید ہونیکی مستحق نہین ہے" اس قول سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ چونکہ جایداد غیر منقولہ ہندو خاندان کے وارثون کا ذریعہ معاش ہے پس اوسکی وارث وہی بیوہ ہوتی ہے جسکے اولاد ہو۔ اور اسلئے بیوہ (پتنی) جسکے اولاد نہو مستحق جایداد نہین ہے گو وہ نیک چلن اور خاندان منقسمہ ہو۔

ف ۲۸ - وہی مصنف (برہسپتی) یہ بھی فرماتے ہین کہ "خاندانی عزت کو قایم رکھنے والی بیوہ بعد وفات شوہر کے شوہر کے حصہ (متروکہ) پر تاحیات خود قابض رہیگی۔ لیکن وہ اوسکے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کی مجاز نہوگی"۔ +

"خاندانی عزت کو قایم رکھنے والی" یعنی نسل کی عزت کو قایم رکھنے والی یا بالفاظ دیگر نیک چلن۔ +

ف ۲۹ - چونکہ بیوہ مذہبی کامون اور خیراتی اغراض کے لئے یعنے ضعیفون اور محتاجون کی پرورش

کے واسطے ہبہ کرنے کی مشاستراً مجاز قرار دی گئی ہے اسلیئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ازروے قول مذکور کے بیوہ ناقابل کرنے ہبہ وغیرہ کی واسطے ایسی اغراض کے جو اغراض مذہبی یا خیراتی نہون (مثلاً ہبہ بحق ناچنے والون وغیرہ کے) تجویز کی گئی ہے۔

ف۳۰ - پس عورت کو مذہبی اغراض کے لئے ہبہ کرنے کا آزادانہ اختیار حاصل ہے اور اسلئے مصنف مذکور (برہسپتی) بذریعہ قول مندرجہ ذیل کے یہ حکم دیتے ہین کہ بیوہ مذہبی اغراض کے لئے متواتر دان کرتی رہے "جو بیوہ بہ تندہی کار ثواب اور برت (روزہ) مین مصروف رہتی ہو اور ہمیشہ بیوہ کے فرایض اداکرتی ہو اور روزانہ خیرات کرتی ہو بے پسر ہونے پر بھی بہشت حاصل کریگی"۔

ف۳۱ اگر یہ قرار دیا جاے کہ بیوہ کو آزادانہ اختیار حاصل نہین ہے تو روزانہ خیرات حسب قول مذکورہ صدر ناممکن ہوگی - اسلیئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ قانوناً مذہبی رسوم کے اداکرنے کو سرمایہ ضروری بہم پہونچانے کے لئے بیوہ کے اختیار جایداد کے رہن یا بیع کرنے سے بھی انکار نہین کیا جاسکتا ہے

ف۳۲ - کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "بیوہ جسکے اولاد ذکور نہو اور جو اپنے شوہر کی سیج کو داغ نہ لگاے اور اپنے معزز محافظ گرو کے ساتھ رہے ترکہ شوہر سے تاحیات اپنے بہ اعتدال مستفید ہوسکتی ہے بعدہٗ اوسکے ورثا ترکہ کے مستحق ہین - +

+ بہ اعتدال یعنی اوس اختیار کو برداشت کرکے جو رشتہ مندان شوہر متوفی اوسکی نسبت بہ تعلق خرچ کرنے دولت کے استعمال کرین۔

ف۳۳ - یہ قول اوس جایداد غیر منقسمہ سے متعلق ہے جو بیوہ (پتنی) بطور اپنی وجہ معاش کے اوس حالت مین لے سکتی ہے کہ اوسکا خسر وغیرہ اوسکی پرورش کرنے کے قابل نہون یا دوسرے کاروبار مین مصروف ہون اگر بخلاف اسکے فقرہ مذکورہ صدر جایداد منقسمہ سے متعلق سمجھا جاوے تو وردہ منو وغیرہ کے اصول متحققہ (فقرہ ۱۵) کے خلاف ہوگا۔

ف۳۴ اگر خسر وغیرہ بیوہ کے پرورش کرنے کے قابل ہون اور شریک متوفی خاندان کی جایداد کو وہ خود لے سکتے ہون تو صرف اونہین پر لازم ہے کہ اوس جایداد سے جو اونہون نے اسطرح پائی

بیوہ کی پرورش کرین چنانچہ ناروجی کا یہ قول ہے کہ جو زوجہ (پتنی) بیوہ ہو کر نیک چلن رہتی ہے وہ مستحق لینے نان ونفقہ کی شخص متوفی کے برادر کلان یا خسر یا کسی گوترج (اوسی خاندان کے شریکہ) یا کسی اور شخص سے ہے "

برادر کلان یا کسی شخص منجملہ اشخاص مذکورہ پر بیوہ کی پرورش صرف اوسصورت مین فرض ہے کہ اونکو شخص متوفی کی جایداد ملی ہو۔ کیونکہ بیوہ کے پرورش کرنے کا فرض جایداد کے پہونچنے پر منحصر ہے۔

ف ۳۵۔ اسبارہ مین کاتیاین نے ایک اور قاعدہ مقرر کیا ہے "اگر اوسکا شوہر دنیا سے رخصت ہوا ہو تو بیوہ نان ونفقہ پائیگی یا (تو) اوسکو تاحیات دولت (دہن) غیر منقسمہ کا ایک حصہ ملیگا۔

"دولت غیر منقسمہ کا ایک حصہ" یعنی اوسقدر حصہ جو بلا تکلیف بسر اوقات کرنے اور ادن رسوم مذہبی (غیر موقت و روزانہ) کے ادا کرنے کے لئے کافی ہو جو عورت ادا کر سکتی ہے اور جنکی تکمیل کے لئے زر نقد کی ضرورت ہو۔ +

ف ۳۶۔ لفظ تو مندرجہ قول یا کے معنی رکھتا ہے اور علی سبیل البدل کے معنی مین استعمال کیا گیا ہے پس قول کا مصرعہ ثانی اسطرح پڑھا جانا چاہئے "یا اوسکو دولت (دہن) غیر منقسمہ کا ایک حصہ ملیگا"

ف ۳۷۔ چونکہ لفظ دہن مستعملہ قول مذکور سے کسی قسم کی جایداد مراد ہو سکتی ہے جس سے ذریعہ معاش وغیرہ حاصل ہو سکتا ہو پس بعوض حصہ دولت غیر منقسمہ کے ایک جزو اراضیات خاندانی جسکی آمدنی مساوی حصہ متذکرہ صدر کے ہو دیا جا سکتا ہے۔

ف ۳۸۔ جو صورت کاتیاین کے قول مذکورہ صدر مندرجہ فقرہ (۳۵) کے پہلے حصہ مین مندرج ہے یعنی یہ کہ بیوہ کو صرف نان ونفقہ دیا جاوے ایسی بیوہ سے متعلق ہے جو "قلیل" نہو۔ کیونکہ ایسی عورت کو شاستر مین صرف حصہ قلیل دولت کے عطا کئے جانے کی ہدایت کی گئی ہے جو صرف پرورش کے لئے کافی ہو۔

ف ۳۹- ناروجی اس امر کی صراحت کرتے ہین کہ کم سے کم کتنی مقدار غلہ اور زر نقد کی گذارہ کے لئے دیجانی چاہیے "نیک عورت کو جسکا شوہر مرگیا ہو ۴۴۳ آدہک اور ۴۰ پن سالانہ ملنا چاہیے - ۱۹۲ مٹھی (پرستھہ (۱)) غلہ مساوی ایک آدہک کے ہے- اور پن کرشن (۲) کی قسم کا سکہ ہے-

ف ۴۰- بعض ممالک مین پن ہشت دہم حصہ ایک نشکہ (ایک سکہ طلائی) کا سمجھا جاتا ہے پس جہان کہین پن مروج نہین ہے- نشک کا ۱/۸ حصہ ایک پن کے مساوی سمجھنا چاہیے

ف ۴۱- برہسپتی جی یہ تحریر فرماتے ہین کہ "اگر تقسیم ہوئی ہو تو خوراک یا حصہ اراضی (یعنی جو مرضی ہو) عطا کیا جاوے -

خوراک سے مراد خوراک اور پوشاک ہے-

ف ۴۲- اس قول کا مطلب یہ ہے کہ بصورت خاندان منقسمہ کے اگر بیوہ پتنی مستحق وراثت جایداد شوہر کی نہو تو دینے والے کی مرضی سے وہ اوس مقدار تک جسکی صراحت فقرہ ۳۹ مین کی گئی ہے یا تو نان ونفقہ پاویگی یا اوس قدر جایداد از قسم اراضی پاویگی جسکی آمدنی اوس مقدار دولت کے مساوی ہو جسکا ذکر فقرہ (۳۵) مین کیا گیا ہے -

ف ۴۳- لفظ "یا" مندرجہ قول سے اس امر کی صراحت ہوتی ہے- کہ پرورش کے لئے نان و نفقہ یا اراضی کا دیا جانا لازمی ہے طریقہ اول الذکر (یعنے اوسقدر نان ونفقہ دینا جسکی صراحت فقرہ ۳۹ مین ہوئی ہے) ایسی بیوہ سے متعلق ہے جو اپنے خسر وغیرہ کی مطیع نہو یہ امر فقرہ ۴۶ سے بھی ظاہر ہوگا-

ف ۴۴- وہی مصنف (برہسپتی جی) بذریعہ قول مندرجہ ذیل کے یہ بھی فرماتے ہین کہ جو کچھہ ایک شخص نے پرورش کے لیے عطا کیا ہو دیگر اشخاص کو برقرار رکھنا چاہیے "جو کچھہ کہ بیوہ

(۱) یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک پرستھہ مساوی ۹۶ مٹھیون کے ہے-

(۲) دیکھو نوٹ باب ۹ فصل ۱ فقرہ ۷-

کو یہ شکل جایداد از قسم اراضی واسطے پرورش کے خسر نے عطا کیا ہو خسر کی وفات پر دیگر اشخاص
واپس نہین لے سکتے ہین ''

ف۴۵ - اس قول مین لفظ خسر عام طور پر واسطے ظاہر کرنے اوس شخص کے جو نان و نفقہ عطا
کریگا استعمال کیا گیا ہے الفاظ ''جایداد از قسم اراضی'' مین ہر قسم کی دولت شامل ہے جو
گذارہ کے لئے دیگئی ہو - اسلئے یہ سمجھنا چاہئے - کہ گو وہ جایداد جو بیوہ کو پرورش کے لئے
دی گئی ہو دولت (یعنی جایداد منقولہ) ہو تاہم دیگر اشخاص اوسکو واپس نہین لے سکتے ہین -

ف۴۶ - لیکن کاتیاین منی کا یہ قول ہے کہ جایداد مذکور بعض حالات مین واپس لیجا سکتی ہے
''وہ عورت جو ثابت قدمی کے ساتھہ اپنے گرو (یعنے خسر وغیرہ) کی خدمت گذاری مین مصروف
ہو اوس حصہ سے جو اوسکو عطا کیا گیا متمتع ہونے کے قابل ہے - اگر وہ خدمت گذاری نہ کرے
تو خسر کو چاہئے کہ اوسکو صرف کپڑے اور قلیل غذا دے'' بصورت آخر الذکر یہ قیاس کر لینا چاہئے
کہ وہ حصہ جو گذارہ کے لئے دیا گیا ہو واپس لیا جاویگا -

ف۴۷ مصنف مذکور یہ بھی فرماتے ہین کہ اوس صورت مین بھی کہ بیوہ بدچلن ہو وہ حصہ جو پرورش
کے لئے عطا کیا گیا تہا واپس لیا جاسکتا ہے ''بیوہ جو برے کام کرتی ہو اور بیچیا ہو اور دولت کو
برباد کرتی ہو اور زناکاری پر مایل ہو دولت (دہن) پانے کے ناقابل ہے''
دولت سے مراد دولت یا حصہ جایداد از قسم اراضی سے ہے جو گذارہ وغیرہ کے لئے
دیا گیا ہو - معنی یہ ہین کہ بیوہ جو چار عیوب مذکورہ بالا مین سے کسی مین مبتلا ہو اسطرح دی ہوئی جایداد
سے متمتع ہونے کی مستحق نہین ہے - لفظ ''دہن'' (دولت) مندرجہ قول خوراک و پوشاک سے
بھی متعلق ہے -

ف۴۸ - پس نارد کا یہ قول ہے کہ ''اونکو چاہئے کہ اوسکی بیوگان کو جو اپنے شوہر کی سیج کو داغ
لگا دین تاحیات نان و نفقہ دین لیکن اگر اونکا طریق عمل اسکے خلاف ہو تو کفاف مذکور واپس
لیا جاسکتا ہے -''

"اگر اونکا طریق عمل اسکے خلاف ہو اگر وے بدچلن ہون۔

کفاف مذکور یعنی دولت متضمن غلہ و پارچہ و زر نقد جو گذارہ کے لیے دی گئی ہو۔

ف ۴۹۔ منوجی کا یہ قول یہی قاعدہ عورتون (پوشت) سے متعلق ہے گو وے قوم سے خارج کی گئی ہون۔۔ اونکو نان و پارچہ دیا جانا چاہیے۔ اور وے مکان کے ایک گوشہ مین رہین" ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین عورت کی پرورش شوہر کو کرنی چاہیے یہ امر قول کے پہلے حصہ سے ظاہر ہوتا ہے پس کوئی تناقض درمیان مقولہ ہذا اور نارد کے قول مندرجہ بالا کے نہین ہے۔

ف ۵۰ اگر بیوہ پر بدچلنی کا شبہہ ہو تو وہ طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے جسکو ہاریت منی نے مقرر کیا ہے۔ گو بیوہ از قسم پتنی اور خاندان منقسمہ سے ہو "اگر کوئی عورت جو جوانی مین بیوہ ہوئی ہو سرکش ہو تو اوسکو پرورش کے لیے نان و نفقہ عطا کیا جانا چاہیے۔

سرکش یعنی سنگدل۔ اور ضدی اور ایسی عورت جسکے خلاف بدچلن ہونے کا معقول قیاس پیدا ہوتا ہو۔

ف ۵۱۔ منوجی کا ایک مقولہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے جو بظاہر وردہ منو کے قول مندرجہ فقرہ ۱۵ سے تناقض معلوم ہوتا ہے جسمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ بیوہ (پتنی) بلا شرکت غیر اپنے شوہر کا کل حصہ پانے کی مستحق ہے" اگر منجملہ متعدد برادران کے برادر اکبر یا برادر اصغر تقسیم مین حصہ سے محروم کیا گیا ہو یا اگر اون مین سے کوئی فوت ہوا ہو تو اوسکا حصہ ضائع نہو گا بلکہ برادران و ہمشیر گان حقیقی اور نیز وہ جو ایک مرتبہ علیحدہ ہونے کے بعد پہر شریک ہوئے تہے۔ باہم متفق ہو کر اوسکا حصہ مساوی طور پر تقسیم کر لینگے۔

محروم کیا گیا ہو یعنی بوجہ قوم سے خارج کیے جانے یا چوتھے آسرم مین داخل ہونے کے محروم کیا گیا ہو۔ +

ف ۵۲۔ ناردجی بہی یہ بیان کرنے کے بعد کہ "جو کچھہ حصہ شرکا کے مکرر کا ہو اونکو ہی پہونچتا ہے"

یہ فرماتے ہین کہ "اگر منجملہ چند برادران کے کوئی برادر لاولد مرجاے یا مذہبی آسرم مین داخل ہوجاے تو اوسکے بقیہ برادران کو چاہیئے کہ اوسکی دولت (باستثناے اوسکی زوجہ کی ذاتی جایداد کے) باہم تقسیم کرلین -

ف ۵۳ - یہ صاف ظاہر ہے کہ ہردو اقوال مندرجہ صدر یعنے منو اور نارو کے اقوال شرکاے مکرر کی دولت سے متعلق ہین پس یہ دونون اقوال (دردہ منو کے قول مندرجہ فقرہ (۱۵) متذکرہ صدر) کے مخالف نہین ہین -

ف ۵۴ - بالآخر یہ سمجھنا چاہیے - کہ وہ قاعدہ جسکی روسے پتنی اپنے شوہر کے پورے حصہ (متروکہ) کی مستحق قرار دیگئی ہے اوس صورت سے متعلق ہے کہ اوسکا شوہر بعد تقسیم ہونے کے بلا شرکت مکرر کے فوت ہوا ہو - چنانچہ سنگرہ کار کا یہ قول ہے جبکہ برادران منقسمہ ہون اور مکرر شریک نہوے ہون بیوہ (پتنی) جو دربارہ نیوگ اپنے گرو کے احکام کی پابند ہو جایداد پاتی ہے"۔

ف ۵۵ - دہاریشور کا وہ اصول جسکی روسے اوس بیوہ سے جسکو جایداد شوہر وراثتاً ملی ہو یہ شرط متعلق کی گئی ہے کہ وہ دربارہ نیوگ اپنے گرو کی ہدایت کے مطابق عمل کرے نظرانداز کیاجانا چاہیے کیونکہ وشوروپ وغیرہ نے اوسکو سخت ناپسند کیا ہے - اسلئے اوس صورت مین جسکا ذکر سنگرہ کار نے کیا ہے صرف یہ قاعدہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ کسی عورت کے مستحق پانے کل جایداد متروکہ شوہر ہونے کے لئے صرف اون قابلیتون کا ہونا ضروری ہے جنکی صراحت وردہ منو کے قول مندرجہ فقرہ (۱۵) مین درج کی گئی ہے -

ف ۵۶ - سمرتی مین یہ تحریر ہے "اسلئے عورات اور وہ اشخاص جو کسی حس یا عضو سے محروم ہون وراثت کے ناقابل ہین" وردہ منو کے قول مندرجہ فقرہ (۱۵) پر اس سمرتی کا بھی کوئی اثر نہین ہے - اول تو اسوجہ سے کہ چونکہ سمرتی مین عورات کا لفظ ساتھ ایسے پسران کے استعمال کیا گیا ہے جو کسی حس یا عضو سے محروم ہون پس یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ عورات سے جنکا ذکر فقرہ مذکور مین ہے دختران مراد ہین - اگر یہ تسلیم بھی کیا جاے کہ لفظ عورات مندرجہ قول مذکور ہر قسم کی

عورات سے متعلق ہے (عام اس سے کہ دختر ہے یا کوئی اور عورت) تاہم سمرتی مذکور مین صرف مبالغہ کیا گیا ہے اور اسلیئے ایسی عورات سے متعلق ہے جنھین پتنی وغیرہ جنکی قابلیت دربارہ پانے وراثت کے صریحًا تسلیم کی گئی ہے داخل نہین ہین پس یہ سب قابل اعتراض نہین ہے۔

ف ۵۵ - اگر متعدد بیوگان (پتنی) ہون تو یہ مناسب ہے کہ وے سب اپنے شوہر بے پسر کا ترکہ باہم مساوی حصص کرکے تقسیم کرلین۔

ف ۵۶ - برجاپتی نے بذریعہ قول مندرجہ ذیل کے یہ ہدایت کی ہے کہ بادشاہ پر اون اشخاص کو سزا دینا فرض ہے اوس جایداد کو نقصان پہونچائین جو پتنی کو (جیساکہ تمام سمرتیون کی جانچ کرنے سے دریافت ہوا ہے) پہونچتی ہے "جو نزدیک یا دور کے رشتہ دار عورت کے دشمن بنکر اوسکی جایداد کو نقصان پہونچائین بادشاہ کو چاہیئے کہ اونکو چورونکی سزا دے"۔



(حاصل مطلب منجانب مترجم)

ف - بیوہ اپنے شوہر کی کل جایداد (منقولہ وغیر منقولہ) کی وارث ہے لیکن اوسکو استحقاق وراثت صرف اوس صورت مین حاصل ہے جبکہ (۱) اوسکا شوہر جایداد کی تقسیم کے بعد فوت ہوا ہو اور پھر شریک نہوا ہو (۲) اوسنے کوئی پسر صحیح النسب یا قایم مقام نہ چھوڑا ہو (۳) بیوہ کو رتبہ پتنی حاصل ہو (۴) بیوہ باعصمت اور متقی اور ایسے فرایض مذہبی کی انجام دہی کے قابل ہو جو اوسکے اور اوسکے شوہر متوفی کے مفید ہون۔ اور (۵) اوسکے ایک یا کئی دختران ہون۔

ف ۲ - اوس زوجہ کو رتبہ پتنی حاصل ہے جسکا بیاہ از روے کسی طریقہ پسندیدہ کے ہوا ہو

ف ۳ - جس عورت کا بیاہ بطریق اسُر وغیرہ کے ہوا ہو وہ پتنی نہین کہلاتی ہے وہ داسی یا کنیز کہلاتی ہے -

ف ۴ - اگر کوئی پتنی بیوہ لاولد ہو یعنی اوسکے کوئی دختر بھی نہو تو وہ اپنے شوہر کی صرف جایداد منقولہ اور نہ جایداد غیر منقولہ وراثتاً پاتی ہے -

ف ۵ - اگر متعدد بیوگان یعنی پتنی ہون تو وہ سب اپنے لاولد شوہر کا ترکہ علی السویہ تقسیم کرلین

ف ۶ - راجہ اون لوگون کو سزا دیگا جو اوس جایداد کو نقصان پہونچاوین جو پتنی کو پہونچتی ہو -

ف ۷ - پتنی کو جسکو شوہر کی جایداد وراثتاً پہونچی ہو آزادانہ اختیار ہبہ و بیع و رہن وغیرہ کا صرف واسطے اغراض مذہبی اور خیراتی کے حاصل ہے - اوسکو اختیار ہبہ وغیرہ کرنے کا محض واسطے اغراض دنیوی کے حاصل نہین ہے -

ف ۸ - جب ایسے شخص کی بیوہ جسنے جایداد کا حصہ لیکر بلا شرکت مکر کے وفات پائی ہو پتنی کی حیثیت نہ رکھتی ہو تو وہ مستحق وراثتاً پانے جایداد شوہر کی نہوگی - لیکن وہ مستحق پانے نان ونفقہ کی خسر وغیرہ سے ہوگی جنپر اوسکو نان ونفقہ دینا اوس صورت مین بھی فرض ہے کہ وہ اون کی خدمت نہ کرے - لیکن اگر وہ مستقل مزاجی سے اونکی خدمت کرے تو وہ ترکہ شوہر سے اوسقدر حصہ یا اراضی کے پانے کی مستحق ہے جو اوسکی پرورش اور فرایض مذہبی کی انجام دہی کے لئے کافی ہو لیکن اگر بعدہ کسی وقت وہ خدمت کرنا ترک کرے تو وہ حصہ جو اوسکو دیا گیا تھا واپس لے لیا جائیگا - اور اوسکو محض نان ونفقہ دیا جائیگا -

ف ۹ - اگر شوہر بحالت اشتراک فوت ہوا ہو تو اوسکی زوجہ گو پتنی کے درجہ کی ہو ترکہ کی وارث نہوگی بلکہ اوسکے شرکاے باقیماندہ یعنی باپ یا بھائی وغیرہ وارث ہونگے -

ف ۱۰ - ایسی صورت مین اگر شرکا بیوہ کی پرورش کرنے کے ناقابل ہون یا دوسرے

اشتغال مین معروف رہین اور اسوجہ سے بیوہ خود شوہر کی جایداد منقسمہ کو لے لے تو وہ اوس تابع حکومت اقرباے شوہر صرف تاحیات متمتع ہوگی (بشرطیکہ وہ باعصمت بنی رہے) -

ف ۱۱ - لیکن اگر اوسکے شوہر کے شرکا اوسکی پرورش کرنے کے قابل ہون اور خود اوسکے شوہر کی جایداد لین تو وہی اوسکی پرورش جایداد مذکورسے کرینگے -

ف ۱۲ - جبکہ کوئی جایداد نہ لی گئی ہو گذارہ کا دینا لازم نہوگا -

ف ۱۳ - اگر بیوہ پتنی کے رتبہ کی ہو تو دولت غیر منقسمہ یا اراضی کا اوسقدر حصہ اوسکو دیا جانا چاہیے جس سے اوسکا گذر بلا تکلیف کے ہوسکے اور جس سے وہ اون فرائیض مذہبی کو انجام دے سکے جنکو وہ انجام دے سکتی ہو -

ف ۱۴ - لیکن اگر بیوہ پتنی کا درجہ نہ رکھتی ہو تو دولت کا اوسقدر حصہ قلیل اوسکو دیا جائیگا جو محض اوسکے نان ونفقہ کے لئے کافی ہو -

ف ۱۵ - اگر بیوہ بُرے افعال کرتی ہو اور بیحیا ہو اور دولت کو برباد کرتی ہو اور زناکاری پر مائل ہو تو جو حصہ اوسکے بسر اوقات کے لئے دیا گیا ہو واپس لے لیا جائیگا - اور وہ مستحق نان ونفقہ کی بہی نہوگی -

ف ۱۶ - نان ونفقہ جو بیوہ عورت کو دیا گیا ہو (عام اس سے کہ وہ دولت کا ایک حصہ ہو یا اراضی ہو) اوس شخص کی وفات پر بہی جسنے اوسکو دیا تہا بجز اشکال متذکرہ صدر کے واپس نہین لیا جائیگا -

ف ۱۷ - عورت جو قوم سے خارج کی گئی ہو شوہر کی حیات مین شوہر سے نان ونفقہ پانے کی مستحق ہے

ف ۱۸ - اگر کسی بیوہ کی نسبت بدچلن ہونے کا شبہہ ہو تو اوسکو صرف اوسقدر نان ونفقہ پانیکا حق ہوگا جو قیام حیات کے لئے ضروری ہو گو وہ پتنی اور خاندان منقسمہ کی ہو -

باب یازدہم

فصل دوم

دختر اور نواسے کے استحقاق کے بیان مین

ف ۱ - قول برہسپتی :- "زوجہ شوہر کی جایداد کی وارث قرار دیگئی ہے اور اگر زوجہ نہو دختر وارث ہوگی"۔

ف ۲ - اسی طرح وشنو کا یہ قول ہے "شخص لاولد کی دولت اوسکی زوجہ کو اور بصورت نہونے زوجہ کے اوسکی دختر کو پہونچتی ہے"۔

ف ۳ - اس قسم کی وراثت کی وجہ برہسپتی جی حسب ذیل بیان کرتے ہین "جیسا کہ آدمی کے اعضا سے بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ اوسی طرح دختر بھی پیدا ہوتی ہے پس اوسکے پدر کی دولت کوئی اور شخص کیونکر لے سکتا ہے"۔

ف ۴ - باپ کے اعضا سے پیدا ہونے مین دختر مساوی پسر کے ہے لیکن فرق یہ ہے کہ پسر کے پیدا کرنے مین باپ کے اجزا زیادہ داخل ہوتے ہین لیکن دختر کے پیدا کرنے مین کم داخل ہوتے ہین کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ "تخم کے غلبہ سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر جنین مین عورت کے اجزا کا غلبہ ہو تو دختر پیدا ہوتی ہے" اسلئے ایک حد تک دختر مساوی پسر کے قرار دیگئی ہے۔

ف ۵ - کوئی اور شخص ان الفاظ مین جو فقرہ (۳) مندرجہ صدر مین استعمال کئے گئے ہین پسر اور بیوہ جو بہترین وارث ہین داخل نہین ہین اور پدر وغیرہ داخل ہین۔

ف ۶ - برہسپتی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ دختر کی موجودگی مین شخص بے پسر کی دولت باپ وغیرہ کیونکر لے سکتے ہین۔

ف - اسی طرح منوجی کا یہ قول ہے "کہ بیٹا مساوی ذات اپنے پدر کے ہوتا ہے اور دختر پسر کے برابر ہے - پس باوجود موجود ہونے دختر کے جو مساوی ذات اپنے پدر کے ہے - کوئی دوسرا شخص دولت وراثتاً کسطرح پا سکتا ہے" "جو مساوی ذات اپنے پدر کے ہے" یعنی جو ایسے بیٹے کے برابر ہے جو مثل ذات اپنے پدر کے ہے -

ف - اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس امر کی کوئی وجہ نہیں بتلائی گئی ہے کہ لڑکیوں کو استحقاق وراثت بعد قایم مقام پسر اور بیوہ کے کیوں حاصل ہوتا ہے قول برہسپت جی مندرجہ فقرہ ۳ سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کیوں دختر کو استحقاق وراثت بعد پسر صحیح النسب کے حاصل ہوتا ہے - یہ صحیح ہے لیکن وجہ مذکور کے بتلانے سے برہسپتی کا یہ مقصد ہے کہ وجہ مذکور اوس صورت سے بہی متعلق سمجھی جاویگی جسمین بصورت عدم موجودگی قایم مقام پسر اور بیوہ کے دختر وارث ہوتی ہے -

ف ۹ - نارد جی نے اس مسئلہ کو صحیح سمجھکر کہ بصورت نہونے قایم مقام پسر اور بیوہ کے دختر وارث ہوتی ہے - ناواقف لوگون کی آگہی کے لئے یہ فرمایا ہے "بصورت نہونے اولاد ذکور کے دختر وارث ہے - کیونکہ وہ بہی مساوی طور پر بقاے نسل کی باعث ہے" - یہ امر کہ دختر مساوی طور پر بقاے نسل کی باعث کسطرح ہوتی ہے مصنف مذکور نے اسطرح بتلایا ہے "کیونکہ پسر اور دختر ہر دو پدر کی نسل کے بڑہانے کے ذرایع ہین"

ف ۱۰ مطلب یہ ہے کہ پسر اور دختر ہر دو اولاد پیدا کرتے ہین جسکے ذریعہ سے اونکے والدین کی بہبودی ہوتی ہے - یہ سمجھنا چاہئے کہ یہان پسر کے پسر اور دختر کے پسر کے درمیان یکسانیت بہ لحاظ تاثیر کے خیال کی گئی ہے کیونکہ فطرتاً یہ دونون پسران غیر مساوی ہین شخص متوفی کی جایداد کے وارث ہونے اور اوسکے قرضہ کے ادا کرنے مین دونون برابر نہین ہوسکتے ہین کیونکہ یہ کہا گیا ہے "کہ قرضہ پسران اور پسران پسر کو ادا کرنا چاہئے" - علاوہ اسکے دادا کی جایداد کی نسبت یہ بہی کہا گیا ہے "کہ باپ اور بیٹے کو نسبت جایداد مذکور کے یکسان حق حاصل ہے" - چونکہ ان اقوال کی روسے

پوتے کی فضیلت نسبت لینے جایداد اور ادا کرنے قرضہ کے تسلیم کی گئی ہے پس یہ سمجھنا چاہیے
کہ مقولہ نارد مندرجہ بالا کا یہ منشا ہے کہ پسر پسر اور پسر دختر فوائد روحانی پہونچانے مین یعنی
ادا کرنے رسوم سرادہ مین مساوی ہین کیونکہ وشنو کا یہ قول ہے کہ "اشخاص متوفی کو پنڈ دینے
مین دختر کے پسران مساوی پسر کے پسران کے خیال کئے گئے ہین" پس دختران کو سلسلہ ورثا
مین اسوجہ سے رتبہ اعلیٰ حاصل ہے کہ وے اپنی اولاد کے ذریعہ سے فایدہ پہونچاتی ہین -

ف ۱۱ - لیکن اسوجہ سے یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی اولاد ذکور کے دختر
بترجیح بیوہ (پتنی) کے وارث ہوتی ہے کیونکہ زوجہ بذات خود مذہبی رسوم (اگنی ہوتر) وغیرہ
مین شوہر کے ساتھ شریک ہونے کی قابلیت رکھتی ہے جنسے شخص متوفی کو فوائد روحانی حاصل
ہوتے ہین - پس الفاظ "اولاد ذکور" مندرجہ قول "بصورت نہونے اولاد ذکور کے دختر وارث
ہوتی ہے (فقرہ ۹)" سے یہ سمجھنا چاہیے کہ بیوہ (پتنی) پر بھی حاوی ہین -

ف ۱۲ - اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ چونکہ باپ پسر متوفی کا سرادہ کرتا ہے پس اپنی ذات سے پسر کو فایدہ
روحانی پہونچا سکتا ہے اور اسلیئے اوسکو دختر پر ترجیح ہے - پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ بصورت
نہونے بیوہ کے یہ قول کہ "وارث اوس شخص کی جایداد کا جو اولاد ذکور نہ چھوڑے باپ ہوتا ہے"
متعلق ہوگا - ایسی حالت مین یہ کسطرح کہا جا سکتا ہے کہ دختر ترجیح باپ کے وارث ہوتی ہے -

ف ۱۳ - جواب - یہ صحیح نہین ہے - یہ فقرہ کہ "باوجود موجود ہونے دختر کے مساوی ذات اپنے پدر
کے کوئی دوسرا شخص دولت وراثتاً کسطرح پا سکتا ہے (فقرہ ۲)" فی نفسہ اس حجت کے رفع کرنے کے
لئے کافی ہے گو دختر باپ کے مقابلہ مین دربارہ شخص متوفی کو روحانی فایدہ پہونچانے کی قابلیت کے
کسیقدر کمتر ہے تاہم قرابت کے باب مین اوسکے ساتھ قریب تر تعلق رکھتی ہے پس ہر دو وجوہات
بالا کی بناپر وہ بیشک فضیلت رکھتی ہے - +

ف ۱۴ - پھر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر ایسا ہی ہے تو یہ کہنا چاہیے کہ بصورت عدم موجودگی دختر
کے یہ قول "اوس شخص کی جایداد کا وارث جو اولاد ذکور نہ چھوڑے اوسکا باپ ہوتا ہے"

متعلق ہوتا ہے۔ +

فقرہ ۱۵ ۔ نہین یہان بہی وہ متعلق نہین ہو سکتا ہے۔ چونکہ دختر کا پسر دختر کی اولاد سے ہے پس بمقابلہ باپ کے شخص متوفی سے زیادہ قربت رکہتا ہے۔ چنانچہ وشنو کا بہی یہی قول ہے۔

"اگر پسر یا نبیرہ نہو تو نواسہ وارث جایداد ہوتا ہے۔ بزرگان متوفی کو پنڈ دینے مین دختر کے بیٹے پسر کے پسران کے مساوی قرار دئے گئے ہین"۔

فقرہ ۱۶ ۔ دہاریشور اور دیوسامی اور دیارت کی یہ راے ہے کہ برہسپتی وغیرہ کے وہ اقوال جنہین یہ قرار دیا گیا ہے کہ بصورت نہونے بیوہ کے لڑکیون کو حق وراثت حاصل ہے دختر متقینہ (پتر یکا) سے متعلق ہین مگر یہ کہنا ضروری ہے کہ اونہون نے یہ راے اسوجہ سے قایم کی تہی کہ اونکی راے مین اونکو (یعنی دہاریشور وغیرہ کو) علم دہرم شاستر مین فضیلت کثیر حاصل تہی اور یہ سمجہنا چاہیے کہ اونکی راے کو برہسپتی وغیرہ نے ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ اونہون نے اپنے اقوال مین دختر کے استحقاق وراثت کے موافق دلایل بیان کئے ہین۔ (دیکہو فقرات ۳ و ۷ و ۹) ۔ +

فقرہ ۱۷ وسشٹ جی نے یہ فرمایا ہے کہ "دختر متقینہ تیسری قسم کا پسر سمجہی گئی ہے" چونکہ دختر متقینہ سلسلہ پسران قایم مقام مین قایم کی گئی ہے پس وہ مثل پسر کشیترج (زوجہ کا بیٹا) وغیرہ کے بعدم موجودگی پسر صحیح النسب کے مستحق وراثت پانے جایداد اپنے باپ کی ہے گو بیوہ زندہ ہو۔ یہ اس قول کے مطابق ہی کہ "بیٹے اپنے پدر کے متروکہ کے وارث ہوتے ہین"۔ اور نہ برادران یا والدین وارث ہوتے ہین جبکہ دختر متقینہ بہ ترجیح بیوہ کے بہی مستحق وراثت کی ہے۔ پس یہ امر کہ وہ بعدم موجودگی بیوہ کے وارث ہوتی ہے بروے تمثیل روٹی اور لکڑی (۱) کے ناقابل حجت سمجہنا چاہیے۔ اندرین حالات دربارہ استحقاق وراثت دختر کے بعد بیوہ کے برہسپتی وغیرہ کو وجوہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تہی (جیسا کہ اونہون نے اقوال مندرجہ فقرات ۳ و ۷ و ۹ مین کیا ہے) ۔ اس سے بہی صاف طور پر

(۱) دیکہو نوٹ فقرہ ۱۰ فصل ۶ باب ۹ و فقرہ ۴ فصل ۶ باب ۱۱ ۔ اگر کسی لکڑی مین روٹی چبہی ہوئی ہو اور چور اوس لکڑی کو چرا لے جائین تو روٹی بہی ضرور چوری جائیگی۔

یہ ظاہر ہوگا کہ دہارلیشور وغیرہ کی آراے مندرجہ صدر کو برہسپتی اور دیگر مصنفان نے نامنظور کیا ہے - لہذا ہمارے لیئے اون آرار کی تردید کی کوشش مزید کرنا غیرضروری ہے -

ف ۱۸ - اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ بیوہ بے پسر کے متعلق نارو جی نے یہ فرمایا ہے کہ "ایسی بیوہ کی دختر کی پرورش اوسکے باپ کے حصہ سے کیجانی چاہیئے جب تک کہ اوسکا بیاہ ہو وہ ایک حصہ لیگی بعد اوسکے اوسکا شوہر اوسکی پرورش کریگا" معنی اس قول کے یہ ہین کہ اگر کسی بیوہ متوفی بے پسر نے کوئی دختر چھوڑی ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پدر کی دولت واسطے پرورش اس دختر کے ہے - اسلیئے دختر تاوقت اپنے ازدواج کے جایداد پدر سے صرف اپنی پرورش کے لیئے مستفید ہوگی وہ مجاز اس امر کی نہین ہے کہ جایداد مذکور کو حسب مرضی خود استعمال یا منتقل کرے - پس یہ ظاہر ہوگا - کہ قاعدہ یہ ہے کہ بعدم موجودگی مادر و برادر کے (یعنی شخص متوفی کی بیوہ اور پسر کے) جملہ دختران نا کتخدا جایداد پدری کی وارث نہین ہوتی ہین (لیکن تاوقت ازدواج پرورش کے لیئے اوس سے صرف مستفید ہوتی ہین) اسلیئے وہ اقوال (جنکا ذکر فقرات ۳ و ۷ و ۹ مین ہوا ہے) جنکی رو سے بطور ایک مستثنیٰ قاعدہ مذکورہ بالا کے دختر جایداد پدری کی وارث قرار دی گئی ہے دختر متعینہ سے متعلق سمجھنا چاہیئے - کیونکہ اگر اقوال مذکور بالعموم جملہ دختران سے متعلق سمجھے جائین تو فقرات استثنائی مثل قاعدہ کے بھی عام طور پر متعلق ہونگے - اور اسلیئے اون کو فقرات استثنائی نہین کہہ سکتے ہین اور اسوجہ سے بے معنی ہوجائینگے پس دہارلیشور وغیرہ کی آرار (جنھون نے یہ قرار دیا ہے کہ اقوال زیر بحث صرف دختر متعینہ سے متعلق ہین) - قابل پابندی ہین -

ف ۱۹ - جواب - اگر نارد جی کا قول (جسپر یہ اعتراض مبنی ہے) خاندان منقسمہ سے متعلق ہوتا تو اعتراض مذکور صحیح ہوگا لیکن قول مذکور کی پر احتیاط جانچ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسے خاندان سے متعلق ہے جو بہ شرکت مکرر قایم ہوا ہو - اسلیئے وہ تمام اقوال (مندرجہ فقرات ۳ و ۷ و ۹) جنمین بصورت خاندان منقسمہ کے دختران وارث قرار دی گئی ہین

عام اقوال اور نہ اقوال استثنائی سمجھے جائینگے اور یہ خیال کرنے کی قطعاً کوئی وجہ نہیں ہے کہ اقوال مذکور صرف دختر متعینہ سے متعلق ہیں اعتراض کے رفع کرنے کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

ف۔ لیکن کاتیاین نے دربارہ دختران کے استحقاق وراثت جایداد پدر کے جن سے مستفید ہونے کی مستحق دختران بروے فقرات مذکورہ بالا (یعنی فقرات ۳ و ۷ و ۹ کے قرار دی گئی ہیں) ایک فرق ظاہر کیا ہے۔ "شوہر کی دولت کی وارث اوسکی بیوہ ہوگی۔ بشرطیکہ وہ باعصمت ہو اور بصورت اوسکے نہونے کے دختر وارث ہوگی بشرطیکہ وہ دوشیزہ یا مفلس ہو"

ف۱۔ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ فقرات مندرجہ صدر (۳ و ۷ و ۹) ایسی دختران سے متعلق ہیں جو یا تو ناکتخدا یا مفلس ہوں۔ یہان پر مفلس سے مراد دولتمند نہونے سے اور نہ لاولد ہونے سے مثل دختران عقیم وغیرہ کے ہے۔ کیونکہ دختران آخرالذکر کسی حالت مین جایداد پدر سے وراثتاً پانے کی مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ اون مین یہ قابلیت نہیں ہوتی ہے کہ بذریعہ اپنی اولاد کے اوسکو فایدہ روحانی پہونچا سکین۔

"اور بصورت اوسکے نہونے کے" یہان مراد عموماً زوجہ (پتنی) کی عدم موجودگی نہیں ہے بلکہ ایسی پتنی کا نہونا مراد ہے جو بے عصمتی سے ملوث نہو۔

ف۲۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہیے کہ دختر بہ عدم موجودگی نیک چلن پتنی کے وارث ہوتی ہے اور نہ عموماً بصورت نہونے کسی پتنی کے چنانچہ سنگرہ کار کا یہ قول ہے کہ "بصورت عدم موجودگی ایسی زوجہ کے دختر متعینہ وارث ہوتی ہے"۔

ف۳۔ مراد یہ ہے کہ دختر متعینہ عموماً بصورت نہونے کسی پتنی کے وارث نہیں ہوتی ہے بلکہ بصورت نہونے ایسی پتنی کے وارث ہوتی ہے جسمین وہ اوصاف ہیں جو بغرض حاصل کرنے ارث کے ضروری قرار دئے گئے ہین۔

ف۴۔ سنگرہ کار کے قول کا وہ حصہ جسمین یہ مندرج ہے کہ دختر متعینہ وارث ہوتی ہے نظر انداز کیا جانا چاہئے کیونکہ وہ ناپسند کیا جا چکا ہے (دیکھو فقرات ۱۲ لغایت ۱۹)۔

ف۴۵ - لیکن بعض اشخاص یہ کہتے ہین کہ جایداد عموماً بصورت نہونے کسی بیٹی کے دختر کو پہونچتی ہے اور بصورت عدم موجودگی ایسی بیٹی کے جسمین خاص اوصاف متعلق وراثت موجود ہون جایداد باپ وغیرہ کو بذریعہ اس قول کے پہونچتی ہے "ایسے شخص کی جایداد کا وارث جو اولاد ذکور نہ چھوڑے باپ ہوتا ہے۔ الخ" یہ رائے بھی وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر ناقابل پذیرائی ہے۔

ف۴۶ - برہسپتی جی نے وہ صفات جو اوس دختر مین جو بیوہ کے بعد جایداد کی وارث ہوتی ہے اور نیز وہ صفات جو اوس دختر مین جو بعد خاص یعنی حقیقی پسر کے وارث ہوتی ہے ہوئی چاہئین بیان کئے ہین "دختر جو ہمقوم ہو اور ہمقوم شوہر سے بیاہی گئی ہو - اور باعصمت اور خدمت گذار ہو اور بغرض بقاے نسل ذکور ازروے قاعدہ کے پتریکا بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو اپنے پدر کا ترکہ لے گی"۔

ف۴۷ ہمقوم ہو یعنی باپ کی ہمقوم ہو - یعنی باپ کی ہمقوم زوجہ سے پیدا ہوئی ہو - وہ چار صفات (یعنی ہمقوم ہو اور ہمقوم شوہر سے بیاہی گئی ہو اور باعصمت اور خدمت گذار ہو) جو قول مذکورہ بالا مین پہلے بیان کئے گئے ہین ایسی دختر سے متعلق ہین جو مستحق وراثت کی بعد بیوہ کے ہو اور اخیر دو صفات (یعنی ازروے قاعدہ کے پتریکا بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو) بیوہ سے پہلے ترکہ پانے والی دختر سے متعلق ہین "بغرض بقاے نسل ذکور ازروے قاعدہ کے پتریکا بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو" یہان دختر متعینہ (عام اس سے کہ ازروے قاعدہ کے قرار دی گئی ہو یا نہین) مراد سمجھنا چاہیے لفظ "دختر" (جو صاف طور پر قول مین بیان نہین کیا گیا ہے) چارون صفات کے پہلے مفہوم ہے۔

لفظ "وا" (یا) قول مین واسطے ظاہر کرنے بدل کے استعمال کیا گیا ہے پس قول کے معنی حسب ذیل ہین ایسے شخص کی جایداد جسکے کوئی پسر یا نبیرہ حقیقی نہو دختر متعینہ کو جو دو اقسام مذکورہ بالا مین سے کسی قسم کی ہو (یعنی ازروے قاعدہ کے پتریکا بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو) قبل بیوہ کے وراثتاً پہونچتی ہے لیکن دیگر دختران کو جو ہمقوم ہون اور جنمین وہ بقیہ تین صفات جنکا ذکر بعدۂ قول

مین کیا گیا ہے موجود ہون - بیوہ کے بعد جایداد ورا ثتا پہونچتی ہے -

ف ۱۹ - پس نتیجہ یہ ہے کہ اگر درمیان ایسی دو دختران کے جنمین سے ایک ناکتخدا اور دوسری مفلس ہو مقابلہ ہو اور وہ دونون دختران باپ کے ہمقوم اور دیگر صفات مندرجہ قول سے متصف ہون تو پہلے کنواری دختر ہی متروکہ لیگی - کیونکہ ایسی دختر کی پرورش پدر کی جایداد سے ضرور ہونی چاہئے - بصورت عدم موجودگی ایسی دختر کے دختر مفلس کو جایداد پہونچے گی کیونکہ دختر مذکور کو اسوجہ سے ذریعہ معاش حاصل نہین ہے کہ اوسکا شوہر اوسکی پرورش نہین کر سکتا ہے گو اوسکے شوہر پر اوسکی پرورش کرنی لازم ہے - بصورت عدم موجودگی دختران مفلس کے دختر دولتمند یا اولاد جو صفات ہمقومی وغیرہ سے متصف ہو ترکہ پاتی ہے - ایسی دختر گو دولتمند ہو وراثت کی مستحق ہے - بصورت نہونے دختران کے دختر کا پسر وارث ہوتا ہے - کیونکہ وہ دختر کی اولاد ہے -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ - بصورت نہونے بیوہ (زوجہ) کے دختران وارث ہین -

ف ۲ - دختران مین سب سے پہلے جایداد دختران ناکتخدا کو بعدہ دختران مفلس کو اور آخراً دختران دولتمند کو پہونچتی ہے -

ف ۳ - اوس دختر کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے جو پدر کی ہمقوم زوجہ سے پیدا ہوئی ہو اور جسکا ازدواج ساتھ شوہر ہمقوم کے ہوا ہو - دختر کا باعصمت اور مطیع ہونا بھی ضروری ہے -

ف ۴ - دختر عقیمہ کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے -

ف ۵ - بصورت نہونے دختران کے جایداد دختر کے پسر کو پہونچتی ہے -

باب یازدہم

فصل سوم

والدین کے حق وراثت کے بیانمین

ف ۱ - چونکہ بعدم موجودگی نواسہ کے پدر سے قریب تر رشتہ مند شخص متوفی کا کوئی نہین ہے اسلئے ایسی صورت مین یہ قول متعلق ہوتا ہے " ایسے شخص کی جایداد کا وارث جو بلا چھوڑے اولاد ذکور کے وفات پاے اوسکا باپ ہوتا ہے " پس جایداد پدر کو وراثتاً پہونچتی ہے - چونکہ ایسی ہی صورت مین ماں سے قریب تر کوئی رشتہ مند شخص متوفی کا نہین ہوتا ہے لہذا یہ قول بھی متعلق ہوتا ہے " اوس بیٹے کے ترکہ کو جو لاولد (بلا چھوڑنے بیوہ کے) وفات پاے اوسکی ماں پائیگی " - اور دولت کی وارثہ ماں ہوگی - چنانچہ یاگولک یہ فرماتے ہین " زوجہ اور نیز دختر اور والدین (پترو) اور برادران الخ "

ف ۲ - لفظ (چا) " نیز " مندرجہ قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف نواسہ کے نہونے پر والدین ایک ساتھ جایداد وراثتاً پاتے ہین - یہ سمجھنا چاہئے کہ یاگولک کی راے یہ ہے کہ والدین مین کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہین ہے -

ف ۳ - بعض اشخاص نے جو عالم ہونیکا دعوی کرتے ہین راے مندرجہ صدر کی لاعلمی کی وجہ سے یہ حجت کی ہے - کہ ہرگاہ کہ ماں جنین کو رحم مین رکھنے اور ایام طفولیت مین اوسکی پرورش کرنے سے اوسکو زیادہ فایدہ پہونچاتی ہے اور چونکہ یہ کہا گیا ہے " کہ ماں کی فضیلت باپ سے ہزار درجہ زیادہ ہے " اسلئے باوجود باپ کے موجود ہونے کے ماں ہی وارث ہوتی ہے - لیکن یہ دلیل اسلئے کافی نہین ہے کہ ماں کے دعوی وراثت کو جواز اً پدر کے دعوی پر

ترجیح دیجا سکے کیونکہ باپ بہی بیٹے کو مختلف ذرایع سے فایدہ پہونچاتا ہے۔ اور اوسکو تعلیم دیتا ہے اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ "ان دونون مین باپ کو ترجیح ہے۔ کیونکہ تخم بہی اہم سمجہا جاتا ہے"۔

ف ۴ - دیگر اشخاص اِسکے خلاف حجت کرتے ہین کہ باپ سوتیلی زوجہ کے بیٹون کا بہی والد ہوتا ہے۔ لیکن بصورت مان کے ایسا نہین ہے اسلئے مان بمقابلہ باپ کے اقرب ہے۔ یہ دلیل بہی محض لغو ہے کیونکہ دربارہ قرابت ساتہہ پسر متوفی کے مان اور باپ کے درمیان کوئی امتیاز نہین ہوسکتا ہے۔ باپ کو جو محبت ہر ایک بیٹے سے بوجہ قرابت خاص کے ہوتی ہے اسوجہ سے کسی طرح کم نہین ہوتی ہے کہ وہ متعدد بیٹون کا باپ ہے۔

ف ۵ - مصنفین مذکور پہر یہ بحث کرتے ہین کہ چونکہ مرکب باقاعدہ "ماتا پترؤ" (مان اور باپ) مین جبکہ بشکل مفرد ترکیب "پترؤ" (والدین) کے (ایک لفظ کے ترک کرنے اور دوسرے کے قایم رکہنے سے - ایکسیا) گہٹا کر استعمال نہ کیا گیا ہو مان کا لفظ پہلے آتا ہے اسلئے مان پہلے ترکہ پاویگی یہ حجت بہی بے معنی ہے کیونکہ بصورت "دوجگ موسومہ سرتو" (सरस्वती) کے بیان اسکے باب پنجم مین یہ دکہلایا گیا ہے کہ فی نفسہ عبارت سے کوئی قاعدہ نسبت اوس ترتیب کے جسمین یہ دونون جگ کئے جاتین ظاہر نہین ہوتا ہے بجز اسکے کہ دونون جگ اوس ترتیب سے انجام دئے جائین جو جگ کے بیان مین مندرج ہے۔ پس ان دونون جگ کے کرنے مین کوئی ترتیب بلحاظ اوس لفظ کے جو لفظ مرکب "سرسوتی" सरस्वती مین پہلے آتا ہے ملحوظ نہین رکہی جاتی ہے - علی ہذالقیاس صورت موجودہ مین بہی ترتیب الفاظ اوس فقرہ کی جو لفظ مرکب "پترؤ" سے حاصل ہوسکتا ہے فی نفسہ اسلئے کافی نہین ہے۔ کہ اوسکی بنا پر مان کو استحقاق مرجح حاصل ہو

ف ۶ - سرکر کی یہ راے ہے کہ والدین متروکہ کو تقسیم کرکے لے سکتے ہین۔

(فقرہ - ۱) "اوس شخص کی جایداد کا وارث جو اولاد ذکور نہ چہوڑے پدر ہوتا ہے" اور "اوس شخص کے ترکہ کو جو لاولد (بلا چہوڑنے بیوہ کے) وفات پاوے مان لیگی" یہ بہی نامناسب ہے۔ کیونکہ

اقوال کی روسے مادر اور پدر کو علیحدہ علیحدہ ایسے حقوق عطا کیے گئے ہین جنکو ایک دوسرے سے مثل دہان اور جو کے جگ سے کچھ تعلق نہین ہے۔

ف - تیسری قسم کے مصنفین مان کے قریب تر ہونے کی تائید بذریعہ یہ بیان کرنے کے کرتے ہین کہ ایسی قربت اس قول سے اخذ کیجا سکتی ہے "ایک حقیقی بہائی کی جایداد دوسرا حقیقی بہائی پائیگا" جسکی روسے یہ کہا گیا ہے کہ شرکت رحم کے لحاظ سے حقیقی بہائی کی جایداد اوسکے حقیقی رشتہ دار کو پہونچتی ہے لیکن یہ محبت بہی اوسی قدر ریک ہے جسقدر کشا گماس کا تنکا ہوتا ہے ایک شخص کو (بوجہ ایک ہی مان کی اولاد ہونے کے) اپنے حقیقی بہائی سے بمقابلہ ایسے بہائی کے جو دوسری مان کی اولاد سے ہو زیادہ محبت ہو سکتی ہے لیکن مصنف کتاب ہٰذا کے یہ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ رشتہ خون مین مان کو بمقابلہ باپ کے کسطرحپر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

ف - پس اگر اس جگہ یہ سوال کیا جاے کہ جب باپ اور مان دونون زندہ ہون وراثت مین کیا ترتیب ملحوظ رکہی جاویگی - تو یہ ضروری ہے کہ ترتیب مذکور بیان کیجاوے - لیکن شنبہو کا یہ قول ہے کہ اظہار ترتیب غیر ضروری ہے کیونکہ جایداد مشترکہ مین سے جو کچھ والدین مین سے کوئی ایک لیگا اوس سے اون دونون کو فایدہ پہونچیگا - یہ درست نہین ہے کیونکہ جو کچھ (مثل استری دہن از قسم ادہیگنی وغیرہ کے) مان لیتی ہے وہ اپنے لئے اور نہ واسطے فایدہ اپنے اور اپنے شوہر کے لیتی ہے - اسلئے اونکی وراثت کے بارہ مین ترتیب کا بیان کیا جانا ضروری ہے۔

ف۹ - اب ہم ترتیب مذکور بیان کرتے ہین چونکہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہین ہے اسلئے اس بارہ مین خاص حکم قانون ہی قابل پابندی سمجھنا چاہیے - قانوناً در بارہ وراثت کے باپ کو مان پر ترجیح دیگئی ہے - برہت وشنو نے بعدیہ فرمانے کے کہ "شخص لاولد کی جایداد اوسکی بیوہ کو اور بصورت عدم موجودگی بیوہ کے اوسکی دختر کو پہونچتی ہے" یہ فرمایا ہے "کہ وہ نہو تو باپ کو اور باپ نہو تو مان کو پہونچتی ہے" +

ف۱۰ - اگرچہ اس فقرہ مین یہ کہا گیا ہے کہ شخص لاولد کی جایداد باپ کو بعدم موجودگی دختر کے

ورثا کو پہونچتی ہے تاہم چونکہ وجوہ اس امر کے بیان کئے جا چکے ہین کہ بصورت عدم موجودگی دختر کے نواسہ کیون وارث ہوتا ہے لہذا یہ سمجھنا چاہئے کہ باپ کو حق وراثت اوسوقت تک حاصل نہین ہوتا ہے کہ کوئی نواسہ بھی موجود نہو۔ علاوہ اسکے یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ چونکہ نواسہ دختر ہی کی نسل سے ہوتا ہے پس برہت وشنو نے ترتیب ورثا مین خاص طور پر اوسکا ذکر ناغیر ضروری تصور کیا ہے۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱۔ بصورت نہونے دختر کے پسر (نواسہ) کے والدین وارث ہوتے ہین۔

ف ۲۔ لیکن والدین مین جایداد اولاً پدر کو اور بعدہٗ مادر کو پہونچتی ہے۔

باب یازدہم

فصل چہارم

برادرون کے حق وراثت کے بیان مین

ف ۱۔ اگر مان نہو تو جایداد حقیقی بھائی کو پہونچتی ہے کیونکہ ہر دو برادران کے ایک ہی مان کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ شخص متوفی کا قریب تر رشتہ مند ہے۔

ف ۲۔ اگر برادر حقیقی نہو تو سوتیلا بھائی یعنی سوتیلی مان کا بیٹا وارث ہوتا ہے۔

ف ۳۔ اسلئے یاگولک ترتیب وراثت کے باب مین جو عقل پر مبنی ہے یہ فرماتے ہین "والدین اور اسی طرح برادران"۔

ف ۴۔ لفظ برادران اولاً حقیقی برادران سے متعلق ہے کیونکہ وہ بمقابلہ سوتیلے برادران کے قریب تر رشتہ مند ان شخص متوفی کے ہین۔

ف ۵ - اسلیئے قاعدہ محکومیا گو لک یہ ہے کہ شخص بے پسر کی دولت اگر مان نہو تو حقیقی بہائی کو پہونچتی ہے - یہ سمجہنا چاہیے کہ مصنف مذکور نے بذریعہ استعمال کرنے عام لفظ "برادران" کے درحالیکہ الفاظ "برادر حقیقی" کا استعمال کرنا کافی ہوتا۔ یہ قاعدہ مزید قرار دیا ہے کہ بصورت نہونے حقیقی بہائی کے سوتیلا بہائی وارث ہوتا ہے - لیکن اس قاعدہ سے کے دو مستثنیات ہین جنپر اسی وقت لحاظ کیا جاویگا -

ف ۶ - کاتیاین کا قول ہے - "اگر کوئی شریک منقسمہ وفات پائے تو بصورت نہونے اولاد ذکور کے اوسکی میراث اوسکے باپ یا بہائی یا ماں یا العبدہ (اتہا) دادی کو علی الترتیب پہونچیگی -

دادی - پسر متوفی علیحدہ شدہ کے باپ کی ماں یا بالفاظ دیگر اوسکی دادی -

ف ۷ - الفاظ "بصورت نہونے اولاد ذکور کے" ایسے اشخاص کی عدم موجودگی کی صراحت کرنے کے لیے استعمال کیئے گئے ہین جو باپ سے زیادہ قربت شخص متوفی سے رکھتے ہون - پس مطلب یہ ہے کہ اگر بیٹے سے لیکر نواسہ تک (جو متوفی کے ساتہہ اوسکو دنیا و عاقبت مین فایدہ پہونچانے کی وجہ سے پدر سے زیادہ قربت رکھتے ہین) کوئی وارث موجود نہو تو جایداد اولاً باپ پاتا ہے -

ف ۸ - لفظ "و" (یا) سے جو فقرہ متذکرہ صدر مین تین مرتبہ استعمال کیا گیا ہے بدل ظاہر ہوتا ہے اور ورثار کے نہونے سے تعلق رکہتا ہے کیونکہ حق محصلہ (مثل حق ملکیت) کسی ایک یا دوسرے شخص وارث کو منجلہ ورثائے متذکرہ صدر کے غیر معین طور پر وقت واحد مین حاصل نہین ہو سکتا ہے بلحاظ اس اصول کے کہ "کوئی شے بلا تعین نہین رہ سکتی ہے"۔

ف ۹ - پس مطلب فقرہ کا یہ ہے کہ بصورت عدم موجودگی باپ کے بہائی وارث ہوتا ہے اور اگر وہ نہو تو ماں اور اگر ماں نہو تو دادی وارث ہوتی ہے - لفظ علی الترتیب مستعملہ فقرہ بالا سے ترتیب منظہرہ مراد ہے -

ف ۱۰ - اسی طرح منوجی نے بہی بصورت علیحدہ شدہ شخص متوفی خاندانی کے بذریعہ تحریر کرنے

عبارت بلا اولاد ذکور کے ذکر نہوئے پسر اور بیوہ اور دختر اور نواسہ کا (جو سب شخص متوفی سے زیادہ قربت رکھتے ہین) ڈیرہ اشلوک مین سلسلہ وراثت باپ اور بہائی اور مان اور دادی کا بیان کیا ہے۔ "اوس شخص کا ترکہ جو کوئی پسر نہ چھوڑے باپ لیگا یا برادران لینگے۔ ایسے بیٹے کا ترکہ جو لاولد مرے ماں لیتی ہے اور اگر ماں بھی مرگئی ہو تو ترکہ باپ کی ماں لیتی ہے"۔

ف ۱۱۔ لفظ "لاولد" اس مقام پر پسر اور بیوہ اور دختر اور نواسہ کی عدم موجودگی کی طرف اشارہ کرتا ہے

ف ۱۲۔ یہ خیال نہین کیا جا سکتا ہے کہ کاتیاین اور منوجی کے اقوال مذکور الصدر مندرجہ فقرات (۹ و ۱۰) جنمین مختصراً باپ سے لیکر دادی تک سلسلہ ورثا ظاہر کیا گیا ہے اسوجہ سے دلایل پر مبنی نہین ہین کہ اقوال مذکور ترتیب مصرحہ فقرہ (۳) یاگولک کے (جو دلایل پر مبنی ہے) مخالف ہین

ف ۱۳۔ بعض اشخاص یہ کہتے ہین کہ صرف یاگولک کا مقولہ ہی ایسا قانون ہے جس سے ترتیب ورثا کی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ فقرہ کے اخیر پر صریحاً یہ کہا گیا ہے کہ ان مین سے پہلے کے نہونے پر وہ شخص بلاشک وارث ہوگا جو ترتیب مین اوسکے بعد ہو" اور اسلئے اقوال مندرجہ ذیل سے جو قول یاگولک مندرجہ صدر کے مخالف ہین مقصود صرف ورثا کا ظاہر کرنا ہے اونکی ترتیب کا ظاہر کرنا ہے "اوس شخص کا ترکہ جو کوئی بیٹا نہ چھوڑے باپ لیگا الخ (فقرہ ۱۰)"۔
یہ حجت بھی ناقابل تسلیم ہے کیونکہ اقوال کاتیاین اور منوجی مندرجہ فقرات (۹ و ۱۰) مین اولاً عبارت علی الترتیب اور ثانیاً عبارت "اور ماں بھی مرگئی ہو تو" کے استعمال کئے جانے سے صریحاً ترتیب وراثت بیان کی گئی ہے۔

ف ۱۴۔ مگر برہسپتی جی نے بذریعہ تبلانے اوس صورت کے جسمین بہائی کو ورثہ بترجیح ماں کے پہونچتا ہے (جیسا کہ اقوال کاتیاین اور منو مین مندرج ہے) فقرہ مندرجہ ذیل کی روسے اختلاف درمیان اقوال کاتیاین و منو (مندرجہ فقرات ۹ و ۱۰) اور یاگولک (مندرجہ فقرہ ۳) کو رفع کیا ہے "ایسے پسر متوفی کی وارثہ ماں تصور کیجاویگی جسنے زوجہ یا اولاد ذکور نہ چھوڑی ہو یا ماں کی رضامندی سے بہائی وارث ہو سکتا ہے۔

ف ۱۵ - لفظ "بیوہ" مین دختر اور نواسہ اور پدر داخل ہے جنپر وہ سلسلہ وراثت مشتمل ہے جسکی صراحت یاگولک کے اوس قول مین کی گئی ہے جو دلایل پر مبنی ہے - پس یہ سمجھنا چاہیے کہ بیہسپتی کے قول مندرجہ بالا مین لفظ پسر سے ایسا پسر مراد ہے جو بلا چھوڑنے کسی پسر یا بیوہ یا دختر یا نواسہ یا باپ کے فوت ہوا ہو -

ف ۱۶ - پس نتیجہ یہ ہے کہ مان کی رضامندی اور دادی کی موجودگی دو ایسی شکلین (۱) ہین جنمین قاعدہ مندرجہ قول "والدین اور اوسی طرح برادران" کے مستثنیات حسب طریقہ مندرجہ اقوال کاتیاین و منو قابل پابندی ہین -

ف ۱۷ - لیکن بعض اشخاص کا یہ قول ہے کہ اوس مختصر سلسلہ ورثا مین جو مان سے شروع ہو کر بھتیجہ پر ختم ہوتا ہے اور جو مقولہ ذیل مین مندرج ہے دادی کا نام کہین نہین ہے پس وہ بعد بھتیجہ کے وارث ہوگی "والدین اور اوسی طرح برادران اور انکا پسر" اشخاص مذکور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ دہرم شاستر کے کسی قول کے خلاف بھی نہوگا کیونکہ کہین صراحتاً دادی کے استحقاق وراثت کا ذکر نہین آیا ہے - یہ رائے بھی ناقابل لحاظ ہے کیونکہ دادی کے استحقاق وراثت کا ذکر متروک نہین ہوا ہے - برخلاف اسکے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے سلسلہ ورثا مین دادی کی جگہ صریحاً کاتیاین اور منو کے اقوال (مندرجہ فقرات ۸ اور ۱۰) مین یعنی قول اول مین لفظ "دادی" کے پہلے لفظ بعدہ (اتہا) اور دوسرے قول مین الفاظ "اور اگر مان بھی مر گئی ہو تو" کے استعمال کئے جانے سے ظاہر کی گئی ہے پس یہ سمجھنا چاہیے کہ جو ترتیب ان اقوال کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے وہ اوس مختصر سلسلہ وراثت کی استثنار اور اوسکے خلاف ہے جو یاگولک کے اوس قول مین تحریر کیا گیا ہے جو دلایل پر مبنی ہے

ف ۱۸ - شنکہ اور لکھت کا یہ قول ہے کہ "اوس شخص کی دولت جو بلا چھوڑنے کسی پسر کے فوت ہو برادران کو پہونچتی ہے اور اگر برادران نہون تو اوسکے وارث والدین ہین" یہ از روے قاعدہ قانون اور مستثنیات کے ایسے شخص سے متعلق ہے جو بحالت علیحدگی فوت نہ ہوا ہو بلکہ بعد اشتراک

(۱) ان دو صورتون کا ذکر فقرہ پنجم کے آخر مین کیا گیا ہے -

کر کے فوت ہوا ہو - پس کوئی تناقض نہین ہے -

ف ۱۹ - برہسپتی کا یہ قول ہے کہ اگر بیٹا نہو تو بیوہ لیتی ہے اور اگر بیوہ نہو تو برادر حقیقی اور اگر برادر حقیقی نہو تو دایادی (رشتہ سندان لیکن اصطلاح مین اون لوگونکو کہتے ہین جو ترکہ دو سے لیتے ہین) مستحق ترکہ کے ہین - اوسکے بعد ترکہ نواسہ کو پہونچتا ہے لیکن اس فقرہ سے مقصود یہ ہے کہ بیوہ کے مقابلہ مین حقیقی بہائی وراثت سے محروم رہے - اور نہ یہ کہ برادر حقیقی کو دختر پر ترجیح حاصل ہو - (جسکی نسبت یہ کہہ سکتے ہین کہ چونکہ وہ ترکہ لیتی ہے اسلیے لفظ دایادی مین شامل ہے) کیونکہ بصورت آخر الذکر فقرہ مذکورہ بالا اوسی مصنف (برہسپتی) کے اس قول کے مخالف ہو گا "جسطرح انسان کے مختلف اعضا سے بیٹا پیدا ہوتا ہے اوسی طرح دختر بھی پیدا ہوتی ہے الخ"

ف ۲۰ - دیول کا یہ قول ہے کہ بعد اوس شخص کا متروکہ جو اولاد ذکور یا دختران مساوی (یعنی ہمقوم) نہ چھوڑے اوسکے برادران حقیقی تقسیم کرلین - یا باپ (اگر زندہ ہو) یا سوتیلے بہائی (جو ہمقوم ہون) یا ماں یا زوجہ علی الترتیب وراثتاً حاصل کرین"

ف ۲۱ - اگرچہ بلحاظ اوس طریقہ کے جسپر اس فقرہ مین الفاظ استعمال کیے گئے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قسم کے ورثا جنکا ذکر فقرہ مذکور مین کیا گیا ہے اوس ترتیب سے مستحق پانے ورثہ کے ہونگے جسمین اونکا ذکر کیا گیا ہے تاہم اس قول کو جملہ دیگر اقوال متذکرہ صدر کے موافق کرنے کے لیے اوسکی تعبیر (بلا لحاظ اوس ترتیب کے جو اوس مین بیان کی گئی ہے) اسطرح کرنی چاہیے "اوس شخص کی جایداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑے زوجہ جو پتنی کے رتبہ کی ہو پاویگی یا دختران ہمقوم درمیان اپنے تقسیم کرینگی یا پدر باقی ماندہ کو پہونچے گی" - لفظ "باقی ماندہ" سے (جو اور صورت مین بے معنی ہوگا) یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر باپ باقی نہ رہے تو ماں وارث ہوگی - پس ماں بصورت نہونے باپ کے وارث ہوتی ہے اوسکے بعد حقیقی بہائی اور برادران ہمقوم علی الترتیب وارث ہونگے (یعنی حقیقی بہائی پہلے ترکہ لیتے ہین اور اوسکے بعد سوتیلے بہائی جو ہمقوم ہون ترکہ کے مستحق ہین) - اسطرح دیول کے قول مذکورہ بالا کی تعبیر کرنی چاہیے

اور قول مذکور ایسی صورتون سے متعلق سمجھنا چاہئے جنھین نہ تو مان نے رضامندی ظاہر کی ہو اور نہ دادی موجود ہو۔ +

ف۲ - اس بارہ مین کاتیاین منی نے ایک آسان اور قابل فہم طریقہ سے ترتیب وراثت کو بیان فرمایا ہے۔ "بیوہ (پتنی) جو نیک خاندان کی عورت ہو یا دختران یا اگر دختران نہون تو باپ یا مان یا بھائی یا اوسکے پسران ایسے شخص کے وارث قرار دئے گئے ہین جسنے اولاد ذکور نہ چھوڑی ہو"

ف۳ - لفظ پسران مندرجہ فقرہ سے صرف بھائی کے بیٹے مراد ہین کیونکہ قول مین بھی لفظ مذکور عین قبل لفظ پسران کے استعمال کیا گیا ہے اسلئے یاگولک نے یہ فرمایا ہے کہ "برادران اور اسی طرح اونکے پسران"۔

ف۴ - سنگرہ کار کا یہ قول ہے کہ "بصورت نہونے ایسی دختر کے مان کو ترکہ ملتا ہے گو باپ یا سوتیلی مان کا بیٹا یا اوسکا بیٹا زندہ ہو۔ ایسی مان کے نہ ہونے کی صورت مین باپ کی مان ترکہ لیتی ہے گو باپ یا شتری مان کا بیٹا یا اوسکا بیٹا زندہ ہو دادی کے نہونے پر باپ کو ترکہ ملتا ہے" چونکہ یہ فقرہ دھار یشور کی دلایل پر مبنی ہے اور دلایل مذکور کی تردید وشیشوروپ وغیرہ نے کی ہے اسلئے یہ فقرہ صحیح دلایل پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے نظر انداز کیا جائیگا۔

ف۵ - وہی مصنف پھر یہ کہتے ہین "جبکہ دو قسم کے بھائی یعنی ایک از قسم حقیقی اور دوسرے از قسم علاتی ہون تو برادران حقیقی کو ترکہ بترجیح برادران علاتی کے پہونچیگا" یہ فقرہ قابل پسند ہے کیونکہ معقول وجوہ پر مبنی ہے۔ +

ف۶ - اگر درمیان حقیقی اور سوتیلے برادران کے پسران کے مقابلہ ہو تو بھی وہی قاعدہ متعلق ہوگا اسلئے اگر حقیقی برادر کا پسر نہ ہو تو ایسے بھائی کا پسر جو دوسری مان کی اولاد سے ہو ترکہ پاتا ہے۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف - اگر ماں نہو تو حقیقی بہائی وارث ہوتا ہے اور اگر برادر حقیقی نہو تو سوتیلا بہائی وارث ہوگا
ف ۲ - لیکن ماں کی رضامندی سے برادران سے پہلے وارث ہوسکتا ہے -
ف ۳ - اگر دادی موجود ہو تو وہ ماں کے بعد اور بہائی کے پہلے وارث ہوتی ہے -
ف ۴ - اگر برادران نہوں تو اون کے بیٹے وارث ہوتے ہیں - اور حقیقی بہائیوں کے بیٹے سوتیلے بہائیوں کے بیٹوں پر ترجیح رکہتے ہیں -

باب یازدہم

فصل پنجم

رشتہ مندان قسم گوترج سپنڈ اور سمانودک اور بندہو کے حق وراثت کے بیان میں

ف - اگر سوال یہ کیا جاے کہ بصورت نہونے بہتیجے کے بہی کون وارث ہوگا تو یاگولک حسب ذیل فرماتے ہیں "گوترج یعنی ایسے رشتہ دار جو شخص متوفی کے خاندان سے ہوں" یہاں ان الفاظ کو اضافہ کرو "ترکہ پاتے ہیں"

ف - گو لفظ "گوترج" کے معنی عام ہیں مگر اوسمیں بربناے تشبیہ بیل اور گاوان (۱) کے باپ اور بہائی اور بہتیجے جنکا بیشتر علیحدہ ذکر کیا جاچکا ہے داخل نہیں ہیں اور دادا کے بیٹے اور ایسے اشخاص جو ایک ہی خاندان سے ہوں داخل ہیں - قطع نظر اسکے لفظ "گوترج" میں دادا کی بیٹی اور

(۱) گو گاوان لفظ عام ہے مگر یہاں پر لفظ مذکور میں بیل داخل نہیں ہے کیونکہ بیل کا لفظ صریحاً تحریر کیا گیا ہے -

اوسی قسم کی عورات داخل نہین ہین کیونکہ لفظ مذکور صریحًا دو الفاظ صیغہ جمع جنس مذکر سے ایک لفظ کے ترک کرنے اور دوسرے لفظ کے قایم رکہنے کے ذریعہ سے بنایا گیا ہے (یعنی گوتر جہ گوتر جہ چہ - سگوتران سگوتران) - سنسکرت کے قواعد صرف ونحو کے بموجب یہ بہی خیال کیا جاسکتا ہے کہ لفظ "گوترج" مختلف صیغہ کے دو الفاظ سے مرکب ہے لیکن ایسا خیال کرنے کے لئے طرز کلام سے کوئی خاص وجہ ظاہر ہونی چاہئے جیسی کہ اس صورت مین ظاہر ہوتی ہے (ککوتاؤ) پرندون کو لاؤ کرین اون دونون کو جنفتی کہلاؤ ن (۱) لیکن اس مقام پر اس قسم کی کوئی خاص وجہ موجود نہین ہے بخلاف اسکے چونکہ یاگوالک کے قول مین لفظ گوترج بعد الفاظ اسی طرح برادران اور اونکے پسران کے (جو دونون نوع مذکور کو ظاہر کرتے ہین) استعمال کیا گیا ہے اسلئے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے - کہ اون سے صرف گوترج نوع مذکر اور نہ نوع مؤنث مراد ہین"

ف ۳ - علاوہ برین نسبت اس "مرتی کے عورات اور وہ اشخاص جو کسی حس یا عضو سے محروم ہون ناقابل وراثت تصور کئے گئے ہین" (جو جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے اون عورات سے متعلق ہے جو بیوہ اور دختر وغیرہ نہون جنکا استحقاق وراثت شاستر مین صریحًا قرار دیا جاچکا ہے) واضح ہو کہ وہ (مرتی) مطابق اس نتیجہ کے ہے کہ لفظ مرکب "گوترج" جنس مذکر کے دو الفاظ صیغہ جمع سے مرکب ہے - خلاف اسکے اگر یہ تصور کیا جاوے کہ لفظ گوترج مختلف جنس کے دو الفاظ (یعنی مذکر اور مؤنث) سے مرکب ہے تو ایسی تاویل مرتی کے منشار کے خلاف ہوگی اسلئے آخری تاویل نامنظور ہونی چاہئے -

ف ۴ - چنانچہ بہاسکر شارح سوتر الپتمبہ نے اس سوتر کی تعبیر اسطرح پر کی ہے :- باپ نے بحیات خود اپنی جایداد اپنے پسران [پتر بہیا] مین تقسیم کی" جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ جایداد

(۱) لفظ ککوتاؤ دو الفاظ سے مرکب ہے جن مین سے ہر ایک کے معنی ایک ہی جنس کے پرندون کے ہین لیکن بصورت ہذا یہ قیاس کیا جاویگا کہ ایک لفظ کے معنی پرند جنس نر اور دوسرے لفظ کے معنی پرند جنس مادہ کے ہین ورنہ اونکے درمیان جفتی لاممکن ہوگی -

صرف بیٹوں کے درمیان اور نہ درمیان دختران کے بھی (کیونکہ یہ عورات ہین) تقسیم کیگئی۔

ف ۵ - بموجب قواعد صرف ونحو کے لفظ بھراترو (برادران) اور پترو (پسران) معہ بہنون اور دخترون کے جنکے لئے الفاظ "بھتاچہ اور پتراچہ" [دختر و پسر] جنمین لفظ مرکب پترو (پسران) ایک کے ترک کرنے اور دوسرے کے قایم رکھنے کے ذریعہ سے بنایا گیا ہے استعمال کئے گئے ہین اگرچہ اس امر کے خیال کرنے سے کہ لفظ مرکب "پترو" [پسران] مین جو فقرہ "اپنے بیٹوں مین" [پترے بھیا] سوتر مندرجہ بالا مین استعمال کیا گیا ہے مختلف اجناس کے اشخاص یعنی بیٹی اور بیٹے داخل ہین یہ ممکن ہے کہ قول زیر بحث کی اسطرح تعبیر کیجاوے کہ ترکہ دخترون مین بھی تقسیم کیا جاویگا لیکن ایسی تعبیر قابل قبول نہین ہے کیونکہ وہ اس عام اصول کے خلاف ہے کہ صرف مرد ہی مستحق وراثت ہوتے ہین نہ کہ عورات جیساکہ اس سمرتی مین لکھا ہے "عورات اور وہ اشخاص جو حواس خمسہ اور اعضا سے محروم ہون ناقابل وراثت خیال کئے گئے ہین"۔

ف ۶ - بعض اشخاص یہ کہتے ہین کہ "دادی اور ایسے اشخاص جو پنڈ سے تعلق رکھتے ہین (سپنڈ) اور ایسے اشخاص جو جلدان سے تعلق رکھتے ہین (سمانودک) گوترج ہین پہلے ترکہ دادی کو ملتا ہے دادی کا مستحق وراثت عین مابعد والدہ کے ہونا بظاہر بوجہ اس قول کے سمجھا گیا ہے "اگر ماں بھی مرگئی ہو تو باپ کی ماں ترکہ لیگی" لیکن باپ سے لیکر بھتیجہ تک مسلسل سلسلہ ورثا مین دادی کا کہین ذکر نہین ہے اسلئے بلاشبہ اوسکو عین بعد بھتیجہ کے ورثہ ملنا چاہئے پس کوئی تناقض نہین ہے"۔ یہ صحیح نہین ہے بھتیجہ کے بعد بھی دادی کے لئے کوئی جگہ نہین پائی جاتی ہے کیونکہ مسلسل سلسلہ ورثا مین لفظ گوترج عین بعد لفظ بھتیجہ کے تحریر کیا گیا ہے اور وہ لفظ بلحاظ وجوہ متذکرہ صدر رشتہ مندان گوترج نوع مذکر سے متعلق ہے قطع نظر اسکے (سنسکرت مین) لفظ گوترج سے وہ لوگ مراد ہین جو ایک ہی خاندان سے ہون لیکن دادی ایسی عورت نہین ہے جو شخص متوفی کے خاندان سے ہو وہ مختلف خاندان مین پیدا ہوئی اور شخص متوفی کے خاندان سے اوسکو محض بوجہ ازدواج کے تعلق ہوا۔ اسلئے

وہ گوترج نہین کہلا سکتی ہے ۔ رائے مندرجہ بالا کی تردید کے لئے اس قدر کافی ہے ۔

ف ۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ یاگولک منی نے اپنے قول مین لفظ گوترج مرکب عطفی کے شکل مین استعمال کیا ہے جسطرح اونھون نے لفظ پترو (والدین) اوسی قول مین استعمال کیا ہے یہ اسلئے ہے کہ جسطرح مصنف مذکور کو والدین مین ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوئی اسی طرح اونکو رشتہ مندان گوترج مین ایک کو بہ ترجیح دوسرے کے منتخب کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوئی ۔ مثلاً یہ کہنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ بھتیجے کے ہونے کی صورت مین دادا کا بیٹیا وارث ہوتا ہے ۔ کچھ نہین ۔

ف ۔ معترض یہان یہ سوال کرتا ہے کسنے یہ کہا ہے کہ دادا کا بیٹیا بہ ترجیح دادا کے مستحق وراثت کا ہوتا ہے ۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ یاگولک نے اپنے قول مین لفظ گوترج عین بعد اس عبارت کے "براوران اور اسی طرح اونکے پسران" کے استعمال کیا ہے پس یہ قیاس کیا جاویگا کہ اونھون نے ہی ایسا کہا ہے بھائیون اور اونکے بیٹیون کا جداگانہ تذکرہ درحالیکہ وے لفظ گوترج مین داخل ہین اس قاعدہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ منجملہ اون اشخاص کے جو فرداً فرداً دادا وغیرہ کی اولاد سے ہون فقط دو اشخاص یعنی پسر اور نبیرہ مستحق وراثت ہین جیسا کہ بصورت باپ کے ورثار کے ہوتا ہے ۔

ف۹ ۔ منوجی نے بھی یہی اصول بیان کیا ہے "سلسلہ سپنڈون مین جو کوئی عین بعد ہو اوسی کو ترکہ ملتا ہے ۔ ایسے سپنڈون کے نہونے کی صورت مین دور کے سگوتر یعنی سکلیہ وارث ہوتے ہین یا گرو یا چیلہ وارث ہوگا"...

ف۱۰ ۔ قول مندرجہ بالا کی تشریح دھاریشور نے حسب ذیل کی ہے :۔ "لفظ پنڈ مندرجہ قول مذکور کے معنی سپنڈ (سگوتر جو پنڈ سے تعلق رکھتے ہین) سمجھنا چاہیے کون شخص قریب تر سپنڈ (رشتہ مند) ہے جس سے سلسلہ سپنڈ کا شمار کیا جاویگا ۔ فقط باپ ۔ کیونکہ اولاً یہ قرار دیگیا ہے کہ اوس

شخص کے ترکہ کا وارث جسنے اولاد ذکور نہ چھوڑی ہو باپ ہوتا ہے الخ اگر باپ کے بعد ایسے باپ کا باپ اور ایسے باپ کے بیٹے دونون زندہ ہون تو پھر ترکہ کسکو ملتا ہے؟ مین کہتا ہون کہ باپ کے بیٹے (اور نہ باپ) کو یعنی بالفاظ دیگر برادران شخص معوفی کو ترکہ ملیگا - یہ کیون - یہ اسوجہ سے کہ اس قول مین "اوس شخص کے مال کا وارث جو بلا چھوڑنے اولاد ذکور کے فوت ہو صرف باپ یا بھائی ہوتا ہے (ایو) لفظ (ایو) [صرف] سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دادا کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے پس یہ ظاہر ہوگا کہ اگرچہ باپ کی وفات کے بعد اوسکا باپ اور بیٹا یعنی شخص متوفی کا دادا اور بھائی قرابت مین مساوی ہین اور اسوجہ سے قول منو مندرجہ فقرہ (۹) کے مطابق ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہین ہوسکتی ہے تاہم بربناے اوس قول مصنف مذکور کے جسکا خاتمہ اس عبارت سے ہوتا ہے "صرف بھائی ہوتا ہے" ترتیب وراثت بلحاظ قربت رشتہ مندی صرف اولاد کے ذریعہ سے ہوتی ہے پس اس قول سے سلسلہ سپنڈون مین جو کوئی عین بعد ہو الخ - فقرہ (۹)" یہ سمجھنا چاہیے کہ بصورت نہونے پدر کی اولاد کے [جو صرف دو ہین یعنی بیٹا اور پوتا جیسا کہ اس باب کے فقرہ (۸) کے اخیر مین بیان کیا گیا ہے] دادا کی اولاد وارث ہوتی ہے اور اگر وہ نہو تو پردادا کی اولاد وارث ہوتی ہے اسی قسم کا قاعدہ اخیر درجہ کے سپنڈ تک ملحوظ رکھنا چاہیے اگر سپنڈ نہون تو سکلیہ وارث ہوتے ہین کیونکہ ایسے اشخاص جو جل دان سے تعلق رکھتے ہین (سمانودک) منوجی کے قول مندرجہ فقرہ (۹) مین سکلیہ کی حیثیت سے بیان کیے گئے ہین اون مین بھی قریب تر رشتہ مندان کی اولاد کے نہونے پر اولاد ورثاے درجہ مابعد ترکہ پاتی ہے"

ف ۱۱ تشریح مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ اشخاص جو یہ کہتے ہین کہ بھتیجے کے بعد دادا وارث ہوتا ہے اور اگر وہ نہو تو اوسکی اولاد وارث ہوتی ہے اور یہ کہ یہی قاعدہ پردادا وغیرہ سے متعلق کرنا چاہیے قول مندرجہ فقرہ (۹) کے صحیح معنی سے ناواقف ہین جس مین اوس سے مختلف ترتیب وراثت کی بتلائی گئی ہے جو اوس قول کی رو سے مقرر کی گئی ہے جو

دلایل پر مبنی ہے۔

ف ۱۲ - پس سلسلہ وراثت حسب ذیل ہے بھتیجہ کے نہونے کی صورت مین دادا کا بیٹا وارث ہوتا ہے اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا اور اگر وہ نہو تو پردادا کا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا اور اگر وہ نہو تو پردادا کے باپ کا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا اور اگر وہ نہو تو پردادا کے دادا کا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اخیر سپنڈ کا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا اور اگر وہ نہو تو پہلے رشتہ مند سمانودک (رشتہ دار جو جلدان سے تعلق رکھتا ہو) کا بیٹا اور اگر وہ نہو تو اوسکا بیٹا وارث ہوگا - اوس سے بالاتر درجے کے پانچ رشتہ مندان قسم سمانودک مین ہر ایک کی اولاد کی وراثت سے بھی اسی قسم کا قاعدہ متعلق سمجھنا چاہئے۔

ف ۱۳ - برہسپتی جی نے جملہ اقوال مذکورہ بالا کا لحاظ رکھکر یہ فرمایا ہے "جس صورت مین بہت سے رشتہ دار (گنائی) یا دور کے سگوتر یعنی سکلیہ یا بندہو ہوں تو جو شخص لاولد متوفی سے قریب تر رشتہ رکھتا ہو اوسکا متروکہ پاویگا۔

[گنائی] یعنی سپنڈ یا قرابت داران جو پنڈ سے تعلق رکھتے ہین۔ سکلیہ (سمانودک) یعنی دور کے رشتہ دار جو جلدان سے تعلق رکھتے ہین۔ بندہو یعنی رشتہ مندان بذریعہ عورات - اونکی صراحت ایک اور سمرتی مین بلحاظ اونکے مدارج قرابت کے حسب ذیل کی گئی ہے۔

ف ۱۴ اوسکے باپ کی بہن کے بیٹے اور ماں کی بہن کے بیٹے اور ماموں کے بیٹے اوسکے رشتہ مندان بندہو ہین۔ اوسکے باپ کے باپ کی بہن کے بیٹے اور باپ کی ماں کی بہن کے بیٹے اور باپ کے ماموں کے بیٹے اوسکے باپ کے بندہو تصور کئے جاتے ہین۔ اور اوسکی ماں کے باپ کی بہن کے بیٹے اور ماں کی ماں کی بہن کے بیٹے اور ماں کے ماموں کے بیٹے اوسکی ماں کے بندہو ہین۔

ف ۱۵ - منجملہ رشتہ مندان گوترج سپنڈ اور بعید سگوتر (سمانودک) اور بندہو کے بصورت نہونے نزدیک تر قرابت دار کے اوس سلسلہ مین جسکی تصریح کی گئی ہے وہ شخص منتخب کیا جائیگا جسکی نسبت کسی طرح یہ خیال کیا جا سکے کہ وہ اوسکے مساوی ہے کیونکہ گوتم نے عام طور پر یہ فرمایا ہے

اون اشخاص کو ترکہ ملیگا جو پنڈ دیتے ہین یا جو اوسی گوتر مین پیدا ہوے ہین یا جو ایک ہی رشی کی اولاد مین ہین"۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱- اگر کوئی بھتیجہ بھی نہو تو وارثون کی ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

(۱) دادا کا بیٹا۔

(۲) اوسکا بیٹا۔

(۳) پردادا کا بیٹا۔

(۴) اوسکا بیٹا۔

(۵) پردادا کے باپ کا بیٹا۔

(۶) اوسکا بیٹا۔

(۷) پردادا کے دادا کا بیٹا۔

(۸) اوسکا بیٹا۔

(۹) اخیر سپنڈ کا بیٹا۔

(۱۰) اوسکا بیٹا۔

سپنڈی وارثان کے نمونے

سمانودک یعنی دور کے سگوتر

(۱۱) پہلے سمانودک کا بیٹا۔

(۱۲) اوسکا بیٹا۔

(۱۳) دوسرے سمانودک کا بیٹا۔

(۱۴) اوسکا بیٹا۔

(۱۵) تیسرے سمانودک کا بیٹا۔

(۱۶) اوسکا بیٹا۔

(۱۷) چوتھے سمانودک کا بیٹا۔

(۱۸) اوسکا بیٹا۔

(۱۹) پانچوین سمانودک کا بیٹا۔

(۲۰) اوسکا بیٹا۔

(۲۱) چھٹے سمانودک کا بیٹا۔

(۲۲) اوسکا بیٹا۔

بندھو

(۲۳) باپ کی بہن کا بیٹا۔

(۲۴) مان کی بہن کا بیٹا۔

(۲۵) ماموں کا بیٹا۔

(۲۶) باپ کے باپ کی بہن کا بیٹا۔

(۲۷) باپ کے مان کی بہن کا بیٹا۔

(۲۸) باپ کے ماموں کا بیٹا۔

(۲۹) مان کے باپ کی بہن کا بیٹا۔

(۳۰) مان کے مان کی بہن کا بیٹا۔

(۳۱) مان کے ماموں کا بیٹا۔

ف ۲ - دادا اور پردادا وغیرہ اپنی اولاد سے پہلے وارث نہین ہوسکتے کیونکہ ترتیب وراثت کا دور از روے سمرتی چندریکا کے وارثون کے ذریعہ سے ہی شروع ہوتا ہے -

ف ۳ - بصورت نہونے کسی قسم کے رشتہ مندان سپنڈ اور سمانودک اور بندہو کے جنکا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے - ایسا شخص منتخب ہوسکتا ہے جو کسی طرح اوسکے برابر تصور کیا جاسکتا ہو -

باب یازدہم

فصل ششم

اون اشخاص غیر کے حق وراثت کے بیان مین جو رشتہ مندان بندہو کے نہونے پر وارث ہوتے ہین

ف ۱ - اگر یہ سوال کیا جاے کہ بصورت نہونے رشتہ مندان بندہو کے کون وارث ہوگا تو یاگوالک منی فرماتے ہین کہ "شاگرد اور شخص ہم مکتب" یہان ان الفاظ کو اضافہ کر و "ترکہ لیتے ہین"

ف ۲ - شاگرد اوسکو کہتے ہین جسکی رسم اپنین شخص متوفی نے اداکی ہو اور جسکو شخص متوفی نے وید کی تعلیم دی ہو -

ف ۳ - شخص ہم مکتب وہ شخص ہے جسنے ایک ہی اوستاد سے شخص متوفی کے ساتھ علم حاصل کیا ہو

ف ۴ - یہان پر یہ سمجھنا چاہیے کہ معلم کا ذکر قول مذکورہ بالا مین بالخصوص اسلئے نہین کیا گیا ہے کہ اوسکا ذکر غیر ضروری تھا کیونکہ اوستاد بمقابلہ شاگرد کے زیادہ حقوق رکھتا ہے اور ہرگاہ سلسلہ ورثا مین شاگرد کا ذکر کیا گیا ہے اسلئے اوستاد کو بلحاظ تشبیہہ روئی اور لکڑی (۱) کے بمقابلہ

(۱) چوہون کے لئے لکڑی چبانا دشوار ہے لیکن اگر اونہون نے لکڑی چباڈالی ہو تو اوس روئی کا چبانا مشکل نہین ہے جو اوس لکڑی مین لپٹی ہوئی تھی -

شاگرد کے استحقاق مرجح حاصل ہوگا اور بصورت نہ ہونے رشتہ مندان بندہو کے وہ شخص متوفی کی جایداد کا وارث ہوتا ہے۔

ف - اگر یہ سوال کیا جاوے کہ اگر شاگرد نہو تو کون وارث ہوگا تو منوجی یہ فرماتے ہین "بصورت نہ ہونے ان جملہ اشخاص کے ایسے برہمنان قانوناً وارث ہوتے ہین جو تینون وید جانتے ہون اور پاک جسم اور نیک دل ہون اور جنہون نے نفسانی ہوا و ہوس کو مغلوب کرلیا ہو اسطرح دہرم کی بربادی نہین ہوتی ہے۔ کسی برہمن کی جایداد راجہ کو کبھی نہ لینا چاہیئے یہی قاعدہ مقررہ ہے"

ف - کسی برہمن متصف بصفات مذکورہ بالا کے نہونے کی صورت مین راجہ کی نسبت ناردجی یہ فرماتے ہین "اگر برہمن کے متروکہ کا کوئی وارث نہو تو اوسکی وفات پر اوسکی جایداد کسی برہمن کو دینی چاہیئے ورنہ راجہ گنہگار ہوگا۔" "اوسکی وفات پر" یعنی مالک جایداد کی وفات پر بہ نسبت ترکہ ایسے شخص متوفی کے جو برہمن نہو منوجی فرماتے ہین "لیکن دیگر قوم کے لوگونکا متروکہ بصورت نہونے جملہ دیگر (ورثار) کے راجہ لے سکتا ہے" راجہ اوسکو کہتے ہین جو کسی شہر یا قصبہ کا فرمانروا ہو۔

ف - ناردجی بعد اس امر کے اظہار کے کہ بصورت نہونے جملہ دیگر ورثار کے متروکہ راجہ کو ملتا ہے یہ فرماتے ہین "سوائے برہمن کے اورون کا متروکہ راجہ کو ملتا ہے لیکن ایسے راجہ کو جو دہرم کا پابند ہو شخص متوفی کی زوجات کے لئے نان ونفقہ مقرر کرنا چاہیئے یہی قاعدہ وراثت مقرر کیا گیا ہے" "شخص متوفی کی زوجات کے لئے" یعنی مالک متوفی (جو برہمن نہو) کی ایسی زوجات کو جو اوسکی جایداد کی وارث ہونے کی قابلیت نرکھتی ہون۔

ف - اوس صورت مین جو منشاے فقرہ پنجم مین داخل ہے "(بصورت نہونے ان جملہ اشخاص کے الخ) سنگرہ کارنے بلحاظ قوم شخص متوفی کے کچھ فرق تبلائے ہین "اگر باپ نہو تو اوسکے باپ کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر ایسی اولاد نہو تو اوسکے دادا کی اولاد ترکہ لیتی ہے اور اگر ایسی اولاد بھی نہو تو پردادا کی اولاد ترکہ لیتی ہے اسی ترتیب سے رشتہ مندان سپنڈ یا قریب ترسگوتر بھی ترکہ پاتے ہین۔ اگر رشتہ مندان سپنڈ نہون تو سکلیہ یا اوستاد یا شاگرد یا نیک چلن برہمچاری یا نیکوکار برہمن کو

ترکہ پہونچتا ہے ان مین سے پہلے کے نہونے پر دوسرا شخص علی الترتیب وارث ہوتا ہے - اشخاص
قوم شودر کا متروکہ حقیقی بہائی تک ورثا رکے نہونے پر راجہ کو پہونچتا ہے اسی طرح اشخاص قوم
شتر یا ویش کا متروکہ اوسنا ؤ تک کسی وارث کے نہونے پر راجہ کو پہونچتا ہے ۔

ف ۹ سنگرہ کارنے بہ تقلید راے دہارشیور فقرہ مذکورہ بالا مین یہ فرمایا ہے کہ اگر باپ نہو تو
متروکہ دادا کی اولاد کو پہونچتا ہے لیکن ہماری راے کے مطابق یہ سمجہنا چاہیئے کہ باپ کے نہونے
پر ماں وارث ہوتی ہے اور اگر ماں نہو تو دادی اور اگر دادی نہو تو شخص متوفی کے باپ کی اولاد
یعنی برادران اور اونکے بیٹے وارث ہوتے ہین -

ف ۱ - جو کچہہ کہ اب تک نسبت استحقاق وراثت بصورت نہونے اولاد ذکور کے بیان کیا گیا ہے
(ساتہہ تبدیلات ضروری کے) ایسے شخص متوفی کی جایداد سے متعلق ہے جو اقسام مندرجۂ ذیل
مین سے کسی قسم مین داخل ہو -

(۱) اُنوپنیت - یعنی جسکی نسبت رسم اُپنایین ادا نہ کی گئی ہو -

(۲) اُپ کُروانک برہمچاری - یعنی عارضی برہمچاری جسکا ازدواج ہونیوالا ہو -

(۳) سماورت - یعنی ایسا برہمچاری (طالب علم) جسکی نسبت رسم سماورتم اوستاد کے گہر سے
واپس ہونے کے بعد ادا کی گئی تہی -

(۴) گرہست - یعنی شخص متاہل یا دُنیادار -

(۵) جو شخص کسی دیگر آسرم مین داخل نہو (یعنی بان پرستہہ یا سنیاسی نہو) اور جسکی نسبت
رسم سماورتم اوستاد کے گہر سے واپس آنے پر ادا کی گئی ہو -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ - رشتہ مندان بند ہو کے نہونے کی صورت مین وارثون کی ترتیب حسب ذیل
ہوگی -

(۱) اوستاد۔

(۲) شاگرد۔

(۳) شخص ہم مکتب۔

ف ۲۔ ان تینون کے نہونے کی صورت مین برہمن کا متروکہ ایسے متقی برہمن کو پہونچیگا جو تینون وید کا عالم ہو اگر ایسا برہمن بہی نہو تو کسی برہمن کو پہونچیگا۔ اور ہرگز راجہ کو نہین پہونچیگا۔ لیکن جملہ اشخاص دیگر کا متروکہ (جو قوم برہمن سے نہون) بصورت نہونے جملہ ورثار متذکرہ صدر کے راجہ لیگا۔

ف ۳ لیکن سنگرہ کار کے قول کے مطابق شودر کا متروکہ حقیقی برادران تک اور شتری یا ویش کا متروکہ اوستاد تک کسی وارث کے نہونے کی صورت مین راجہ کو پہونچتا ہے۔

ف ۴۔ راجہ پر جو ترکہ متوفی لیتا ہے لازم ہے۔ کہ اوسکی (شخص متوفی کی) زوجات کو جو ترکہ پانے کے ناقابل ہون نان ونفقہ دے۔

باب یازدہم

فصل ہفتم

بان پرستھ اور یتی اور دایمی برہمچاری کی وراثت کے بیان مین

ف ۱۔ بان پرستھ اور یتی اور نیشک برہمچاری کے متروکہ کی نسبت ایک مختلف قاعدہ قرار دیا گیا ہے یاگولک کا یہ قول ہے" بان پرستھ (عزلت نشین) اور یتی (بیراگی) اور برہمچاری (طالب علم دوامی) کے ورثار علی الترتیب (یعنی بہ ترتیب معکوس) اوستاد اور نیکوکار شاگرد ہم مکتب اور گرو بہائی اور سالک ہمنشین ہین"

ف ۲۔ فقرۂ مندرجہ بالا مین لفظ برہمچاری لفظ یتی کے ساتہ مستعمل ہوا ہے پس اوس سے مراد

نیشٹک یعنی دائمی برہمچاری سے ہے گرُبھائی سے وہ شخص مراد ہے جو اوسی اوستاد کا شاگرد ہو۔ اور سالک ہمنشین سے وہ شخص مراد ہے جسنے وہی شاستر پڑھا ہو۔ علی الترتیب سے یہ مراد ہے کہ اون مین سے پہلا نہو تو دوسرا وارث ہوگا۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف۔ نیشٹک برہمچاری اور بان پرستھہ اور یتی کے وارث (۱) گرو (۲) شاگرد نیکوکار (۳) گربھائی (۴) سالک ہمنشین ہین۔

ف۔ ان مین سے پہلے کے نہونے پر دوسرا علی الترتیب وارث ہوتا ہے۔

باب دوازدہم

جایداد کی اوس تقسیم کے بیان مین جو شرکار کے شرکت مکرر کے بعد دوبارہ کیجاے ؛

ف ۱ - برہسپتی کا یہ قول ہے "جو شخص ایک مرتبہ علٰحدہ ہونے کے بعد پھر اپنے باپ یا بھائی یا چچا کے ساتھ بوجہ محبت کے رہے اوسکو شریک مکرر کہتے ہین "۔

مطلب اس قول کا یہ ہے کہ اگر پسر وغیرہ جو ایک مرتبہ اپنے باپ یا بھائی یا چچا سے بذریعہ تقسیم جایداد علٰحدہ ہوگئے ہون اون مین سے کسی کے ساتھ بوجہ محبت وغیرہ کے پھر شریک ہوجاوین تو وے شرکاے مکرر کہے جاوینگے - پس کنایتاً یہ معلوم ہوگا کہ بجز باپ یا بھائی یا چچا کے دیگر اقربا (مثل بھتیجے اور چچیرے بھائی وغیرہ) کے ساتھ شرکت مکرر نہین ہوسکتی ہے -

ف ۲ - شرکت مکرر کی تکمیل صرف شرکار کے شمول سے نہین ہوتی ہے بلکہ دولت کا شمول بھی ضروری ہے - پس یہ سمجھنا چاہیے - کہ الفاظ "شرکت مکرر" کا اطلاق اوسوقت تک نہین ہوسکتا ہے کہ وہ جایداد جسکی تقسیم پہلے ہوچکی تھی مثل سابق سطح شامل نہ کیجاوے کہ علامت تقسیم قطعاً معدوم ہوجاے محض اشخاص خاندان کا ساتھ رہنا شرکت مکرر کی حد تک نہین پہونچتا ہے -

ف ۳ - پس منوجی نسبت تقسیم مکرر کے جو بعد شرکت مکرر کے کیجاے ایک فرق بتلاتے ہین اگر وہ برادران جو ایک مرتبہ علٰحدہ ہوچکے ہون اور پھر بطور شرکار کے رہنے لگے ہون دوبارہ تقسیم جایداد کرین تو اوس حالت مین حصص مساوی ہونے چاہئین - ایسی صورت مین کوئی استحقاق جیٹھانسی کا نہین ہوتا ہے -

دوبارہ تقسیم جایداد کرین یعنی اوس دولت کو جو شامل کیگئی تھی دوبارہ تقسیم کرین -

ف ۴ - فقرہ مندرجہ بالا مین الفاظ "اوس حالت مین حصص مساوی ہونے چاہئین " - فی نفسہ

بہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہین کہ استحقاق جیٹھانسی تسلیم نہین کیا جاتا ہے۔ تاہم غیر مساوی تقسیم بربنائے حق جیٹھانسی کی ممانعت قول مین بصراحت کیگئی ہے اوراس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اگر شرکت مکرر کے وقت دولت کے حصص غیر مساوی شامل نکئے گئے ہون تو غیر مساوی تقسیم کیجا سکتی ہے۔ پس حصص غیر مساوی باندازہ اوس مقدار کے ہوسکتے ہین جو ہر ایک شریک خاندان نے بروقت شرکت مکرر دی ہو پس نتیجہ یہ ہے کہ شرکت مکرر کا اثر یہ ہے کہ صرف اعتبار ملکیت اور نہ تعداد حصہ ہر شریک خاندان کی جو مکرر شریک ہوا ہو معدوم ہوتی ہے۔

ف ۵ - برہسپتی جی نے ایک مختلف دلیل کی بناء پر غیر مساوی تقسیم کی ہدایت کی ہے "اگر شرکا مکررین سے کسی بھائی نے علم یا شجاعت وغیرہ سے دولت کمائی ہو تو وہ ا دسمین سے دو سہام کا مستحق ہے بقیہ برادران مین سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ ملنا چاہیے"۔

اس مین سے یعنی اوس دولت مین سے جو بطریق مندرجہ صدر حاصل کی گئی ہو۔

ف - اس فقرہ کا مقصود یہ ہے کہ اس طرح پر حاصل کی ہوئی جایداد قابل تقسیم قرار دیجائے۔ گو وہ بلا استعمال سرمایہ شرکاء مکرر کے حاصل کی گئی ہو۔

ف - اگر کوئی شخص منجملہ شرکاء مکرر کے قبل وقوع تقسیم مکرر پسران وغیرہ چھوڑ کر وفات پائے تو تقسیم ثانی مطابق اصول مندرجہ اس قول کے ہوگی "اون لوگون کے سہام جنکے پدران فوت ہوئے ہون مطابق اونکے پدران کے ہوتے ہین"۔ کیونکہ اس بارہ مین کوئی اور قاعدہ نہین ہے لیکن اگر شریک مکرر متوفی بلا چھوڑنے پسر وغیرہ کے وفات پائے تو قاعدہ مندرجہ قول ہذا زوجہ اور دختران الخ" متعلق نہوگا۔ کیونکہ اسبارہ مین ایک مختلف قاعدہ ہے۔

ف - چنانچہ برہسپتی جی کا یہ قول ہے "اگر ایسے بھائیون مین جو ایک مرتبہ علیحدہ ہوگئے ہون اور پھر بوجہ محبت باہمی شرکا رہنے لگے ہون تقسیم ثانی کے وقت حق جیٹھانسی نہین ہوتا ہے۔ اگر ان مین سے کوئی وفات پائے یا دوسرے آشرم مین داخل ہوجائے تو اوسکا حصہ ضائع نہوگا بلکہ اوسکے حقیقی بھائی کو ملیگا۔

ف ۹ ۔ اگر کسی خاندان مین قبل اس تقسیم کے جو شرکت کر رہے پہلے ہوئی ہو کوئی شخص بلا چھوڑنے اولاد ذکور کے فوت ہوا ہو یا دوسرے آشرم مین داخل ہوا ہو تو اوسکا حصہ معدوم ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ خاندان مین تقسیم نہین ہوئی اور اسوجہ سے تعداد حصہ ہر شریک کی تحقیق نہین ہوئی ۔ اسلئے جملہ دیگر شرکا شخص متوفی کا کل ترکہ لیتے ہین ۔ لیکن جبکہ کوئی شخص خاندان بعد شرکت کر کے فوت ہوا ہو تو تعداد اوسکے حصہ کی غیر تحقق نہین ہوتی ہے کیونکہ تعداد اوسکے حصہ کی تقسیم ابتدائی کے وقت ہی تحقیق ہو چکی ہے ۔ شرکت مکرر کا یہ اثر نہین ہو سکتا ہے کہ تعداد حصہ تحققہ معدوم ہو جاوے لیکن اوس سے صرف وہ استحقاق بلا شرکت غیرے جو اوسکو قبل تقسیم مکرر کے نسبت اوس جایداد کے حاصل تہا جو اوسکے حصہ مین آئی تہی زائل ہو جاتا ہے پس اوس شخص کی وفات کے بعد اوسکی کل جایداد بقیہ شرکاے مکرر نہین پا سکتے ہین ۔ بلکہ تقسیم ثانی کے وقت اوسکا حصہ علیحدہ کیا جاتا ہے لیکن یہ حصہ بیوہ کو نہین پہونچتا ہے جسکی مستحق وہ بصورت علیحدہ رہنے اپنے شوہر کے ہوتی بلکہ بروے قول برہسپتی مندرجہ فقرہ محولہ بالا کے شخص متوفی کے حقیقی بہائی کو جو مکرر شریک ہوا ہو پہونچیگا ۔ اگرچہ الفاظ "برادر حقیقی" قول مین بصیغہ واحد استعمال کئے گئے ہین لیکن وہ صیغہ جمع پر بہی حاوی ہین

ف ۱۰ ۔ چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "اگر منجملہ برادران کے کوئی برادر بلا چھوڑنے اولاد کے وفات پائے یا کسی مذہبی آشرم مین داخل ہو جاوے تو اوسکا ترکہ (باستثناے اوسکی زوجہ کے استری دہن کے) بقیہ برادران آپس مین تقسیم کر لین ۔

الفاظ بقیہ برادران سے حقیقی بہائی مراد ہین ۔ کیونکہ یاگولک نے اسطرح فرمایا ہے "شریک مکرر کی جایداد اوسکا باقیماندہ شریک مکرر اور ایک حقیقی بہائی کی جایداد اوسکا دوسرا حقیقی بہائی پاتا ہے" مطلب یہ ہے کہ بہائی شریک مکرر کی جایداد صرف اوسکے دوسرے بہائی جو مکرر شریک ہوئے تہے اور نہ بیوہ یا کوئی اور شخص لیگا اور منجملہ برادران کے صرف برادران حقیقی جایداد مذکور پا سکتے ہین

ف ۱۱ ۔ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ ایسی صورت مین شریک مکرر متوفی کی بیوہ اور دختران ناکتخدا کی نسبت کیا ہونا چاہیے تو نارد جی یون فرماتے ہین ۔ "اونکو چاہیے کہ اوسکی عورات کو تاحیات وجہ معاش

دین بشرطیکہ وے اپنے مالک کی تیج کو داغ نہ لگاوین - لیکن اگر وے اوسکے خلاف عمل کرین تو اونکی وجہ معاش کو برادران ضبط کر سکتے ہین - ایسے شخص کی دختر (اگر کوئی ہو) کی وجہ معاش پدری جایداد سے مقرر کیجاوے گی اوسکو کتخدائی تک ایک حصہ ملیگا بعدہٗ اوسکا شوہر اوسکی پرورش کریگا" ان دونون اشلوک مین سے اشلوک ثانی کا مطلب یہ سمجھنا چاہئیے کہ ایسے شخص (جو وفات پائے یا دوسرے آشرم مین داخل ہو) کی دختر کی کتخدائی اور پرورش تا کتخدائی صرف متوفی کے بقیہ بھائیون کے ذمہ ہو گی -

ف ۱۲ - اگر منجملہ بقیہ برادران کے بعض حقیقی بھائی شرکاے مکرر ہون اور بعض حقیقی بھائی شرکاے مکرر نہون تو صرف وہ حقیقی بھائی جایداد کو آپس مین تقسیم کرینگے جو شخص متوفی کے ساتھ دوبارہ شریک ہوئے تھے کیونکہ نارد جی نے بعد قرار دینے اس امر کے کہ "شریک مکرر کی دولت صرف شریک مکرر کو پہونچتی ہے" یہ فرمایا ہے کہ "اگر برادران مین سے کوئی لاولد فوت ہو الخ" (فقرہ ۱۰) -

ف ۱۳ - اگر حقیقی بھائیون مین سے کوئی شخص متوفی کے ساتھ مکرر شریک نہوا ہو اور علاتی بھائی مکرر شریک ہوئے ہون تو شخص متوفی کی جایداد صرف اوسکے حقیقی بھائی پاوینگے گو وے اوسکے ساتھ مکرر شریک نہین ہوئے تھے اور علاتی بھائی جو مکرر شریک ہوئے تھے جایداد نہین پا سکتے ہین کیونکہ یاگولک نے یہ فرمایا ہے کہ "برادران حقیقی گو مکرر شریک نہوئے ہون اور نہ علاتی بھائی ترکہ پاوینگے" -

ف ۱۴ - لفظ (گو) قول مین یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ علاتی بھائیون کو ترکہ نہین ملسکتا ہے گو وے مکرر شریک ہوئے ہون -

ف ۱۵ - اگر بقیہ بھائیون مین کوئی حقیقی بھائی نہو تو سوتیلے بھائی جو دوبارہ شریک ہوئے تھے ترکہ پاوینگے بموجب حکم برہسپتی کے "ایسے بھائی جو محبت سے مکرر شریک ہوئے ہون ایک دوسرے کی جایداد پاتے ہین" اس قول مین رفع تکرار کے لئے الفاظ "علاتی بھائی" ضرور مفہوم ہین -

ف ۱۶ - یاگولک منی کا یہ قول کہ "علاتی بھائی جو مکرر شریک ہوا ہو اپنے علاتی بھائی کا ترکہ نہین

پاسکتا ہے" ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین حقیقی بہائی موجود ہون پس درمیان اس قول کے اور برہسپتی جی کے قول مندرجہ صدر کے کوئی اختلاف نہین ہے -

ف۱۸ - یہان معترض کا یہ بیان ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ صرف حقیقی بہائیون کے نہو سنے پر جو مکرر شریک بہی نہوئے ہون علاتی بہائی جو مکرر شامل ہوئے ہون وارث ہوتے ہین تو یہ منوجی کے اس قول کے خلاف ہوگا "اگر منجملہ متعدد برادران کے برادر اکبر یا برادر اصغر سہام ترکہ سے بوقت تقسیم کے محروم رکہا گیا ہو یا اگر ان مین سے کوئی فوت ہوا ہو تو اوسکا حصہ ضائع نہوگا بلکہ اوسکے حقیقی بہائی اور بہن اور ایسے بہائی جو ایک مرتبہ تقسیم کرکے دوبارہ شریک ہوئے ہون اوسکا حصہ ملکر علی السویہ تقسیم کر لینگے" اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ایسے علاتی بہائی جو مکرر شریک ہوئے ہون حقیقی بہائی اور ہمشیرگان کے ساتہہ ملکر علی السویہ اوس حصہ کو جو ضایع نہوگا تقسیم کر لینگے اس قول مین الفاظ ساتہہ ملکر اس امر کی صراحت کرتے ہین کہ تقسیم ترکہ کے لیے ان مختلف ورثار کا ملنا ضروری ہے پس یہ ظاہر ہے کہ قول مذکورہ بالا اس قول کے خلاف ہے -

ف۱۸ - اختلاف مذکورہ کے رفع کرنے کی غرض سے بعض لوگ منوجی کے قول مذکورہ بالا کی تعبیر حسب ذیل کرتے ہین "وہ حصہ جو حسب متذکرہ صدر ضایع نہین ہوا تہا بصورت موجود ہونے ایسے حقیقی برادران کے جو مکرر شریک ہوئے تہے صرف وہی بہائی اور نہ ایسے برادران حقیقی جو مکرر شریک نہین ہوئے تہے پائینگے - اگر کوئی حقیقی بہائی مکرر شریک نہوا ہو تو سب حقیقی بہائی لینگے برادران مذکور اوس حصہ کو متفق ہو کر بلا کمی و بیشی حصص کے لینگے اگر وے نہون تو علاتی بہائی لینگے" لیکن یہ تاویل نہایت نامناسب ہے کیونکہ اوسمین ایسے الفاظ کثیر داخل کرنے پڑتے ہین جو منشاے قول مین داخل نہین ہین پس تعبیر مذکور نامنظور کیجاویگی -

ف۱۹ - بعض اشخاص دیگر اختلاف مذکور کے رفع کرنے کی غرض سے یاگولک کے اس قول کو پڑہتے ہین "سوتیلا بہائی جو مکرر شریک ہوا ہو اپنے سوتیلے بہائی کا ترکہ نہین پائیگا - فقرہ (۱۴) حقیقی بہائی گو مکرر شریک نہوئے ہون اور نہ علاتی بہائی ترکہ پاسکینگے فقرہ (۱۳)" اور اوسکی تعبیر

اصطرح کرتے ہین کہ بظاہر قول منوجی کے مطابق ہوجاے۔ وہ کل پہلے مصرعہ کو پڑہتے ہین
अन्योदर्यस्तु संसृष्टिनान्योदर्यधनं हरेत् । اور اوسکے معنی
اور مطلب حسب ذیل بیان کرتے ہین "علاتی بہائی (سوتیلی ماں کا بیٹا) ہوکر شریک ہوا ہو جایداد
پاتا ہے لیکن جو علاتی بہائی دوبارہ شریک نہوا ہو جایداد نہین پاتا ہے پس قول کے حکم صریح
(انوے) اور مستثنیٰ (دو شریک) سے شرکت مکرر علاتی بہائی کے استحقاق وراثت کی وجہ تبلائی گئی
ہے۔ اور اوسکے بعد وہ مصرعہ ثانی کا فقرہ ذیل پڑہتے ہین अपि च आदद्यात् सं
اور اوسکو اوس سے پہلے لفظ असंसृष्टि کے ساتھ ملا کے ان الفاظ کے معنی اور مطلب
حسب ذیل بیان کرتے ہین الفاظ "دوبارہ شریک نہوا ہو" بعد کی عبارت سے بہی متعلق ہین پس
وہ شخص بہی جو مکرر شریک نہوا ہو شریک مکرر متوفی کا ترکہ لے سکتا ہے" اگر یہ سوال کیا جاے کہ وہ
کون ہے تو مصنف جواب دیتا ہے "وہ شخص جو مکرر شریک ہوا ہو" یعنی وہ شخص جو باعتبار رحم
کے (جس مین اوسکا حمل قایم ہوا تھا) شریک ہو یعنی بالفاظ دیگر حقیقی یا سگا بہائی ہو اسطرح یہ قرار دیا
گیا ہے کہ قرابت حقیقی بہائی کے حق وراثت کی بنا ہے۔ گو وہ مکرر شریک نہوا ہو۔ اوسکے بعد وہ
اشلوک ثانی کے آخری حصہ (अन्यमातृज) کو لیتے ہین اور اوسکے ساتھ لفظ एव
(ایو) کو اضافہ کرکے اوسکو دوسرے فقرہ کے وسط مین لفظ (संसृष्टि) کے ساتھ
ملا کر اوسکے معنی حسب ذیل بیان فرماتے ہین کہ الفاظ "شریک ہو" بہی بعد کی عبارت سے اوسیطرح
متعلق ہین اور یہان "مکرر شریک ہونے" کے معنی ظاہر کرتے ہین۔ الفاظ "اور نہ علاتی بہائی" کی تعبیر
بذریعہ قایم کرنے حرف قبست (ایو) کے جو مفہوم ہے کرنی چاہیے "گو وہ مکرر شریک ہوا ہو مگر سوتیلی
ماں کی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ تنہا اپنے شریک مکرر کا ترکہ نہین پاسکتا ہے" وہ اسطرح پورے
فقرہ کو مطابق قول منوجی کے بناتے ہین اور بالآخر یہ کہتے ہین "اسطرح ایک فقرہ (گو مکرر شریک نہوا ہو
الخ) مین لفظ گو (اپی) کے واقع ہونے سے اور اوس امتناع سے جو حرف اثبات ("ایو" تنہا) کے
مفہوم ہونے سے اشلوک ثانی (وہ شخص جو شریک ہوا ور نہ سوتیلی ماں کا پسر جایداد پاسکتا ہے)

مین مستنبط ہوتی ہے یہ دکہایا گیا ہے کہ حقیقی بہائی جو دوبارہ شریک نہ ہوا ہو اور علاتی بہائی جو دوبارہ شریک ہوا ہو جایداد کو لیکر تقسیم کرلینگے کیونکہ دونون کی استحقاق کی بنا ایک ہی وقت مین وجود پذیر ہوسکتی ہے - اس قسم کی تعبیر صرف اونہین اشخاص کے لیے مناسب ہوگی جنہون نے اوسکو بیان کیا ہے لیکن اشخاص ذیعلم کے نزدیک پسندیدہ نہین ہوسکتی ہے کیونکہ عبارت اشلوک کی بالکل ایسی تشریح کے مخالف ہے جسکو بظاہر شارح نے اپنی قوت ذاتی ایجاد سے جبراً پیدا کیا ہے -

ف ۴۲ - تناقض جو منوجی کے قول (فقرہ ۱۶۰) اور یاگوالک کے قول فقرات (۱۳ و ۱۶) کی عبارت صریح سے ظاہر ہے بنا پر بذریعہ ظاہر کرنے اون صورتون کے رفع کرنا چاہیے جنسے ان اقوال مین سے قول متعلق ہے اور نہ اسطرح پر کہ اون دونون کو موافق کرنے کے لئے اونکی تعبیر جبراً کیجاوے منوجی کا قول اوسصورت سے متعلق ہے جسمین جایداد غیر منقولہ معہ دیگر اقسام کی جایداد کے ہو -

ف ۴۳ - ایسی صورت مین برجاپت نے بذریعہ فقرہ ذیل کے حکم نسبت تقسیم کیے جانے جایداد کے درمیان اون اشخاص خاندان کے جو مکرر شریک ہوے ہون اور جو مکرر شریک نہوئے ہون صادر فرمایا ہے "جو پوشیدہ دولت برآمد ہوا اور جو جایداد منقولہ موجود ہو شرکاے مکرر کی ملکیت ہوجاتی ہے لیکن اراضیات اور مکانات وہ اشخاص جو دوبارہ شریک نہین ہوئے تہے مطابق اپنے اپنے حصص کے پاوینگے" -

ف ۴۴ - مطلب قول ہذا کا یہ ہے کہ ایسے علاتی بہائی جو مکرر شامل ہوئے ہون پوشیدہ دولت اور جایداد منقولہ کو جو جانوران دوپایہ اور چوپایہ وغیرہ پر مشتمل ہے بحصص مناسب لینگے - اور ایسے حقیقی بہائی جو مکرر شریک نہوے ہون اور نیز حقیقی بہنین اراضیات اور مکانات وغیرہ بحصص مناسب پاوینگی پس نتیجہ یہ ہے کہ یاگوالک کا قول (مندرجہ فقرات ۱۱ و ۱۳) ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین ایک ہی قسم کی جایداد ہو یا بالفاظ دیگر جسمین یا تو صرف جایداد غیر منقولہ ہو یا صرف ایسی جایداد ہو جو غیر منقولہ نہو -

ف ۴۳۔ اگر مکرر شریک شدہ علاتی بھائی نہون تو باپ یا چچا ان مین سے جو کوئی دوبارہ شامل ہوا ہو ترکہ لیتا ہے کیونکہ گوتم جی کا یہ قول ہے کہ "جب کوئی شریک مکرر فوت ہوجاوے تو اوسکا متروکہ وہ وارث لیگا جو شخص متوفی کے ساتھ دوبارہ شریک ہوا ہو"۔

ف ۴۴۔ جب کوئی دوبارہ شریک شدہ باپ یا چچا نہو تو وہ علاتی بھائی جو دوبارہ شریک نہ ہوئے ہون ترکہ پاوینگے اور اگر وہ نہون تو باپ جو دوبارہ شریک نہوا ہو ترکہ لیگا۔ اور اگر وہ نہو تو مان ترکہ لیگی اور اگر وہ نہو تو "پتنی" بیوہ کو متروکہ پہونچیگا۔

ف ۴۵۔ چنانچہ سشنکہ کا یہ قول ہے کہ "ایسے شخص کی جایداد جو بلا چھوڑنے اولاد ذکور کے ملک بقا کو رحلت کرے اوسکے بھائیون کو پہونچتی ہے اگر وہ نہون تو والدین کو پہونچیگی یا زوجہ اکبر (پتنی) کو ملیگی۔

ف ۴۶۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ایسا شخص جو اپنے چچا یا باپ یا بھائی کے ساتھ دوبارہ شریک ہوا ہو بلا چھوڑنے اولاد ذکور کے فوت ہو تو بصورت نہونے اشخاص خاندان متذکرہ صدر کے جو اوسکے ساتھ دوبارہ شریک ہوئے تھے ترکہ اوس علاتی بھائی کو پہونچیگا جو اوسکے ساتھ مکرر شریک نہوا ہو۔

ف ۴۷۔ ناروجی کا بھی یہی قول ہے "شریک مکرر کی جایداد صرف شریک مکرر کو پہونچتی ہے کوئی اور وارث نہین ہوسکتا ہے اگر اولاد نہو تو دیگر اشخاص لیتے ہین"۔

ف ۴۸۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر شرکاے مکرر موجود ہون تو علاتی بھائی وغیرہ جو شرکاے مکرر نہون جایداد نہین پاسکتے ہین لیکن جب جملہ شرکاے مکرر لاولد ہون تو علاتی بھائی جو دوبارہ شامل نہونے ہون وارث ہوتے ہین۔ جو کچھ کہ دوسرے اسطرح لیتے ہین وہ شرکاے مکرر کا حصہ ہے ایسی صورت مین بھی سشنکہ کا یہ حکم "ایسے شخص کی جایداد جسنے بلا چھوڑنے اولاد ذکور کے ملک بقا کو رحلت کی ہو اوسکے بھائیون کو پہونچتی ہے الخ" مندرجہ فقرہ (۴۵) قابل پابندی ہے۔

ف ۴۹۔ الفاظ "زوجہ اکبر" سے جو سشنکہ کے قول مندرجہ فقرہ (۴۵) مین استعمال کیے گئے ہین

مراد نیک چلن زوجہ سے ہے اوس سے زوجہ اصغر کا حرمان لازم نہین آتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نیک چلن ہو

ف ۳۰۔ قول مذکور مین لفظ آتھ (یا) بجاے فقرہ (اگر وہ نہو تو) کے استعمال کیا گیا ہے اور بدل کا فایدہ دیتا ہے۔ لیکن چونکہ بصورت کسی ایسی شے کے جیسی "سوامیتم" (حق ملکیت) ہے بدل نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس اصول کے بنا پر کہ "کوئی شے بلا تعین نہین رہ سکتی ہے" حق ملکیت کسی ایک یا دوسرے وارث کو غیر معین طور پر ایک ساتھ حاصل نہین ہوسکتا ہے۔ اسلیے وہ بدل جو لفظ (یا) کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے صرف بہترین وارث کی عدم موجودگی سے تعلق رکھتا ہے۔

ف ۳۱۔ پس سلسلہ توریث اسطرح پر ہوگا۔ اگر بھائی نہون تو باپ وارث ہے اور اگر وہ نہو تو مان اور اگر وہ نہو تو زوجہ وارث ہوگی۔ اس خیال کے رفع کرنے کی غرض سے کہ یہ سلسلہ وراثت اوس سلسلہ وراثت سے مختلف ہے جو ایسے شخص کی جایداد کی نسبت جسنے بلا چھوڑے اولاد ذکور کے وفات پائی ہو مقرر کیا گیا ہے مصنف مذکور نے اس قول کی رو سے "زوجہ و دختران الخ" یہ فرمایا ہے کہ یہ سلسلہ توریث ایسے شخص کی جایداد سے متعلق ہے جو دوبارہ شامل ہونے کے بعد لاولد فوت ہوا ہو۔ جو سلسلہ وراثت فقرہ متذکرہ بالا (زوجہ و دختران الخ) مین ایسے شخص کے متروکہ کی نسبت بتلایا گیا ہے علیحدہ ہوا ہو دلایل پر مبنی ہے تاہم چونکہ بصورت ہذا وہ بذریعہ اوس سلسلہ وراثت کے جو شنکہ نے صریحاً بیان کیا ہے (فقرہ ۔۲۵) منسوخ ہوا ہے پس یہان پر مقولہ مصنف آخرالذکر ہی قابل پابندی ہے کوئی وجہ تائید اوسکے بیان نہین کیجا سکتی ہے۔

ف ۳۲ (اگر تعمیل حکم مندرجہ بالا مین بیوہ اور نیز سپنڈ مثل بھائی کے بیٹے وغیرہ کے موجود ہون تو نارد جی فرماتے ہین کہ "بیوگان شوہر کی وفات پر بصورت عدم موجودگی برادر یا پدر یا مادر (ابھراترو پتر و ماتر کا) شوہر کے معہ رشتہ مندان سپنڈ کے مستحق ہین کہ مطابق اپنے اپنے حصص کے متروکہ شوہر کو تقسیم کرلین۔"

ف ۳۳۔ نارد جی نے لفظ (ابھراترو پتر و ماتر کا) کو جو لفظ مرکب (دوندسماس) سے ہے استعمال

کرنے میں بخلاف ورزی اس اصول کے "کہ منجملہ دو یا زیادہ اشخاص یا اشیا ر کے وہ جو سب سے اعلیٰ ہے پہلے ظاہر کیجاوے" (بھراتر) بھائی کو "پترو ماتر" (والدین) (جو بمقابلہ بھائی کے افضل ہیں) سے پہلے رکھا ہے لیکن ایسا کرنے سے نارد کا مقصد یہ دکھلانے کا ہے کہ اوس شخص کے خاندان کی دولت دوبارہ شامل ہو کر بلا اولاد ذکور کے فوت ہوا ہو پہلے اوسکے بھائی کو پہونچتی ہے اور اگر وہ نہو تو اوسکے باپ کو اور اگر وہ نہو تو ماں کو اور اگر وہ نہو تو بیوہ (پتنی) کو جو جملہ اقسام کے فرایض مذہبی کو انجام دیتی ہو پہونچتی ہے - پس نتیجہ یہ ہے کہ مطابق اوس قاعدہ کے جو شخص لنلحدہ شدہ کی جایداد سے متعلق ہے بیوگان صرف بصورت عدم موجودگی قایم مقام پسران کے ہی وارث نہیں ہوتی ہیں بلکہ صرف بصورت عدم موجودگی ایسے علاتی بھائی کے جو دوبارہ شامل نہوا ہو اور نیز باپ اور ماں کے وارث ہوتی ہیں -

ف ۳۴ - فقرہ "جملہ رشتہ مندان سپنڈ الخ" میں جو نارد جی کے قول متذکرہ صدر مندرجہ فقرہ (۳۳) میں مستعمل ہوا ہے شخص لاولد متوفی شریک نکر کے رشتہ مندان سپنڈ (بجز بھائی یا باپ یا ماں کے) مثل بھتیجے وغیرہ کے داخل ہیں - یہ رشتہ مندان سپنڈ اور بیوہ مستحق پانے حصص کے جایداد شرکاے نکر سے ہیں یعنی شخص آخر الذکر (بیوہ) اپنے شوہر متوفی کا حصہ پاتی ہے اور اشخاص اول الذکر (بھتیجے وغیرہ) اپنے اپنے باپ کا حصہ جو شخص متوفی کی حیات میں بوقت شرکت نکر شخص متوفی کی دولت کے ساتھ ملا دیا گیا تھا پاتے ہیں -

ف ۳۵ - اگر بیوہ نہو تو شریک نکر بلا اولاد ذکور کی بہن وارث ہوتی ہے چنانچہ برہسپتی کا یہ قول ہے "کہ تب اوسکی بہن مستحق وراثت ہے - یہ قاعدہ ایسے شخص سے متعلق ہے جسنے کوئی اولاد یا زوجہ یا پدر نہ چھوڑا ہو - بہن بلا لحاظ اسکے کہ کتخدا ہو یا ناکتخدا حقیقی بھائی کی وفات پر وارث ہوتی ہے کیونکہ بصورت ہر دو اقسام مذکورہ بالا کی بہنوں کے اتحاد رحم ہی وراثت کی بنا ہے "

ف ۳۶ - لفظ "چا" (نیز) مستعملہ قول متذکرہ صدر یہ ظاہر کرتا ہے کہ قول میں جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے ایسے شخص کے ترکہ سے متعلق ہے جسنے علاوہ وہ نہ چھوڑنے پسر یا بیوہ یا باپ کے) بھائی یا ماں

بھی نہ چھوڑی ہو۔

ف ۳ - اگر ہمشیرہ نہو تو شریک مکر متوفی کی جایداد بلحاظ ترتیب مندرجہ قول ہذا جو شخص متوفی کا نزدیک ترسپنڈ ہو اوسی کو ترکہ پہونچتا ہے "رشتہ مندان سپنڈ کو پہونچتی ہے" اس قول کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے شریک مکر کے متروکہ کی نسبت اس بارہ مین کوئی قانون جداگانہ نہین ہے۔

ف ۴ - چنانچہ (مصنف مذکور) برہسپتی کا یہ قول ہے اگر کوئی شخص بلا چھوڑے اولاد یا بیوہ یا بھائی یا باپ یا مان کے فوت ہو تو جملہ رشتہ مندان سپنڈ اوسکی جایداد کو حصص مناسب آپس مین تقسیم کر لینگے۔

• اوسکی جایداد (یعنی شریک مکر کی جایداد۔ الفاظ اگر کوئی شخص بلا چھوڑے اولاد کے فوت ہو" سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی شخص بلا چھوڑے علاتی بھائی وغیرہ کے بھی (جو بذریعہ فقرہ مذکورہ بالا مستحق وراثتا پانے جایداد شریک مکر متوفی کے قرار دئے جا چکے ہین) فوت ہو۔ برہسپتی جی کے قول مذکورہ بالا کے پہلے مصرعہ کا مطلب یہ ہے۔

ف ۵ - بصورت نہونے رشتہ مندان سپنڈ کے شریک مکر متوفی کا ترکہ رشتہ مندان قسم سمانودک وغیرہ کو اوسی ترتیب سے پہونچتا ہے جو نسبت ترکہ علیحدہ شدہ شریک خاندان کے معلوم ہے نسبت اس امر کے کہ شریک مکر متوفی کے ترکہ کا وارث بعد رشتہ مندان سپنڈ کے کون شخص ہوگا کوئی مختلف قاعدہ نہین ہے۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱ - شرکت مکر صرف باپ یا بھائی یا چچا کے ساتھ ہو سکتی ہے کسی اور رشتہ دار کے ساتھ نہین ہو سکتی ہے۔

ف ۲ - شرکت مکر کی تکمیل کے لئے نہ صرف مشترک بود و باش کافی بلکہ اخراجات اور دولت کا

شمول ہونا چاہیے جسکی بیشتر تقسیم عمل مین آچکی ہے -

ف ۳ - شرکت مکرر کا صرف یہ اثر ہوتا ہے کہ استحقاق تنہا اور آزادانہ تصرف کا جو ہر شریک کو قبل شرکت کے اپنے حصہ جایداد کی نسبت حاصل تہا معدوم ہوجاتا ہے اور اوسکا کسی طرح کوئی اثر نسبت تعداد حصہ ہر شریک کے جو قبل شرکت مکرر دریافت ہوئی تہی نہین ہوتا ہے -

ف ۴ - پس اگر شرکت مکرر کے بعد تقسیم کیجاے تو ہر شریک کا حصہ بقدر اوس سرمایہ کے ہوگا جو اوسنے بوقت شرکت مکرر کے شامل کیا ہو گو ایسا کرنے مین غیر مساوی تقسیم ہو -

ف ۵ - بوقت تقسیم بعد شرکت مکرر حق جیٹہانسی ملحوظ نہین رکہا جاتا ہے -

ف ۶ - شرکت مکرر کے بعد جایداد مکسوبہ ذاتی بہی بوقت تقسیم قابل تقسیم ہوگی گو بلا استعانت جایداد مشترک کے حاصل کی گئی ہو لیکن کمانے والا ایسے جایداد سے دو چند حصہ کا مستحق ہوگا -

ف - شرکاے مکرر متوفی کے پسران کے حصص بلحاظ اونکے پدران کے ہونگے -

ف - ترتیب وراثت ترکہ شریک مکرر متوفی کی حسب ذیل ہوگی - اولاً بیٹا وارث ہوگا اور اگر وہ نہو تو پوتا اور اگر وہ نہو تو پرپوتا وارث ہوگا لیکن پوتا جسکا باپ مرچکا ہو اور پرپوتا جسکے باپ اور دادا مرچکے ہون دونون ایک ہی وقت بیٹا کے ساتہہ ورثہ پاوینگے - پرپوتا تک ورثا نہونے کی صورت مین شخص متوفی کا حقیقی بہائی جو شخص متوفی کے ساتہہ شریک تہا وارث ہوگا - اگر وہ نہو تو حقیقی بہائی جو شریک نہو وارث ہوگا - جبکہ برادران حقیقی نہون علاتی بہائی جو شریک تہا وارث ہوگا لیکن اگر ایک علاتی بہائی مشترک اور ایک حقیقی بہائی غیر مشترک ہو اور متروکہ شخص متوفی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ پر مشتمل ہو تو حقیقی بہائی جو شریک نہو مع حقیقی بہن شخص متوفی کے کل جایداد غیر منقولہ کو بحصص متناسب لیگا اور علاتی بہائی جو شریک تہا جملہ جایداد منقولہ کو بلا شرکت غیرے لیگا لیکن جبکہ متروکہ شخص متوفی صرف جایداد غیر منقولہ ہو یا جایداد منقولہ پر مشتمل ہو تو قاعدہ مذکورہ صدر متعلق نہوگا اور اوسصورت مین حقیقی بہائی جو شریک نہو بجز و می علاتی بہائی کے جو شریک تہا کل جایداد پائیگا - لیکن جبکہ حقیقی بہائی (عام اس سے کہ شریک ہون یا غیر

مشترک) یا علاتی بہائی جو شریک ہوں موجود نہوں تو چچا یا باپ مین سے جو کوئی شخص متوفی کے ساتہہ شریک تہا اوسکا ترکہ لیگا ایسے باپ یا چچا کے نہونے کی صورت مین علاتی بہائی جو متوفی کا شریک نہین تہا ترکہ لیگا ۔ اور اگر وہ نہو تو غیر مشترک باپ ترکہ لیگا ۔ اگر باپ بھی نہو تو ماں وارث ہوگی اور اگر ماں بہی نہو تو نیک چلن بیوہ جو پتنی کے رتبہ کی ہو وارث ہوگی اس قسم کی بیوہ کے نہونیکی صورت مین ہمشیرہ وارث ہوگی عام اس سے کہ اوسکا بیاہ ہوا ہو یا نہوا ہو ۔ ہمشیرہ کے نہونے کی صورت مین رشتہ مندان سپنڈا اور اگر وہ نہوں تو رشتہ مندان قسم سمانودک اوسی ترتیب سے وارث ہوتے ہین جسطرح باب یازدہم مین علیحدہ شدہ شریک خاندان کے ترکہ کی بنسبت بیان ہوا ہے ۔

ف ۹ ۔ اگر برادران نے شریک کمرہ متوفی کا ترکہ لیا ہو تو اونکو چاہیے کہ شخص متوفی کی بیوہ کو تا وقتیکہ وہ نیک چلن ہے اور دختران کو تا وقتیکہ اونکا بیاہ ہو نان و نفقہ دین اور دختران کا بیاہ کردین ۔

ف ۱۰ ۔ اگر کوئی شریک کمرہ متوفی ایک بیوہ اور ایک رشتہ مند سپنڈ کو (مثل بہتیجہ وغیرہ کے) چہوڑے تو اونکو چاہیے کہ ترکہ باہم تقسیم کرلین یعنی زوجہ اپنے شوہر متوفی کا حصہ لیگی اور بہتیجہ اپنے باپ کا حصہ پائیگا جو اوسکے باپ نے اپنی حیات مین شرکت کرکے وقت شخص متوفی کی دولت کے ساتہہ شامل کیا تہا ۔

باب سیزدہم

در بیان حق وراثت اون پسران کے جو بعد تقسیم پیدا ہوئے ہون اور ایسے شریک خاندان کے حصہ پانیکے جو پردیس سے واپس آیا ہو

ف ۱ ۔ ایسے بیٹا کی نسبت جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو وشنو کا یہ قول ہے "ایسے بیٹون پر جنکے ساتہہ باپ نے تقسیم کی ہو لازم ہے کہ اوس بیٹا کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو ایک حصہ دین"

ف ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بیٹون نے اپنی والدہ کے حاملہ ہونے کے زمانہ مین بلا علم اوس حمل کے جائداد پدر تقسیم کی ہو تو اونپر لازم ہے کہ اون سہام سے جو اونہون نے بوجہ معلوم نہونے

حمل کے لیئے تہے اوس پسر کو جو بعد اوس حمل سے پیدا ہوا ایک حصہ دین - باپ پر یہ لازم نہین ہے کہ اپنے حصہ مین سے اوس بیٹا کو کچھ دے لیکن اوسکو چاہئیے کہ جو حصہ حسب متذکرہ صدر مولود مابعد کے لیئے دوسرے بیٹے دین اوسکو اپنی حفاظت مین رکہے اور اوسکے ساتہہ رہے کیونکہ یہ ضروری ہے کہ وہ زمانہ نابالغی مین اوسکی حفاظت کرے پس قول متذکرہ صدر کی روسے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اوس پسر کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو صرف وہی پسران حصہ دینگے جو باپ سے سہام پاچکے ہین باپ پر بہی حصہ دینا لازم نہین ہے -

ف ۳ - گوتم کا یہ قول ہے کہ "لڑکا جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو صرف اپنے باپ کی جایداد (پاتا ہے)" قول متذکرہ مین لفظ "پاتا ہے" مفہوم ہے -

ف ۴ - لیکن یہ قول اوس صورت سے تعلق رکہتا ہے جسمین باپ قبل اس کے مرجاے کہ بیٹے جنکے ساتہہ اوسنے تقسیم کی تہی اوس بیٹا کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ایک حصہ دیتے -

ف ۵ - اس فقرہ مین لفظ "ایو" (صرف) یہ دکہلانے کے لیئے استعمال کیا گیا ہے کہ جو لڑکا بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو وہ صرف پدر کی جایداد ہی لے سکتا ہے پسران پر جو قبل تقسیم کے پیدا ہوئے تہے یہ لازم نہین ہے کہ ایسی صورت مین اوسکو کوئی حصہ دین -

ف ۶ - برہسپتی کا یہ قول ہے کہ برادران خوردان بہائیون کے جنہون نے اپنے باپ کے ساتہ تقسیم کی تہی عام اس سے کہ وے متحد البطن ہون یا مختلف البطن اپنے باپ کا حصہ پاوینگے - "اپنے باپ کا حصہ" یعنی صرف اپنے پدر کا حصہ -

ف ۷ - یہ فقرہ ایسے پسران سے متعلق ہے جنکا حمل اور تولد ہر دو بعد تقسیم جایداد کے واقع ہوا ہو وجہ اس امر کی کہ کیون ایسے بیٹے مستحق پانے صرف جایداد پدر ہی کے ہوتے ہین مصنف مذکور نے حسب ذیل بیان کیا ہے "جو بیٹا قبل تقسیم پیدا ہوا تہا جایداد پدری پر کوئی استحقاق نہین رکہتا ہے اور نہ اوس بیٹا کو جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو بہائیون کی جایداد مین کوئی حق ہوتا ہے"

جایداد پدری پر کوئی استحقاق نہین رکہتا ہے یعنی جایداد پدر کے پانے کا مستحق نہین ہے -

ف ۸ - وجہ اس امر کی کہ کیون ایسے بیٹا کو جو قبل تقسیم کے پیدا ہوا ہو جایداد پدری مین استحقاق نہین ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ باپ سے از روے تقسیم علیحدہ ہوگیا ہے اور وجہ اس امر کی کہ کیون اوس لڑکا کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا اپنے بہائیون کی جایداد کی نسبت استحقاق نہین ہوتا ہے یہ ہے کہ ایسے بہائی کے پاس کوئی جایداد اس قسم کی نہین ہوتی ہے کہ جسمین اوس لڑکا کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو کوئی استحقاق حاصل ہوسکے - اسطرح اوسکو سمجھنا چاہیے -

ف ۹ - برہسپتی جی اس اصول کی بنا پر کہ جو لڑکا قبل تقسیم کے پیدا ہوا ہو جایداد پدری کا مستحق نہین ہوتا ہے (یہ پہلا اصول منجملہ اون دو اصول کے ہے جو مصنف مذکور کے فقرہ متذکرہ بالا مین مندرج ہین) اسبارہ مین کچہ اور فرماتے ہین کُل دولت جو ایسے باپ سے خود کمائی ہو جسنے اپنے بیٹون کے ساتہ تقسیم کی تہی ایسے بیٹا کو پہونچتی ہے جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو یہ قرار دیا گیا ہے کہ اون پسران کو جو قبل تقسیم کے پیدا ہوئے تہے اوس جایداد کی نسبت کوئی حق نہین ہوتا ہے"

ف ۱۰ - "کل" کا لفظ قول مین اسوجہ سے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ نہ خیال کیا جاوے کہ اون لڑکونکو جو قبل تقسیم کے پیدا ہوئے ہون اوس دولت مین جو باپ نے بعد تقسیم کے حاصل کی ہو حصہ پانے کا حق حاصل ہے کیونکہ پہلے اونکو کوئی حصہ اوسمین نہین ملا تہا -

ف ۱۱ - پس نتیجہ یہ ہے کہ اون بیٹون کو جو قبل تقسیم کے پیدا ہوئے ہون اور اون پسران کو جو بعد تقسیم کے پیدا ہوئے ہون ایک دوسرے کی دولت کی نسبت کوئی حق نہین ہے اور اسبارہ مین یہ خیال کیا جاتا ہے کہ گویا اونکے درمیان کوئی تعلق نہین ہے -

ف ۱۲ - لیکن وہی مصنف فقرہ مندرجہ ذیل مین یہ فرماتے ہین کہ اسبارہ مین ایک خفیف فرق ہے جسطرح دولت مین اوسی طرح قرضہ اور ہبہ اور رہن اور بیع مین اونکو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہین ہے بجز امورات سوتک (ماتم) اور جلدان کے"

ف ۱۳ - مطلب یہ ہے کہ اونکو سوتک (ماتم) اور جلدان کے لئے اور نہ نسبت دولت وغیرہ کے ایک دوسرے سے تعلق ہے -

ف ۱۴ - قرضہ وغیرہ کی نسبت ایک دوسرے سے تعلق صرف اوس صورت مین نہین ہوتا ہے جبکہ شرکت مکرر وقوع مین آئی ہو لیکن اگر شرکت مکرر ہوئی ہو تو مصنف مذکور اسطرح فرماتے ہین "جو بہائی محبت سے ایک دوسرے کے ساتہہ شریک ہوجاتے ہین ایک دوسرے کی دولت کا حصہ پاتے ہین"۔

ف ۱۵ - منوجی یہ فرماتے ہین جو بیٹا بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو صرف وہی متروکہ پدری لیگا - یا وہ (اوس دولت کو) ایسے بہائیون کے ساتہہ تقسیم کریگا جو باپ کے ساتہہ دوبارہ شامل ہوئے تہے" یا "وہ ایسے بہائیون کے ساتہہ تقسیم کرے گا" یہان الفاظ "جایداد پدری" اضافہ کرو۔

ف ۱۶ - پس یہ قول اوس قول کے مخالف نہین ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے وہ ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین باپ کا انتقال ایسے وقت پر ہوا ہو جبکہ وہ اوس لڑکا کے ساتہہ رہتا تہا جو بعد تقسیم پیدا ہوا تہا۔

ف ۱۷ - یاگولک نے اوس بیٹا کی نسبت جو بعد تقسیم اور وفات پدر کے پیدا ہوا تہا یہ فرمایا ہے اگر بیٹون کے درمیان تقسیم ہونے کے بعد کوئی بیٹا ہمقوم عورت کے بطن سے پیدا ہو تو وہ حصہ لینے مین شریک ہوتا ہے یا اوسکا حصہ ایسی جایداد ظاہری مین سے دیا جاسکتا ہے جسکا نفع ونقصان متحقق کیا گیا ہو۔

ف ۱۸ - اگر باپ کی وفات پر برادران مین تقسیم ہونے کے بعد باپ کی بیوہ سے جسکے حاملہ ہونیکا علم نہین تہا لڑکا پیدا ہو تو وہ حصہ کا مستحق ہوتا ہے وہ اوس کل جایداد سے جسکی تقسیم ہوچکی ایک حصہ لینے کا مستحق ہوتا ہے یا اشلوک مذکورہ بالا کے مصرعہ ثانی کی رو سے اوس ظاہری جایداد (مثل خاندانی ظروف اور جانوران باربردار اور شیروار اور زیورات اور شاگرد پیشہ وغیرہ) سے وہ ایک حصہ لیتا ہے جسکا نفع ونقصان متحقق ہے یعنی بعد تحقیق جمع وخرچ کے۔

ف ۱۹ - حرف صفت "ظاہری" فقرہ مندرجہ صدر کے حصہ ثانی مین قبل لفظ جایداد کے اس غرض سے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ پسر جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ایسی مخفی جایداد کے حصہ سے جسکی تقسیم

پہلے ہو چکی ہے محروم رہے ۔

ف - اگرچہ وہ لڑکا جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو کسی طرح دوسرے بیٹون سے کم نہین ہوتا ہے تاہم یاگولک نے یہ خیال کرکے کہ چونکہ ایسے لڑکا کے وجود کا معلوم کرنا بروقت تقسیم ابتدائی کے ناممکن تہا اسلیئے اوسکے حصہ مین کمی کا جائز رکہنا نامناسب نہین ہے - اشلوک کے مصرعہ ثانی کی روسے علی سبیل البدل حکم صادر کیا ہے - لیکن چونکہ ایسے بیٹا کے وجود کا حال معلوم کرنے کی ناقابلیت اوس بیٹا کے کسی قصور کی وجہ سے نہین ہوتی ہے اسلیئے یہ سمجہنا چاہیئے کہ کل جایداد مین سے ایک حصہ کا دیا جانا بہی (جیسا کہ قول کے مصرعہ اول مین بیان کیا گیا ہے) کلیتًہ نامناسب نہین خیال کیا گیا ہے ۔

ف ۴۱ - اگر بصورت ایسے شرکاے خاندان کے جو بعد تقسیم کے پردیس سے واپس آئے ہون کوئی شریک خاندان اپنے قصور سے غیر حاضر ہوا ہو اور بعد تقسیم جایداد کے واپس آیا ہو تو اوسکو کم حصہ ملیگا - ایسے شخص کو علی سبیل البدل پورا حصہ نہین دیا جا سکتا ہے چنانچہ برہسپتی کا یہ قول ہے "اگر کوئی شخص خاندان مشترک کو ترک کرکے پردیس مین سکونت اختیار کرے تو بعد معاودت کے اوسکو صرف نصف حصہ ملیگا اسمین کوئی شک نہین ہے"

ف ۴۲ - اگر کوئی شخص خاندان مشترکہ کو چہوڑکر یعنی ایسی جگہ کو چہوڑکر جہان اوسکے کل اقربا رہتے ہین کسی بہت ہی دور کے ملک مین چلا جائے اور بقیہ شرکاے اوسکے وجود کی لاعلمی سے باہم کل جایداد کو تقسیم کرلین اور بعدہٗ وہ واپس آوے تو جایداد منقسمہ مین سے اوسکو صرف ایک حصہ کا نصف دینا چاہیئے چونکہ اسصورت مین تقسیم بوجہ لاعلمی وجود شخص غیر حاضر کے کی گئی تہی اور غیر حاضری بوجہ اوسی کے قصور کے تصور کیجاتی ہے اسلیئے ایسے شخص کے لئے علی سبیل البدل پورا حصہ نہین رکہا گیا ہے اسلیئے قول کے اختتام پر یہ کہا گیا ہے "اس مین کوئی شک نہین ہے"

ف ۴۳ - اسی طرح جبکہ کوئی شخص بعد غیر حاضری دراز کے واپس آوے اور بہ لاعلمی اوسکے وجود کے تقسیم کیجا چکی ہو تو ایسے شاکی کے لئے مصنف مذکور کا یہ حکم ہے کہ "جو کچہ دادا سے ورثتًہ آیا ہو

عام ہن سے کہ قرضہ ہو یا کفالتہ المال یا مکان یا زمین اوسکو بعد معاودت کے اوسکا حصہ مناسب ملنا چاہیئے گو وہ عرصہ دراز تک غیر حاضر رہا ہو"۔

حصہ مناسب یعنی ایک حصہ کا نصف۔

بعد معاودت کے۔ یعنی تقسیم کے بعد واپس آنے پر۔

ف۴۴ - اگر شخص غیر حاضر کا پوتا وغیرہ بعد تقسیم کے واپس آوے تو وہ حسب مقولہ مصنف مذکور صرف جایداد موروثی مین ایک حصہ پانے کا مستحق ہے اگر وارث تیسرے یا پانچوین یا ساتوین پشت کا بھی ہو تو بھی وہ اپنا موروثی حصہ پاوے گا بشرطیکہ اوسکی ولادت اور اوسکا نام ثابت ہو جاوے"۔

ف۴۵ - مصنف مذکور نے بعض قسم کے غیر حاضر اشخاص کی نسبت جو بعد تقسیم کے واپس آئین یہ فرمایا ہے کہ اونکو صرف اراضیات مین ایک حصہ دیا جائیگا گو کہ اور قسم کی موروثی دولت موجود ہو قرابت دارون پر لازم ہے کہ ایسے شخص کے ورثا ے نزولی کو جسکے مالک ہونے کا علم پڑوسی اور قدیم باشندگان کو روایات کے ذریعہ سے ہو اونکے آنے پر جایداد دیدین۔ "اونکے آنے پر" یعنی بعد تقسیم جایداد کے اونکے آنے پر۔

ف۴۶ - اگر کوئی شریک خاندان قبل یا بعد تقسیم کے واپس آوے اور اپنے حصہ کے دئے جانے پر اصرار کرے تو مصنف مذکور یہ فرماتے ہین کہ وہ صرف اوس صورت مین حصہ پانے کا مستحق ہوگا کہ وہ اوس جایداد کی نسبت جو دوسرون کے قبضہ مین ہے اپنا حق بذریعہ شہادت ارضی یا سماوی کے ثابت کرے" عام اس سے کہ جایداد کی تقسیم ہوئی ہو یا نہین جب کبھی کوئی وارث آجاے وہ ایسی جایداد کا حصہ پا سکتا ہے جسکو وہ جایداد مشترکہ ثابت کر دے"۔

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف۱ - اگر پسران نے جایداد خاندان باپ کے ساتھ جبکہ ماں حاملہ ہو حمل کی لاعلمی سے

تقسیم کی ہو تو اونکو لازم ہے کہ اون حصص سے جو اونہون نے بہ لاعلمی اوسکے وجود کے ساتھ لئے تھے اوس پسر کو جو بعدہٗ اوس حمل سے پیدا ہوا اوسکا حصہ دین۔

ف ۲۔ لیکن اگر باپ قبل اسکے مرجاے کہ اوسکے بیٹے حسب متذکرہ صدر ایک حصہ اوس پسر کو دین جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا تو پسر آخر الذکر (یعنی پسر جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا) صرف باپ کا متروکہ لیتا ہے ایسی صورت مین پسران کو جو قبل تقسیم پیدا ہوئے تھے اوسکو حصہ دینا لازم نہین ہے۔

ف ۳۔ اوس پسر کو جسکا حمل بعد تقسیم کے قرار پایا اور جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا اوس جایداد مین کوئی استحقاق حاصل نہین ہے جو اوسکے بڑے بھائیونکو پہلے باپ کے ساتھ تقسیم مین ملی تھی اوسکو صرف اوسکے باپ کا حصہ ملیگا۔

ف ۴۔ دولت جو باپ نے پسران کے ساتھ تقسیم کر لینے کے بعد پیدا کی ہو صرف اوسکے اوس پسر کو پہونچیگی جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا۔

ف ۵۔ اون پسران کو جو قبل تقسیم پیدا ہوئے اور اون پسران کو جو بعد تقسیم پیدا ہوے ایک دوسرے پر کوئی استحقاق نہوگا۔ بجز امورات سوتک (ماتم) اور جلدان کے۔

ف ۶۔ لیکن اگر اونکے درمیان شرکت مکرر واقع ہو تو وے ایک دوسرے کی جایداد کے سہیم ہوتے ہین۔

ف ۷۔ اگر برادران اپنے باپ کی وفات کے بعد متروکہ تقسیم کرین جبکہ ان کے حاملہ ہونیکا علم نہ تھا۔ اور اوس حمل سے بعدہٗ لڑکا پیدا ہو تو وہ لڑکا مستحق ایک حصہ کا یا تو اوس جملہ جایداد سے ہوگا جو بیشتر تقسیم ہوئی تھی یا اوس جایداد سے حصہ پانے کا مستحق ہوگا جو بعد جانچ آمدنی و خرچ کے ظاہر بچ رہے۔

ف ۸۔ جبکہ کوئی شریک خاندان اپنے ہی قصور سے بہت دور ملک مین چلے جانے کی وجہ سے غیر حاضر ہو اور دوسرے شرکاے خاندان کی جایداد تقسیم کر لینے کے بعد واپس آئے تو اوسکو اوس جایداد سے جو تقسیم کر لیگئی تھی صرف ایک نصف حصہ دیا جائیگا۔

ف ۹ - اسی قسم کا حصہ اوس شخص کو بہی دیاجانا چاہئے جو عرصہ دراز تک غیر حاضر رہکر تقسیم کے بعد واپس آئے -

ف ۱۰ - اگر شخص غیر حاضر کا وارث مثل نبیرہ وغیرہ کے بعد تقسیم کے واپس آوے تو اوسکو صرف جایداد موروثی سے ایک حصہ دیاجائیگا -

ف ۱۱ - اگر کسی ایسے شخص غیر حاضر کے ورثا سے نسلی جسکو ہمسائیگان اور قدیم باشندے روایتاً مالک جانتے ہون حاضر ہون تو اوسکے اقارب کو لازم ہے کہ صرف جایداد غیر منقولہ سے اونکا حصہ اونکو دین گو دیگر جایداد موروثی بہی موجود ہو -

ف ۱۲ - تابع قواعد مذکورہ بالا شخص غیر حاضر صرف ایسی جایداد کا حصہ پاویگا جسکو وہ شہادت ارضی یا سماوی سے جایداد مشترکہ ثابت کرے -

باب چہاردہم

اوس جایداد کی تقسیم کے بیان مین جو مخفی کی گئی ہو

ف ۱ - منو "اگر بعد اسکے کہ تقسیم کل جایداد اور قرضہ کی معقول طور سے ازروے شاستر ہوچکی ہو کچہہ جایداد برآمد ہو تو اوسکی تقسیم مساوی طور پر کیجاوے گی "

ف ۲ - اگر کل جایداد ظاہری عام اس سے کہ سرمایہ ہو یا قرضہ ازروے قاعدہ مندرجہ اس قول کے تقسیم کی گئی ہو "جملہ پسران کو پدر کی جایداد بحصص مساوی لینی چاہئے لیکن اون مین سے وہ پسر جو ذی علم اور سعادتمند ہو زیادہ حصہ کا مستحق ہوتا ہے" اور کسی وقت مابعد مین کسی شخص غیر حاضر کی معاودت پر یہ ظاہر ہو کہ اوس شخص کو شرکاے خاندان سے کچہہ قرضہ واجب ہے یا اوس شخص کے قبضہ مین بحیثیت امین وغیرہ کے شرکاے خاندان کی کچہہ دولت ہے تو ایسا قرضہ یا ایسی جایداد بحصص مساوی تقسیم کیجاوے گی اور ایسی جایداد سے کوئی زیادہ حصہ کسی شریک خاندان کو اوسکے ذیعلم یا سعادتمند ہونے کی وجہ سے نہین دیا جاویگا -

ف ۳ - چونکہ منوجی کے قول مندرجہ بالا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرضہ بعد تقسیم کے معلوم ہو مساوی طور پر تقسیم کیا جاویگا پس یہ مستنبط ہوتا ہے کہ قرضہ جات جنکا علم قبل تقسیم کے ہوا ہو غیر مساوی طور پر مثل دولت کے تقسیم کیئے جا سکتے ہین - (ایسے قرضہ کا زیادہ حصہ ذی علم شرکائے خاندان کے لئے قول مندرجہ صدر کی روسے جائز رکھا گیا ہے)۔

ف ۴ - اگر بوقت تقسیم جایداد کسی شخص نے فریباً خاندانی جایداد کے کسی حصہ کو یہ ظاہر کر کے کروہ کسی اور شخص کا ہے مخفی کر رکھا ہو اور بعدہ تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ خاندانی جایداد ہے تو وہ مساوی حصص مین منقسم ہونی چاہیے - چنانچہ کاتیاین کا یہ قول ہے "جو کچھ کہ ایک شخص نے مخفی کیا ہو اور بعدہ برآمد ہو (اگر باپ مرگیا ہو) بیٹون کو آپسمین مساوی طور پر تقسیم کرلینا چاہیے"

ف ۵ - مطلب یہ ہے کہ اگر پدر نہو تو بیٹے ہی ایسی جایداد کو جو حسب متذکرہ صدر برآمد ہوئی ہو تقسیم کرلین - +

ف ۶ - جب کوئی شخص اون شرکا مین سے جو ملکر رہتے ہون کوئی جزو جایداد خاندانی اپنے خاص تصرف مین لایا ہو اور کسی طرح اوسکا پتہ بعد تقسیم کے لگ جائے تو اوسکی تقسیم جملہ شرکار مین مساوی طور پر ہونی چاہیے - چنانچہ یاگولک یہ فرماتے ہین "جب منجملہ شرکار کے ایک نے دوسرون سے جایداد علیحدہ رکھی ہو اور وہ بعد تقسیم کے برآمد ہو تو اونکو چاہیے کہ پھر مساوی طور پر آپسمین تقسیم کرلین یہی قاعدہ معینہ ہے"

"پھر آپسمین تقسیم کرلین" یعنی جملہ شرکائے خاندان از سر نو آپس مین تقسیم کرلین - +

ف ۷ - جیسے چھپائی ہوئی جایداد ویسی ہی وہ جایداد بھی جو بیجا طور پر تقسیم کی گئی ہو مساوی طور پر تقسیم کیجا سکتی ہے چنانچہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "جو جایداد ایک دوسرے سے مخفی کی گئی ہو اور وہ جایداد جسکی تقسیم غیر صحیح طریقہ سے ہوئی ہو بعد برآمد ہونے کے شرکار کو مساوی طور پر تقسیم کرلینا چاہیے اسطرح پھر گورشی نے کہا ہے" +

جایداد جو بیجا طور پر تقسیم کی گئی ہو" یعنی جایداد جسکی تقسیم غیر مساوی حصص میں خلاف منشائے دہرم شاستر کی گئی ہو۔ *

ف ۔ جو جایداد بعد گم ہونے یا دبائے جانے کے برآمد ہو مساوی حصص مین اوسی طرح تقسیم کیجانی چاہیے جسطرح وہ جایداد جو منجملہ شرکاء کے کسی ایک شریک نے دبالی ہو یا ناجائز طور پر تقسیم کی گئی ہو۔ لیکن اگر کسی علیحدہ شدہ شریک خاندان نے بعد تقسیم کے جایداد حاصل کی ہو تو وہ خاص اوسکی ہوتی ہے۔ دیگر شرکاے خاندان کو اوسمین کوئی استحقاق نہین ہوتا ہے چنانچہ مصنف مذکور کا تاپین کا یہ قول ہے کہ جو دولت کسی شخص نے بعد علیحدگی کے حاصل کی ہو خاص اوسکی ملکیت ہوتی ہے۔ لیکن جو جایداد کہ بعد گم ہونے یا غصب کئے جانے کے پھر حاصل کیجاے اور اوس قسم کی جایداد جسکا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے بعدہٗ تقسیم کیجائیگی"۔

"اوس قسم کی جایداد جسکا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے" یعنی وہ جایداد جو شرکاء مین سے کسی ایک نے دیگر شرکاء سے دبا رکھی ہو اور وہ جایداد جو ناجائز طور پر تقسیم ہوئی ہو یہان پر اوسکا ذکر تمثیلاً کیا گیا ہے "بعدہٗ تقسیم کیجائیگی" یعنی اوس طریقہ سے تقسیم کیجائیگی جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا ہے۔

ف ۹ ۔ پس یہ معلوم کرنا چاہیے کہ مصنف نے یہ فرمایا ہے کہ جو جایداد بعد دبا لینے یا تلف ہونے کے پھر حاصل کیجاے اوسکی تقسیم صرف بطریق مساوی ہونی چاہیے۔ *

ف ۱۰ ۔ منو اور دوسرے مصنفون نے فقرات مندرجہ صدر کی رو سے صرف اوس جایداد کی تقسیم کی صراحت کی ہے جو بعد تقسیم کے برآمد ہوئی ہو پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اوس سے اوس تقسیم مین کوئی خلل نہین آئیگا۔ جو پہلے کیجا چکی ہو۔ باوجود برآمد ہونے جایداد کے یہ تصور کیا جاویگا کہ سابقاً تقسیم مناسب طور پر کی گئی تھی۔ پس اگرچہ بعد تقسیم کے بعض جایداد مملوکہ خاندان مشترکہ برآمد ہو تاہم شرکاے خاندان زمانہ تقسیم ماسبق کے علیحدہ شدہ سمجھے جائینگے۔

ف ۱۱ ۔ لیکن منوجی کا ایک قول حسب ذیل ہے۔ "جب کسی قسم کی کوئی جایداد مشترک بعد تقسیم کے برآمد ہو تو ایسی تقسیم معقول نہین سمجھی جاسکتی ہے اسلئے تقسیم پھر کیجانی چاہیے"۔

ف ۱۲- لیکن یہ قول ایسی صورت سے متعلق سمجھنا چاہیے جسمین کہ جایداد مشترک قبل اسکے برآمد ہو کہ شرکاے علیحدہ شدہ اپنی جایداد منقسمہ کو درست یا صرف کرنے لگے ہون ورنہ قول مذکور جملہ دیگر اقوال مندرجہ صدر کے مخالف ہوگا -

ف ۱۳- بعوض اسکے کہ صرف اوس جایداد کے تقسیم کیے جانے کی ہدایت کیجاوے جو بعد تقسیم کے برآمد ہوئی اور تقسیم سابق بجنسہ قایم رکھی جاوے کل جایداد کے تقسیم کیے جانے کی اجازت عطا کرنے سے منشاے قانون یہ ہے کہ اوسکس صورت مین بہی اوس جایداد سے جو بعد تقسیم کے برآمد ہوئی منہائی وغیرہ (اوس قسم کی جسکا ذکر باب ۳ مین کیا گیا ہے) کیجا سکے -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

ف ۱- جایداد و قرضہ جات جو بعد تقسیم کے ظاہر ہون مساوی طور پر قابل تقسیم ہونگے -

ف ۲- جایداد جو کسی شریک نے مخفی کی ہو یا دیگر شرکا سے بوقت تقسیم دبا رکھی ہو اور وہ جایداد بہی جو بعد غصب کیے جانے یا تلف ہو جانے کے حاصل کی گئی ہو بوقت دریافت ہونے یا حاصل کیے جانے کے اوسی طرح مساوی طور پر تقسیم کیجاوے گی -

ف ۳- جو جایداد ناجائز طور پر تقسیم کی گئی ہو از سر نو تقسیم کیجاویگی -

ف ۴- جو جایداد کہ ایک مرتبہ تقسیم ہوئی ہو اوس مین کوئی فرق اسوجہ سے نہ آویگا کہ اوس تقسیم کے بعد کوئی دوسری جایداد مشترک متعلقہ خاندان برآمد ہوئی -

ف ۵- لیکن جب کوئی جایداد مشترک بعد تقسیم کے ایسے وقت ظاہر ہو کہ شرکاے علیحدہ شدہ نے جایداد منقسمہ سابق مین کوئی ترقی یا تصرف نہ کیا ہو تو اوس صورت مین جملہ جایداد دوبارہ تقسیم کیجاویگی جو جایداد کہ بعد تقسیم کے حاصل کی گئی ہو وہ حاصل کنندہ کی بلا شرکت غیر ہوگی -

باب پانزدہم

دربیان اثر تقسیم کے

ف۱۔ نارد "جب متعدد اشخاص ایک ہی شخص کی اولاد مین ہون جنکے فرایض مذہبی (دہرم) علیحدہ اور دنیوی معاملات (کریہ) علیحدہ ہون اور جنکے پیشہ کے سامان (کرم گن) علیحدہ ہون اگر وے معاملات مین متفق نہون تو وے حسب مرضی خود اپنے حصص کو دے ڈال سکتے ہین یا فروخت کرسکتے ہین کیونکہ وے اپنی دولت کے مالک ہین"۔

"جب متعدد اشخاص ایک ہی شخص کے اولاد مین ہون" یعنی جب متعدد اشخاص ایک ہی شخص کی نسل مین مگر مختلف طور پر منقسم ہون۔ "جنکے فرایض مذہبی علیحدہ ہون" یعنی جو مذہبی رسوم مثل اگنی ہوتر وغیرہ کو جو بعد ازاں انجام پاتے ہین بلا تعلق ایک دوسرے کے انجام دیتے ہون۔ "اور معاملات مین متفق نہون" یعنی معاملات متعلقہ آمدنی واخراجات دولت منقسم اور علی ہذا معاملات زراعت کا علیحدہ علیحدہ انتظام کرتے ہون۔ "پیشہ کے سامان علیحدہ ہون" یعنی جو ظروف خانگی اور اسی طرح اور دیگر اسباب علیحدہ علیحدہ رکھتے ہون۔

ف۲۔ اگر ان مین سے کوئی ایک کسی دوسرے کے فعل پر راضی نہو تو بھی وہ بلا لحاظ اوسکی رضامندی کے اپنے معاملات کا انتظام کرسکتا ہے۔ اور اونکو یہی اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصص کو حسب مرضی خود دے ڈالین یا فروخت یا رہن کرین کیونکہ ہر شخص اپنی جایداد کا جو تقسیم ہو گئی ہو مالک ہوتا ہے۔

ف۳۔ لیکن برہسپتی کا یہ قول ہے کہ "ورثا جو علیحدہ ہوئے ہون مثل ورثا ے مشترک کے جایداد غیر منقولہ کی نسبت مساوی حق رکھتے ہین کیونکہ ایک شخص کو بمقابلہ جملہ اشخاص کے اوسکے دے ڈالنے یا فروخت کرنے یا رہن رکھنے کا اختیار نہین ہوتا ہے" لیکن یہ قول اوس صورت سے متعلق ہے جسمین زمین کے مساوی طور پر تقسیم کئے جانے کی دقت کی وجہ سے شرکا نے

یہ معاہدہ کیا ہو کہ فصل پر اوسکے محاصل تقسیم کرلینگے اور علاوہ زمین کے دیگر جایداد مشترکہ خاندانی
کوئی الواقع تقسیم کرلیا ہو ایسی صورت مین یہ صاف ظاہر ہے کہ شرکا مین سے کسی کو جداگانہ
اور آزادانہ اختیار اس زمین کی نسبت نہین ہوتا ہے ۔

ف ۴ مصنف مذکور نے یہ بھی فرمایا ہے " وہ حصہ جس سے کوئی شخص مستفید ہوتا ہو تبدیل نہین کیا جاسکتا ہے " اور بادشاہ کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے " کہ اگر کوئی شخص بعد تقسیم کے جو اوسکی رضامندی سے کی گئی تھی تقسیم کی بابت نزاع برپا کرے تو بادشاہ اوسکو اپنے حصہ پر قایم رہنے پر مجبور کریگا اور اگر وہ اصرار (انوبندھم) و حجت کرے تو مستوجب سزاے ضبطی کا ہوگا "

(انوبندھم) اصرار - یعنی تمرد - مجادلہ - یا ہٹ دھرمی +

(حاصل مطلب منجانب مترجم)

ف ۱ - شریک علیحدہ شدہ کو اپنے حصہ جایداد کی نسبت استحقاق قطعی حاصل ہے وہ اوسکو بلا رضامندی دیگر شرکا کے اپنی خوشی سے منتقل کرسکتا ہے ۔

ف ۲ - لیکن جبکہ شرکا نے بلا تقسیم کرنے اراضی مشترکہ کے اس قسم کا معاہدہ کیا ہو کہ صرف اوسکے منافع کو فصل پر باہم تقسیم کرلیا کرینگے تو کسی شریک کو آزادانہ اختیار نسبت انتقال اراضی مذکور کے بذریعہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے حاصل نہوگا ۔

ف ۳ - اوس تقسیم کی نسبت جو ایک مرتبہ شرکا کی رضامندی سے کی گئی ہو اون مین سے کوئی بعدہ اعتراض نہین کرسکتا ہے ۔

باب شانزدہم

تقسیم کی شہادت کے بیان مین

ف ۱۔ پاگولک کا یہ قول ہے "اگر تقسیم سے انکار کیا جاے تو واقعہ مذکور بذریعہ شہادت رشتہ مندان سگوتر اور اتو باوار شہو و کے اور بذریعہ تحریری وثیقہ کے یا بذریعہ مکان یا زمین کے جداگانہ قبضہ کے (یونکیہ) ثابت کیا جاسکتا ہے"

ف ۲۔ "یونکیہ" یعنی قبضہ جداگانہ۔ عبارت "اگر تقسیم سے انکار کیا جائے" مندرجہ قول مین ایسے تنازعات طرفی بہی داخل ہین جو واقعہ تقسیم سے پیدا ہوئے ہون اسلئے نارد جی یہ فرماتے ہین "اگر شرکار کے درمیان واقعہ تقسیم کے متعلق نزاع پیدا ہو تو اوسکی تحقیقات بذریعہ شہادت رشتہ مندان سگوترا ور کاغذات تقسیم یا معاملات کے تعلقات جداگانہ کے کیجاویگی" +

ف ۳۔ جب بذریعہ اظہار اس امر کے کر (ہم مین تقسیم نہین ہوئی) فی نفسہ صداقت تقسیم کے متعلق یا بذریعہ اظہار اس امر کے کر (تقسیم تو کی گئی تہی مگر جملہ جایداد کی نہین) اسی قسم کے حالات متعلق تقسیم کی نسبت نزاع برپا ہو تو واقعہ مذکور رشتہ مندان سگوتر یعنی شرکاے وراثت وغیرہ کی شہادت یا تقسیم نامہ یا ایسے امور سے جو معاملات کے جداگانہ تعلقات وغیرہ سے اخذ کیے جاسکتے ہون ثابت کیا جاسکتا ہے۔

ف ۴۔ "معاملات کے جداگانہ تعلقات" اس سے جملہ اشخاص کا علحدہ علحدہ ویشو دیو نامی ہوم کرتا اور دان اور مہمانون (اتیتھیس) کی تواضع کرنا مراد ہے۔

ف ۵۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ واقعات کیون واقعہ تقسیم کی شہادت ہین تو مصنف مذکور کا یہ بیان ہے کہ "برادران مشترکہ کے مراسم مذہبی واحد ہین جب فی الواقع تقسیم کی گئی ہو تو ان مین سے ہر ایک پر مراسم مذہبی جداگانہ طور پر ادا کرنا لازم ہے"

ف - اس بارہ مین برہسپتی جی بہی یہی فرماتے ہین کہ ایسے شرکا مین جو ملکر رہتے ہون یعنی جنکا کہانا ایک ہی جگہ تیار کیا جاتا ہو تیرواور دیوتا اور برہمن کی پوجا صرف ایک ہی جگہہ ہوتی ہے لیکن برادران علیحدہ شدہ کے خاندان مین امورات متذکرہ صدر جداگانہ طور پر ہر ایک کے مکان مین انجام پاتے ہین -

ف - چونکہ رسوم وبشودیو وغیرہ خاندان غیر منقسمہ مین جداگانہ طور پر ادا نہین کئے جاتے ہین پس رسوم مذکور کے جداگانہ طور پر ادا کئے جانے سے تقسیم کا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اسوجہ سے جب بحث نسبت تقسیم کے پیش ہو رسوم مذکور کا جداگانہ طور پر ادا کیا جانا بطور علامت تقسیم کے متصور ہے -

ف - مصنف مذکور نے تقسیم ماقبل کے بعض اور علامات تبلائے ہین مثلاً ایک دوسرے کے لئے شہادت دینا وغیرہ اور یہ فرمایا ہے کہ یہ امور صرف بصورت خاندان منقسم اور نہ بصورت خاندان غیر منقسمہ جائز رکہے گئے ہین "برادران علیحدہ شدہ اور نہ برادران مشترک ایک دوسرے کے لئے شہادت دے سکتے ہین اور ضامن ہو سکتے ہین اور دان کر سکتے ہین اور دان لے سکتے ہین"

ف - پس صداقت تقسیم ایک دوسرے کی جانب سے شہادت دینے وغیرہ سے بہی ثابت کیجا سکتی ہے - اسلئے مصنف مذکور نے یہ بہی فرمایا ہے "جو اشخاص ایسے معاملات علانیہ طور پر اپنے شرکا کے ساتہ رکہتے ہون بلا شہادت تحریری کے بہی علیحدہ سمجہے جا سکتے ہین"

"جو اشخاص ایسے معاملات علانیہ طور پر اپنے شرکا کے ساتہ رکہتے ہون" یعنی جو اشخاص ایسے کل یا کوئی معاملات علانیہ طور پر رکہتے ہون -

ف - ایک دوسرے کو قرض دینا بہی ایک ایسا امر ہے جس سے شرکا کے درمیان تقسیم کا ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ غیر منقسم خاندان مین ایسا ہو نہین سکتا ہے - چنانچہ یاگولک یہ فرماتے ہین "کہا گیا ہے کہ خاندان غیر منقسمہ مین برادران اور شوہر اور زوجہ اور باپ اور بیٹا ایک دوسرے کے ضامن نہین ہو سکتے ہین اور نہ ایک دوسرے کو قرض دے سکتے ہین اور نہ ایک دوسرے کے لئے شہادت دے سکتے ہین"

ف ۱۱ - اسلئے ضرور یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض دینے والا قرض لینے والے سے علیحدہ ہے - چنانچہ برہسپتی جی کا یہ قول ہے کہ "جن اشخاص کی آمدنی اور خرچ اور دولت جداگانہ ہو اور جو آپسمین لین دین (کسیتم) اور تجارت کا تعلق رکھتے ہون بلاشبہ علیحدہ ہین"۔

اکسیتم - سود پر قرضہ دینا - تجارت - بیوپار - لفظ آپس مین "لین دین اور تجارت دونون سے متعلق ہے -

ف ۱۲ مصنف مذکور مزید بران یہ تحریر فرماتے ہین کہ ان امور سے واقعہ تقسیم صرف ایسی صورت مین اخذ کیا جا سکتا ہے جبکہ شہادت صریح بہ ثبوت تقسیم کے موجود نہو "اگر گواہان موجود نہون تو سنگین جرم اور استحقاق نسبت جایداد غیر منقولہ کے اور تقسیم سابق درمیان شرکا، قیاسی شہادت سے ثابت کیجا سکتی ہے"۔

تقسیم سابق - یعنی وہ تقسیم جو اونکی نسبت تنازع پیدا ہونے سے پہلے کی گئی ہو -

قیاسی شہادت - یعنی وہ شہادت جو حالات سے پیدا ہو -

ف ۱۳ مصنف مذکور نے بعض ایسے حالات کا تذکرہ کیا ہے جن سے جرائم سنگین وغیرہ کے ارتکاب کا قیاس پیدا ہوتا ہے "نزاع خاندانی [کلانو بندہم] یا رقابت [ویا گھتم] یا مال غنیمت کا برآمد ہونا [ہوڈہم] جرم سنگین کی شہادت ہو سکتی ہے - قبضہ زمین شہادت ملکیت کی ہو سکتی ہے - اور جداگانہ دولت تقسیم کی دلیل ہے"۔

نزاع خاندانی - یعنی مورثون کے وقت سے دشمنی کا ہونا - رقابت - بغض باہمی

ہوڈہم - اوس جایداد کے کسی جزو کا برآمد ہونا جو جبراً لی گئی تھی -

قبضہ زمین - یعنی شخص دعویدار کا اراضی پر قابض ہونا -

ف ۱۴ - اس بارہ مین کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "ایسی صورت مین جایداد پدری کی تقسیم قیاس کر لیجا سکتی ہے کہ برادران دس سال تک علیحدہ رہے ہون اور رسوم مذہبی اور دنیوی علحدہ علیحدہ انجام دیتے رہے ہون"۔

اس قول مین لفظ "برادران" بالعموم جملہ شرکار کے لئے اور الفاظ "جایداد پدری" ہر قسم کے ورثہ کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین۔

ف۱۵۔ مطلب فقرہ مندرجہ بالا کا یہ ہے کہ گو تقسیم ترکہ کی فی الواقع وقوع مین نہ آئی ہو تاہم بحالات مندرجہ صدر شرکار تقسیم شدہ قیاس کئے جائینگے بلحاظ اس قول کے "جو شخص بیس برس تک اپنی زمین اور دس برس تک اپنی جایداد منقولہ کو بلا اظہار اپنے حق ملکیت کے غیر کے قبضہ مین دیکھتا رہے اوسکی نسبت اپنے حق ملکیت سے محروم ہو جاتا ہے"۔

ف۱۶۔ جو نزاعات بابت تقسیم کے دس برس کے اندر بعد تقسیم کے پیدا ہون اونکا تصفیہ بہ لحاظ قواعد مندرجہ قول کاتیاین مذکورہ بالا فقرہ (۱۴) کے نہین کیا جاویگا بلکہ بہ لحاظ اون حالات کے کیا جاویگا جنکا قبل ازین ذکر ہوا ہے لیکن جب ایسے حالات کی قابل اطمینان وجہ ظاہر کی گئی ہو اور اسوجہ سے اونسے واقعہ تقسیم ثابت نہو سکتا ہو تو ایسی صورت مین مقولہ ذیل کی روسے شہادت غیبی لیجا سکتی ہے۔ قول مذکور یہ ہے "انکے نہونے پر شہادت غیبی مقرر کی گئی ہے"۔

ف۱۷۔ لیکن ورہدہ یاگولک کے اس قول کی روسے ایسی شہادت نہین لیجا سکتی ہے "اگر واقعہ تقسیم کی نسبت شبہہ پیدا ہو تو از روے شہادت رشتہ مندان سگوترا اور گواہان اور تقسیم نامہ کے تقسیم کو ثابت کرنا چاہیے۔ شہادت غیبی نہین لیجا سکتی ہے"۔

ف۱۸۔ اگر یہ سوال کیا جاے کہ اگر یہ صورت ہے تو اوس صورت مین کہ حالات مندرجہ صدر مین سے کسیکی روسے واقعہ تقسیم ثابت نہ کیا جا سکتا ہو تقسیم کس طرح ثابت کیجاویگی منوجی حسب ذیل فرماتے ہین "جب تقسیم بین شرکار کی نسبت اشتباہ پیدا ہو تو تقسیم مکرر ہونی چاہیے گو وے علیحدہ بود و باش کرتے ہون"۔

ف۱۹۔ یہ قول ایسی صورت سے متعلق ہے جب واقعہ تقسیم اسقدر مشتبہ ہو کہ کسی حالت مین ثابت نہ کیا جا سکتا ہو۔

ف - لیکن منوجی نے یہ بھی فرمایا ہے - میراث کی تقسیم ایک مرتبہ ہوتی ہے - لڑکی ایک مرتبہ بیاہی جاتی ہے - دان کا سنکلپ (وعدہ) ایک مرتبہ کیا جاتا ہے یہ تینون صرف ایک ہی مرتبہ ہوتے ہین" لیکن یہ قول ایسی تقسیم سے متعلق ہے جو حالات سے ثابت کیجا سکتی ہو - پس کوئی تناقض نہین ہے -

حاصل مطلب (منجانب مترجم)

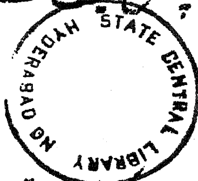
ف - اگر واقعہ تقسیم سے انکار کیا جاوے یا حالات متعلقہ تقسیم مین سے کسی امر طرفی کی نسبت تنازعہ پیدا ہو تو اوسکو بذریعہ شہادت رشتہ مندان سگوتر یا قرابت مندون یا شہود کے یا بذریعہ تقسیم نامہ یا قبضہ جداگانہ یا مراسم مذہبی کے جداگانہ انجام دہی کے ثابت کر سکتے ہین -

ف - شرکا سے خاندان مین لین دین یا دیگر معاملات کا ہونا اور ایک دوسرے کا ضامن ہونا اور ایک کا دوسرے کے حق مین یا خلاف شہادت دینا اور ایک دوسرے کو دان دینا یا ایک دوسرے سے دان کا قبول کرنا یہ جملہ امور واقعہ تقسیم کی صراحت کرتے ہین -

ف - بصورت نہونے شہادت صریح کے واقعہ تقسیم حالات سے دریافت کیا جاسکتا ہے -

ف - اگر کوئی اشخاص دس سال تک علحدہ رہے ہون اور رسوم مذہبی اور دنیاوی علحدہ علحدہ انجام دیتے رہے ہون تو وے علحدہ شدہ قیاس کئے جاوینگے -

ف - جو شخص اپنی زمین کو بیس برس تک اور جایداد منقولہ کو دس برس تک بلا اظہار اپنے حقوق کے غیر شخص کے قبضہ مین دیکھتا رہے - جایداد مذکور کی نسبت اپنے حق ملکیت سے محروم ہوجاتا ہے -



ف - تنازعات تقسیم مین شہادت غیبی ناقابل پذیرائی ہے -

ف - جبکہ واقعہ تقسیم اسقدر مشتبہ ہو کہ شہادت صریحی یا ضمنی سے ثابت نہو سکتا ہو - تو تقسیم جدید کیجاوے گی گو فریقین نے جداگانہ سکونت اختیار کی ہو -

فہرست مفصل مضامین رسالہ

پ

ش

ص

ض

ع

و

ہ